تالیف
ابو الوفا قاری فیض المصطفےٰ عتیقی
خطیب جامع مسجد بہارِ مدینہ، بوچھال کلاں چکوال
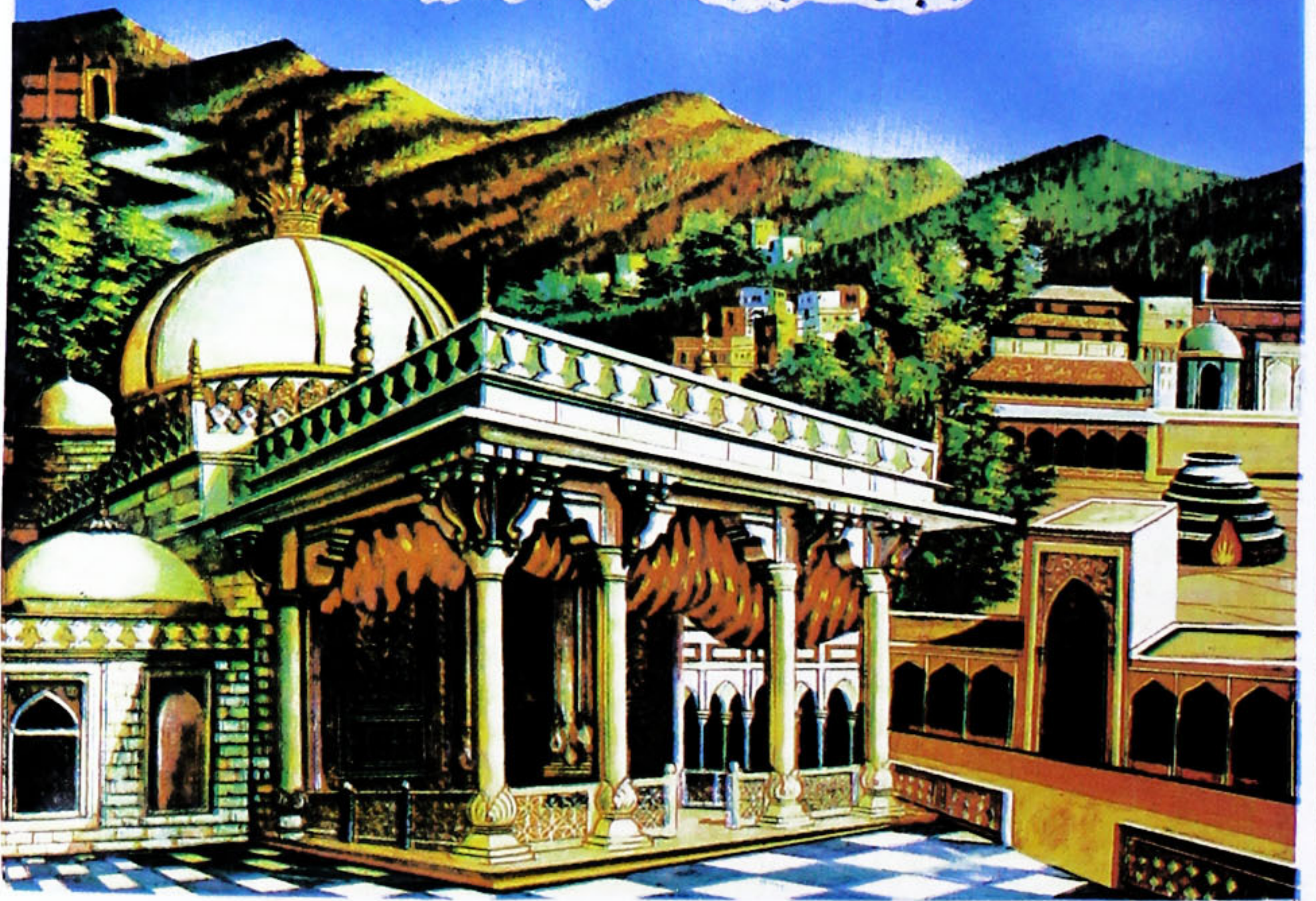
ZAHOOR KAZMI

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز
۱۱- گنج بخش روڈ ○ لاہور ○ فون ۷۳۱۳۸۸۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جد نظر کسے دی ہو جاوے — رنگ لگ جاندے تدبیراں نوں
کسی کامل دا جد لڑ پھڑیئے — رب بدل دیندا تقدیراں نوں

ماہِ اجمیر

تالیف

ابو الوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز
۱۱- گنج بخش روڈ - لاہور

تزئین واہتمام

سید شجاعت رسول

نام کتاب ——— ماہ اجمیر

مصنف ——— ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی

ایڈیشن ——— سوم

سن اشاعت ——— ستمبر ۱۹۹۹ء

مطبع ——— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ناشر ——— نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

ہدیہ ——— -/120 روپے

ملنے کا پتہ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

گنج بخش روڈ لاہور فون: 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے فیصل آباد فون: 626046

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر

مضامین	صفحہ نمبر

مضامین	صفحہ نمبر

مضامین | صفحہ نمبر

مضامین	صفحہ نمبر

(۶) چھٹا وعظ مبارک

مضامین	صفحہ نمبر

ساتواں وعظ مبارک ۱۶۳

مضامین	صفحہ نمبر

آٹھواں وعظ مبارک

نواں وعظ مبارک

مضامین	صفحہ نمبر

مضامین	صفحہ نمبر

مضامین	صفحہ نمبر

بارہواں وعظ مبارک

مضامین	صفحہ نمبر

مضامین	صفحہ نمبر

انتساب

فقیر اپنی اس تالیف کو حضور پُر نور شافع یوم النشور رسول کرم شفیع معظم نبی غیب داں وسیلہ بیکساں مالک کون مکاں محبوب رب دوجہاں حضور سید المرسلین امام الاولین والآخرین سردر کائنات فخر موجودات منبع کمالات سرور انبیاء حبیب کبریا احمد مجتبیٰ سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں پیش کرنے کی سعادت کرتا ہوں۔

قلم میری ہو ثنا تیری ہو
بس یوں ہی لکھتا رہوں یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

سگِ کوچۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قاری فیض المصطفیٰ عتیقی

نذرِ عقیدت

بحضور مرشد حقانی عکس لاثانی پیر طریقت رہبر شریعت سیدی و مرشدی الحاج حضرت صاحبزادہ میاں غلام محمد شرقپوری دامت برکاتھم العالی جن کی نگاہ فیض نے مجھ جیسے ہزاروں غلاموں کو عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا اور راہ راست پر لگایا۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

گدائے کوچہ شیرِ ربانی
ابوالوفا قاری فیض المصطفےٰ اعتقی نقشبندی
۲۷ شوال المکرم بروز پیر ۱۴۰۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نگاہِ اوّل

کافی عرصے سے میری یہ دلی تمنا تھی کہ میں حضور سیدی و مرشدی خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر ایک چھوٹا سا رسالہ تحریر کروں تاکہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیوانے مستانے اس رسالے سے فیض حاصل کر سکیں۔ لیکن جب فقیر نے رسالہ لکھنا شروع کیا تو بجائے رسالے کے الحمدللہ ایک کتاب بن گئی تو اب بجائے ایک چھوٹے سے رسالے کے ایک کتابی صورت میں خواجہ پیا کی شان آپکی نظروں کے سامنے ہے۔ الحمدللہ فقیر نے بڑی محنت اور محبت کے ساتھ اس کتاب کو لکھنے سے پہلے مختلف کتابوں کا مطالعہ کیا اور ان کتابوں میں چند چیدہ چیدہ واقعات قلمبند کر دیئے گئے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اس کتاب سے پہلے ضخیم اور بڑی بڑی کتابیں خواجہ کائنات حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر لکھی گئی ہیں لیکن قارئین کرام آپ ہر بات بخوبی جانتے ہیں کہ ہر پھول کی خوشبو مختلف ہوتی ہے۔ گلاب کے پھول کی خوشبو کچھ اور ہوتی ہے اور موتیے کی خوشبو کچھ اور ہی ہوتی ہے۔ اس طرح انشاءاللہ اس کتاب کو پڑھنے سے بھی آپ کو مختلف خوشبوئیں آئیں گی۔ کہیں تو کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی خوشبو آپ کو آئے گی۔ کہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت کی خوشبو آئے گی کہیں اولیائے کرام کے پیارے

بیان پڑھنے سے آپ کو خوشبو آئے گی اور کہیں خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیاری سیرت کی خوشبو آئے گی۔ قارئین کرام فقیر نے پوری ذمے داری کے ساتھ اس کتاب کو لکھنے کی کوشش کی ہے ویسے مجھے معلوم ہے کہ میرے پلے کچھ بھی نہیں ہے یہ سب کچھ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ پاک کا صدقہ ہے۔ کہ انہوں نے اپنی شان مجھ جیسے حقیر فقیر انسان سے لکھوا ڈالی وگرنہ میں کیا ہوں اور میری حقیقت کیا ہے۔ یہ میں ہی جانتا ہوں لیکن میں اُمید کرتا ہوں اپنے قارئین کرام سے کہ وہ اس کتاب سے انشاء اللہ بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔ خصوصاً واعظین کرام اور مقررین عظام کے لئے انشاء اللہ یہ کتاب بہت ہی سود مند ثابت ہوگی۔ واعظین اور مقررین کرام اس کتاب کے واقعات کو انشاء اللہ بر سر ممبر کھل کر عوام کے سامنے بیان کریں اور پھر خود ہی اندازہ لگائیں کہ سامعی کو کتنا لطف آیا ہے۔ الحمدللہ اکثر باتیں بحوالہ درج کر دی گئی ہیں عوام کے لئے وگرنہ علمائے کرام تو ان باتوں کو اچھی طرح جانتے ہی ہوں گے۔ آخر میں فقیر اپنے تمام قارئین کرام خصوصاً علماء و خطبا سے گذارش کریگا کہ کتاب پڑھتے وقت یا کتاب پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ ضرور دعا فرمائیں کہ اے خالق کائنات اپنے پیارے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے فقیر عتیقی کے علم عمل آواز تقریر تحریر میں اضافہ فرما آمین ثم آمین۔ کیونکہ دعاؤں سے تقدیریں بدل جایا کرتی ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ جیسے بزرگوں کی دعا سے فقیر کی کھوٹی قسمت بھی ہری بھری ہو جائے گی۔

بقول میاں محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

رحمت دا مینہ پاوے خدایا تے باغ سکا کر ہریا
بوٹا آس امید میری دا تے کر دے ہر یا بھریا

سگِ کوچہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قاری فیض المصطفیٰ عتیقی نقشبندی

۱۷ شوال المکرم ۱۴۰۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نورانی خطبہ مبارک

پہلا وعظ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ سَیِّدِ المُرسَلِینَ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَاَھلِ بَیتِہٖ وَاَولِیَآءِ اُمَّتِہٖ وَاَھلِ سُنَّتِہٖ اَجمَعِینَ لَانَبِیَّ بَعدَہٗ ھُوَ رَحمَۃٌ لِّلعٰلَمِینَ وَخَاتَمُ النَّبِیِّینَ وَشَفِیعُ المُذنِبِینَ اَمَّا بَعدُ فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ اَلَا اِنَّ اَولِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوفٌ عَلَیہِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَولَانَا العَظِیمُ وَبَلَّغَنَا رَسُولُہُ النَّبِیُّ الکَرِیمُ وَنَحنُ عَلیٰ ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِینَ وَالشَّاکِرِینَ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ پ ۱۱ ع ۱۱

ترجمہ خبردار۔ بیشک اولیاء اللہ ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

حضرات گرامی! رجب المرجب شریف کی چھ تاریخ کو حضرت خواجہ خواجگان چشت اہل بہشت چشتیوں کے سردار پیشواؤں کے پیشوا امام طریقت و شریعت تاج المقربین سید العابدین امام العارفین تاج العاشقین سیدی خواجہ حسن معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس پاک منایا جاتا ہے۔ حضرت کے دربار پر لاکھوں۔ لاکھوں ہی نہیں کروڑوں انسان آپ کی بارگاہِ عالیہ میں ہدیۂ عقیدت پیش کرنے کے لیے حاضر ہوتے ہیں ان کروڑوں انسانوں میں اولیاء بھی ہوتے ہیں علماء بھی ہوتے ہیں صوفیاء بھی ہوتے ہیں اتقیاء بھی ہوتے ہیں مسلمان بھی ہوتے ہیں کفار بھی ہوتے ہیں ایمان دار بھی ہوتے ہیں بے ایمان بھی ہوتے ہیں اپنے بھی ہوتے ہیں غیر بھی ہوتے ہیں حتیٰ کہ تمام قسم کے انسان ہوتے ہیں اور ہر انسان اپنے اپنے طریقے پر اپنے اپنے انداز میں خواجہ صاحب کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوتا ہے کوئی تو عشق و مستی کے عالم میں خدا کی حمد و ثنا کے ترانے گا رہا ہوتا ہے کوئی کیف و خوشی میں آقائے دوجہاں تاجدارِ مدینہ۔ رسول مکرم حبیب کبریا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں ہدیہ صلوٰۃ و سلام پیش کر رہا ہوتا ہے کوئی جھوم جھوم کر اللہ کے پیارے کلام کی تلاوت میں مشغول ہوتا ہے اور کوئی میرے خواجہ کے قدموں میں کھڑے ہو کر بھکاری بن کر دستِ سوال بڑھا کر خواجہ کے صدقے خدا سے مانگ رہا ہوتا ہے اور یہ حقیقت

ہے کہ ہر طرح کا بندہ آپ کو خواجہ صاحب کے دربار میں ملے گا لیکن قربان جاؤں خواجہ صاحب کی سخاوت پر کہ روضہ انور میں لیٹے لیٹے بھی کسی سوالی کو خالی نہیں لٹاتے بلکہ ہر سوالی جھولی بھر کے لے جاتا ہے اگر کوئی بیمار جائے تو شفا پاتا ہے اگر کوئی غمزدہ جائے تو خوشی محسوس کرتا ہے اگر کوئی بے سہارا جائے اور اگر کوئی بے اولاد جائے تو اسے اولاد مل جاتی ہے اور اگر کوئی دکھی جائے اسے سکھ مل جاتا ہے اور اگر کوئی بے چین جائے تو اسے چین مل جاتا ہے۔ اگر کوئی بے قرار جائے تو اُسے قرار مل جاتا ہے اور اگر کوئی بے آسرا جائے تو اسے آسرا مل جاتا ہے اگر کوئی روتا جائے تو مسکراتا آتا ہے کیوں اس لیے کہ میرے خواجہ کا دربار اللہ کی رحمتوں کا دربار ہے اور میرے خواجہ اللہ کے نبی نہیں نبی کے صحابی نہیں تابعی نہیں تبع تابعی نہیں بلکہ اللہ کے ولی ہیں وہ ولی جس کے متعلق خود خدا قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ اللہ پاک فرماتا ہے بیشک اللہ کے ولی انہیں کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ قیامت میں غمگین ہوں گے۔ حضرات گرامی اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے اندر اپنے محبوب بندوں یعنی اپنے ولیوں کا ذکر فرمایا ہے۔

ولی کون ہے؟

آئیے اب ذرا دیکھیں اللہ کا ولی کون ہے۔ ولی کی پہچان کیا ہے اور ولی کی کتنی قسمیں ہیں۔

صوفیاء کرام کا فرمان

صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ ولی اللہ وہ ہے جو شرعی فرائض سے اللہ کے قرب اور اس کی اطاعت سے اللہ کا نور حاصل کرے۔ اس کا دل معرفت ربانی میں ڈوبا رہے اور جب دیکھے تو دلائل قدرت سے دیکھے جب سُنے تو آیاتِ الٰہیہ سے سُنے جب بولے تو رب کی حمد و ثنا سے شروع کرے جب حرکت کرے تو اطاعت الٰہی میں حرکت کرے جب بندہ اس حالت پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا مددگار ہو جاتا ہے

متکلمین کا فرمان

متکلمین کہتے ہیں کہ ولی وہ ہے جس کے عقائد درست ہوں اور ی[illegible]ل پر مبنی ہوں۔ اعمال شریعت کے مطابق ہوں۔

عارفین کا فرمان عارفین فرماتے ہیں کہ ولایت نام قربِ الٰہی کا اور ہمیشہ رب کی طرف متوجہ رہنے کا جب اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اسے کسی چیز کا ڈر نہیں رہتا نہ کسی چیز کے فوت ہونے کا غم۔

حضرت ابن عباس کا فرمان حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہے جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے۔

ابنِ زید کا فرمان ابنِ زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہے جس میں یہ صفات ہوں جو اس آیتہ کریمہ مذکورہ میں ہیں یعنی ایمان تقویٰ اور بشارت۔

علماء کا فرمان علماء فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہے جو کسی سے محبت کرے تو خدا کے لیے نفرت کرے تو خدا کے لیے حتیٰ کہ جو کام بھی کرے صرف اور صرف رضائے الٰہی کیلئے کرے۔

علامہ پانی پتی کا فرمان عارف باللہ علامہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی کے معنی ہیں قرب اور نزدیکی یعنی ولی کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ کے قریب ہو اور نزدیک ہو اور اصطلاح میں ولی اس کو کہتے ہیں جس کا دل ذکر الٰہی میں مستغرق رہے شب و روز اللہ کی عبادت و ریاضت میں تسبیح و تہلیل میں مصروف رہے۔

ولی کی پہچان اب آؤ ذرا یہ دیکھیں کہ ولی کی پہچان کیا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی پہچان آسان ہے لیکن ولی کی پہچان مشکل ہے۔ خدا کی پہچان آسان اس لیے ہے کہ وہ اپنی ذات و صفات اور ہر ذرہ پُرجال سے پہچانا جارہا ہے مگر ولی تو ہم میں رہیں ہماری طرح کھائیں پئیں، سوئیں جاگیں، مگر ان کے دل تندیل نورانی ہوں۔ ظاہر میں شریعت سے موصوف ہوں اور باطن فقر کے انوار سے روشن ہو۔ اب بتاؤ انہیں کیسے پہچانیں وہ ان دلہنوں کی طرح ہیں جن تک ان کے محبوب کے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ یہ فرمان حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے حضرت سہیل فرماتے ہیں کہ ولی کو ولی ہی پہچان سکتا ہے۔

ولایت کی قسمیں اب یہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ ولایت کی کتنی قسمیں ہیں۔ ولایت کی تین قسمیں ہیں۔ ولایت **کسبی** یہ ولایت تقویٰ، عبادات مجاہدات مراقبات۔ ولایت فطری یعنی مادرزاد ولی۔ جیسے حضرت مریم علیہ السلام مادرزاد ولیہ۔ آپ سے بچپن میں کرامات ظاہری ہوئی کہ آپ کے پاس بچپن میں جنتی پھل آتے تھے حضرت ذکریا علیہ السلام نے فرمایا اے مریم یہ پھل کہاں سے آیا ہے تو حضرت مریم علیہ السلام نے کہا **قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ** کہ یہ پھل اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ (القرآن) اس طرح غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے پیدا ہوتے ہی روزہ رکھا اور ماں کا دودھ نہ پیا۔ سبحان اللہ شاعر ترجمانی کرتا ہے کہ

غوث اعظم متقی ہر آن میں
چھوڑا ماں کا دودھ بھی رمضان میں

ولایت عطائی۔ جو کسی نبی ولی کی نظر کرم سے آناً فاناً مل جائے جیسے فرعون کے جادوگر ایک ہی نگاہ سے ولی بن گئے یا سید کبیرالدین دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار شریف گجرات کی سرزمین پر ہے۔ یہ وہی حضرت صاحب ہیں جن کا ڈوبا ہوا بیڑا غوث پاک نے بارہ سال بعد ان کی والدہ کی فریاد پر ایک انگل کے اشارے سے نکالا تھا اور ان کو ایک نگاہ سے ولی بنا دیا۔ ان کی عمر پونے چھ سو برس ہوئی۔ تفسیر **نعیمی** پ ۱۱ صفحہ ۳۹۵

اللہ کی محبت جب کوئی انسان اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو کر دنیا کو بھلا دیتا ہے اور صرف اللہ کا ہی ہو جاتا ہے تو پھر خالق کائنات بھی اس انسان کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ صرف خالق کائنات ہی نہیں بلکہ ساری کائنات اس کی محبت میں گم ہو جاتی ہے۔ یہ میں نہیں کہتا آئیے ذرا فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنئیے۔

(مشکوٰۃ شریف ۴۲۵ مسلم شریف)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ ترجمہ: حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ قَالَ فَیُحِبُّہٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَآءِ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْہُ قَالَ فَیُبْغِضُہٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَھْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْہُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں سے یعنی اپنے فلانے ولی سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں آسمان میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں ولی سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم لوگ بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس ولی سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اس کے لیے زمین میں بھی اعلان کر دیا جاتا ہے تو زمین والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو فرماتا ہے کہ میں فلاں سے ناراض ہوں تم بھی اس سے ناراض ہو جاؤ فرمایا کہ جبرائیل بھی اس سے ناراض ہو جاتے ہیں پھر ایمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے ناراض ہے تم بھی اس سے ناراض ہو جاؤ فرمایا پھر آسمان کے تمام فرشتے اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور زمین والے بھی اس سے نفرت کرتے ہیں۔

اللہ والے اور ہم

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جب بندہ اللہ کا مقرب ہو جاتا ہے تو پھر ساری کائنات اس کی محبت میں گم ہو جاتی ہے۔ ساری دنیا کی نظریں اس اللہ کے ولی پر لگ جاتی ہیں اور لوگ دور دور سے سفر کر کے اس اللہ والے کے پاس آتے ہیں کیوں جاتے ہیں سنی بریلوی انھیں نہیں کہتے کہ جاؤ اللہ والوں کے پاس مفتی نہیں کہتے کہ جاؤ اللہ والوں کے پاس علماء نہیں کہتے کہ جاؤ۔ اللہ والوں کے پاس مقرر نہیں کہتے مجتہد نہیں کہتے بزرگان دین نہیں کہتے بلکہ خود خدائے پاک ان لوگوں کو اللہ کے دلیوں کے پاس بھیجتا ہے خود خدا اپنے مقرب ترین بندوں کے دربار میں روانہ فرماتا ہے کیوں کہ خود خدا فرما چکا ہے کہ جب بندہ میرا ہو جاتا ہے تو ساری کائنات اس کی ہو جاتی ہے معلوم ہوا کہ ولی کی دوستی خدا کی دوستی ہے۔

ولی کی دوستی

اب سنیے کہ ولی کی دوستی کیسے خدا کی دوستی ہوتی ہے مسلم شریف مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر ۴۲۵ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم فداک ابی وامی نے فرمایا کہ ایک آدمی اپنے دوسرے مومن بھائی سے ملنے کے لیے کسی دوسری بستی کی طرف چلا تو اللہ تبارک تعالیٰ نے ایک فرشتہ جبرئیل علیہ السلام یا کوئی اور فرشتہ اس بندے کے راستے پر بٹھا دیا انسانی شکل میں۔ جب وہ بندہ اس فرشتے کے پاس سے گزرنے لگا تو اس انسانی شکل نما فرشتے نے پوچھا قَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ کہ اے اللہ کے بندے تو کہا جا رہا ہے تیرا کہاں کا ارادہ ہے حالانکہ وہ فرشتہ اللہ پاک کے بتانے سے سب کچھ جانتا تھا لیکن وہ اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا تو اس مومن بندے نے کہا۔ قَالَ اُرِیْدُ اَخًالِیْ فِیْ ھٰذِہٖ الْقَرْیَۃِ کہ اے اللہ کے بندے یہ جو سامنے بستی آپ کو نظر آ رہی ہے اس بستی میں میرا ایک بھائی رہتا ہے میں اس کو ملنے جا رہا ہوں۔ وہ انسانی شکل والا فرشتہ بولا کہ اے اللہ کے بندے اس آدمی کو تو کیوں ملنے جا رہا ہے ہے کیا تیرا کوئی اس پر کوئی قرضہ ہے جسے لینے جا رہا ہے یا تیرا احسان ہے

احسان ہے اس پر جسے جتلانے جارہا ہے تو اس مومن بندے نے کہا کہ اے اللہ کے بندے قَالَ لَا غَیْرَ اَنِّیْ اَحْبَبْتُهٗ فِی اللہِ۔ اے سوال کرنے والے اللہ کے بندے نہ اس پر میرا کوئی احسان ہے نہ اس پر میرا کوئی قرضہ ہے میں صرف اور صرف اس کو اس لیے ملنے جارہا ہوں کہ میں اللہ کے بندے سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہوں یعنی اس سے میری محبت ہے تو صرف اس لیے ہے کہ وہ اللہ کا نیک بندہ ہے اور نیک بندوں سے محبت کرنا اور نیک بندوں سے دوستی رکھنا اللہ کو راضی رکھنا ہے بخشے ہوئے کی ملاقات کروں تاکہ میں بھی بخشا جاؤں اللہ اللہ۔ بابا فرید علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا کہ

اُٹھ فرید استیا تے جھاڑو دے مسیت
تو ستا رب جاگدا تیری ڈاڈھے نال پریت
اُٹھ فرید استیانوں میلا ویکھن جا
مت کوئی مل جاوی بخشیا ہویا تو وی بخشیا جا

میں عرض کر رہا تھا کہ اس بندے نے جواب دیا کہ اے سوال کرنے والے اللہ کے بندے! اس بھائی پر میرا کوئی احسان نہیں کوئی قرضہ نہیں بلکہ میں تو صرف اللہ کی محبت کی خاطر اس سے ملنے جارہا ہوں تو فرشتہ نے کیا جواب دیا آقا نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتہ نے کہا کہ اور اللہ کے بندے اگر یہ بات ہے تو سُن فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللہِ اِلَیْکَ بِاَنَّ اللہَ تَعَالٰی قَدْ اَحَبَّکَ کَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِیْهِ اے اپنے بھائی کی زیارت کو خدا کی محبت کی خاطر جانے والے میں کوئی عام انسان نہیں بلکہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ایک فرشتہ ہوں ایک قاصد ہوں اے اللہ کے بندے تجھے مبارک ہو اے جس طرح تم اللہ تعالیٰ کے ولی سے محبت کرتے ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرتا ہے۔ سبحان اللہ۔ کیا شان ہے اللہ کے ولی کی محبت کا۔

اللہ کے ولی کی محبت اور قیامت

اللہ کے ولی کی محبت دنیا میں بھی کام آئیگی انشاءاللہ اور قیامت کو بھی کام آئے گی۔

یقین نہ آئے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سُنیے مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ص۴۲۶ حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسئلہ پوچھنا ہے فرمایا پوچھ! عرض کی کہ میرے آقا آپ اس آدمی کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت کرتا ہو لیکن ان سے ملا نہ ہو۔ آپ نے فرمایا حدیثِ پاک کے الفاظ یوں ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کَیْفَ تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ یَلْحَقْ بِهِمْ (ترجمہ) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس آدمی کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت کرتا ہو لیکن ان سے ملا نہ ہو تو جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو انسان جس سے محبت کرے وہ قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا۔ سُنیو بریلیو! تمھیں مبارک ہو کہ قیامت میں تمھارا بیڑا انشاءاللہ اللہ والوں کے صدقے پار ہوگا کیوں کہ سرکار کے فرمان کے مطابق کہ ہر آدمی محبت کرنے والے کے ساتھ ہوگا اب جس کو جس سے محبت ہوگی وہ اس کے ساتھ ہوگا اگر کسی کو دنیا میں پیرِ طریقت میاں غلام احمد شرقپوری کے ساتھ محبت ہوگی تو قیامت میں پیرِ طریقت میاں غلام احمد شرقپوری کے ساتھ ہوگا۔ اگر کسی کو دنیا میں پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے محبت ہوگی تو قیامت میں پیر مہر علی شاہ کے ساتھ ہوگا۔ اگر کسی کو پیر سیال لجپال سے محبت ہوگی تو وہ قیامت میں پیر سیال لجپال کے ساتھ ہوگا۔ اگر کسی کو دنیا میں شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری سے محبت ہوگی تو قیامت میں وہ شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری کے ساتھ ہوگا۔ اگر کسی کو دنیا میں خواجہ اجمیری سے محبت ہوگی تو قیامت میں خواجہ اجمیری کے ساتھ ہوگا۔ اگر کسی کو دنیا میں داتا علی ہجویری لاہوری کے ساتھ محبت ہوگی وہ قیامت میں داتا علی ہجویری لاہوری کے ساتھ

ہوگا اگر کسی کو دنیا میں غوثِ صمدانی غوث احمد جیلانی کے ساتھ محبت ہوگی تو قیامت میں غوثِ صمدانی غوثِ اعظم جیلانی کے ساتھ ہوگا اور کسی کو دنیا میں شہید کربلا سے محبت ہوگی تو قیامت میں علی کے لعل کے ساتھ ہوگا اور اگر کسی کو دنیا میں علی شیر خدا کے ساتھ محبت ہوگی تو وہ قیامت میں علی شیرِ خدا کے ساتھ ہوگا۔ اگر کسی کو صدیقِ اکبرؓ سے محبت ہوگی تو قیامت میں صدیق اکبرؓ کے ساتھ ہوگا۔ اگر کسی کو آمنہ مائی کے لعل کے ساتھ محبت ہوگی تو وہ قیامت میں اللہ کے پیارے حبیب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہوگا کیونکہ خود آقاء دوجہاں نے فرمایا کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اَلحمدُ لِلّٰہ

عبرت اب وہ لوگ بھی عبرت حاصل کریں جو اچھوں کی اور نیک لوگوں کی محبت نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ وہ بھی اللہ والوں کی محبّت دل میں رکھیں وگرنہ یہ لوگ جس سے محبت کرتے ہیں وہ بھی قیامت کے دن ان کے ساتھ ہوں گے۔ یعنی یہ نہ ہو کہ کوئی تو اللہ کے ولیوں کے ساتھ ہو کوئی اللہ کے نبیوں کے ساتھ ہو اور یہ عیاش قوم یہ دین سے نفرت کرنے والی ملّت قیامت کے دن اپنے گلوکاروں کے ساتھ نہ ہو یہ نہ ہو کوئی قیامت میں ایکٹر کے ساتھ کوئی ایکٹرس کے ساتھ کوئی گلوکار کے ساتھ کوئی گلوکارہ کے ساتھ کوئی پاپ سنگر کے ساتھ پکارا جائے خود سوچو اگر اللہ پاک نے ایسے لوگوں کو ایسے لوگوں کے ساتھ بلا لیا تو پھر کیا بنے گا۔ اللہ پاک اپنی حفاظت میں رکھیں آمین ثم آمین

مجرم محرم حضرات گرامی! آج تو ہم سب اکٹھے ہیں اللہ کے ولی اللہ کے نیک بندے مجرم محرم نیک گنہگار اپنے پرائے لیکن پتہ کو قیامت کو چلے گا کہ نیک بدکاروں سے محرم مجرموں سے جدا ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔

وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْن اے مجرمو آج کے دن جدا ہو جاؤ (پ ۲۳ ع ۲)

حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اک گناہ میرا ماں پیو ویکھے تے دیوے دیس نکالا
لکھ گناہ میرا الک ویکھے تے پردے پاون والا

یہاں تو خالقِ کائنات پردے ڈال رہا ہے لیکن قیامت کو یہ پردے ختم ہو جائیں گے اور عیبی کا عیب کھل جائے گا ہر مجرم کا جرم سامنے آجائے گا ہر پاپی کا قصور لوگ اپنی نظروں سے دیکھیں گے مشکوٰۃ شریف ۲۹۴ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن حساب و کتاب کے بعد جب خداوند کریم مخلوق کے حق میں آخری فیصلہ فرما دے گا اور جنتیوں اور دوزخیوں کو اپنے اپنے ٹھکانے کا پتہ لگ جائے گا جنتیوں دوزخیوں کی پشتوں پر مہریں لگا دی جائیں گی تو فرشتوں کو اللہ تعالےٰ حکم فرمائے گا کہ پہلے جنتیوں کو جنت میں لے جاؤ چنانچہ جنتی بڑی خوشی مسرّت کے ساتھ جنت کی طرف چلے جائیں گے اور دوزخی حسرت اور مایوس نگاہوں سے انکو دیکھ رہے ہوں گے اور شرمندگی در سوائی کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ان کو دیکھ رہے ہوں گے جب اولیاء اللہ کی صفیں دوزخیوں کے پاس سے گذریں گی تو ایک دوزخی جس کی پشت پر تقدیر الٰہی کی مہر لگ چکی ہو گی وہ دوڑ کر اللہ کے ایک ولی کے قدموں میں گر کر پاؤں پکڑ لے گا۔ اللہ اکبر وہ کتنا مشکل وقت ہو گا دعا کرو کہ اللہ پاک ہمیں قیامت کے دن اپنی حفاظت میں رکھے۔ شاعر کہتا ہے کہ

مجرم محرم اکو شکلاں تے میں مرسٹر چلی اس جاوے

مت نقطہ مجرم والا محرم دے سر آوے

ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا وہ دوزخی دوڑ کر اللہ کے ایک ولی کے پاؤں پکڑ لے گا۔ اور عرض کرے گا۔ اَمَا تَعْرِفُنِیْ اَنَا الَّذِیْ سَقَیْتُکَ شَرْبَۃً کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ پانی پلایا تھا۔ وَقَالَ بَعْضُھُمْ اَنَا الَّذِیْ وَھَبْتُ لَکَ وَضُوْءً اور کوئی کسی ولی کو کہے گا کہ میں وہ ہوں جس نے ایک دفعہ آپ کو وضو کرایا تھا۔ گویا دوزخی ولیوں کا دامن پکڑ جائیں گے اور عرض کریں گے کہ حضور ہم وہی بدنصیب لوگ ہیں جنھوں نے زندگی کے کچھ لمحات آپ کی رفاقت میں گزارے تھے اور آپ ہمیں چھوڑ کر اکیلے جنت میں تشریف لے جا رہے ہیں یہ سچ پالوں کا طریقہ

تو نہیں بلکہ لجپال کا طریقہ تو یہ ہے۔

لج پال پریت نوں توڑ دے نئیں
جدھی بانہہ پھڑ دے اونوں چھوڑ دے نئیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ کے ولی اللہ کی بارگاہ میں ان دوزخیوں کی سفارش کریں گے اور ان کے لیے بخشش کی دعا مانگیں گے اور کہیں گے کہ یا اللہ ان کو معاف کر دیں اور ان کو جہنم سے نکال کر جنتی بنا دے فَيَشْفَعُ لَهُ فَيَدْخِلُهُ الْجَنَّةَ وہ جنتی ان دوزخیوں کی شفاعت کر کے انہیں جنت میں لے جائیں گے سبحان اللہ!

ہر مشکل دی کنجی ہتھ ولیاں دے آئی
نظر کرم کرن دی جس ویلے مشکل رہے نہ کائی

اولیاء کرام کی شفاعت کے صدقے جائیں کہ ان کی دعا سے خدا کا غضب رحمت میں تبدیل ہو جائے گا ان کی مشکل حل ہو جائے گی اور ان کے دکھ دور ہو جائیں گے اور ان کی بگڑی تقدیر بن جائے گی اسی لیے ڈاکٹر اقبال نے فرمایا ہے کہ

اندازہ کون کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں

حضرات گرامی یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے معلوم ہوا کہ قیامت میں اللہ کے ولی کام آئیں گے لیکن کچھ لوگ جو ولیوں کے دشمن ہیں جب ان کو یہ حدیث سنائی جائے تو وہ کہتے ہیں کہ ہماری عقلیں نہیں مانتیں بھلا ایسے کب ہو سکتا ہے لیکن جب اپنے بزرگوں کے واقعات بیان کرتے ہیں تو پھر ان کو اپنی عقل یاد بھی نہیں رہتی سب کچھ آنکھیں بند کر کے مان لیتے ہیں چاہے وہ عقل میں آئے یا نہ آئے۔

غیروں کی بات آئیے اب ذرا غیروں کی بات سن لیں اور فیصلہ خود کر لیں کہ

حدیث رسولِ پاک علیہ السلام کو تو یہ لوگ کبھی نہیں مانتے اور جب اپنے مولوی کا ذکر ہو تو نوراً مان جاتے ہیں۔ تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۳۲۴ مصنف عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی۔

یہ مولوی صاحب تذکرۃ الرشید میں لکھتے ہیں کہ آگرہ کے ایک منشی امیر احمد تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ گنگوہ کا ایک شخص شیعہ مذہب مر گیا اور میں نے اسے خواب میں دیکھا تو میں نے فوراً اس کے ہاتھ کے دونوں انگوٹھوں کو پکڑ لیا وہ گھبرا گیا اور پریشان ہو کر بولا جلدی کرو جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو مجھے بڑی تکلیف ہے۔ میں نے کہا اچھا بتاؤ مرنے کے بعد تم پر کیا گذری اور اب کس حال میں ہو۔ اس نے جواب دیا کہ عذابِ الیم میں گرفتار ہوں۔ حالت بیماری میں مولانا رشید احمد صاحب دیکھنے تشریف لائے تھے جسم کے جتنے حصے پر مولوی صاحب کا ہاتھ لگا بس اتنا حصّہ تو اللہ کے عذاب سے بچ گیا باقی جسم پر بڑا عذاب ہے۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

غور کریں آپ

حضرات غور کریں آپ، اور بارگاہِ الٰہی میں ان حضرات کی وجاہت اور مقبولیت کا عالم دیکھیں کہ دنیا میں ہاتھ پھیرا اور آخرت کے عذاب سے چھٹکارہ دلا دیا۔ زبان ہلانے کی ضرورت پیش نہیں آئی صرف ہاتھ لگا دینا کافی ہو گیا کہ شیعہ جیسا باغی، فسادی منکرِ صحابہ، اللہ رسول کا دشمن بھی مولوی صاحب کے ہاتھوں کی برکت سے محروم نہیں رہا۔ آپ یہ واقعہ دیوبندیوں کو سنائیں تو مسکرا کر تسلیم کریں گے کہ اس میں کیا شک ہے کہ مولوی رشید صاحب بہت بڑے عالم تھے۔ اگر یہی واقعہ غوث پاک کی طرف منسوب کر کے بیان کریں تو ملتہ جیلوں کے منہ کھل جائیں گے اور کہیں گے کہ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کیا غوث پاک خدا کے برابر ہو گئے۔ انھوں نے اس کو کیسے عذاب سے چھڑا لیا وغیرہ وغیرہ۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ والوں کی محبت دل میں رکھنی چاہیے اللہ والوں کی محبت اختیار کرنی چاہیے۔ اللہ والوں کی محبت خدا کی قسم انسان کی تقدیر بدل کے رکھ دیتی ہے

کیوں کہ اللہ والوں کی محبت میں بیٹھنا گویا خود اللہ کی محبت میں بیٹھنا ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کہ ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء

جو آدمی چاہے کہ وہ دنیا میں اللہ کی محفل میں بیٹھے اسے چاہیے کہ وہ اللہ کے ولیوں کی محفل میں بیٹھے کیونکہ اللہ کے ولیوں کی محفل میں بیٹھنے سے خدا کی رحمت اس آدمی کے قریب ہو جاتی ہے یعنی وہ اللہ کا مقبول ہو جاتا ہے آگے فرماتے ہیں کہ

یک زمانہ صحبتِ با اولیاءؑ
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

مولانا روم فرماتے ہیں کہ اللہ کے ولیوں کی محفل میں ایک ساعت بیٹھنا ایک سو سال کی مقبول عبادت سے بہتر ہے۔ اللہ غنی۔ یہ شان ہے اللہ کے ولیوں کی۔

اللہ کے ولیوں کی محبت

یہ مولانا روم کا ہی عقیدہ نہیں بلکہ خدا کی قسم ہے بھی صحیح بات ہے کہ جہاں اللہ کے ولیوں کی محبت میں بندہ بیٹھ جائے تو اللہ پاک کا ان کے صدقے اس بیٹھنے والے کی غلطیوں کو بھی معاف فرما دیتا ہے بقین نہ آئے تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلّم فداک ابی وامّی کی یہ حدیث پاک پڑھیے اور سنیئے اور لوگوں کو سنائیے۔

بخاری شریف مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں اور پوری زمین پر گھومتے ہیں کہ کہیں اللہ اللہ کرنے والا ہمیں کوئی مل جائے پھر جب کسی قوم کو یا کسی گروہ کو اللہ اللہ کرتے پالیتے ہیں تو فرشتے ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں کہ آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ یعنی جن

لوگوں کو تم تلاش کر رہے تھے جن اللہ والوں کو تمہارا انتظار تھا وہ دیکھو سامنے موجود ہیں اللہ اللہ کر رہے ہیں لہٰذا آؤ اور ذکر اپنے مقصد کو پاؤ۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر وہ فرشتے جن کی ڈیوٹیاں اللہ پاک نے لگائی ہوتی ہیں وہ اس محفل کے پاس جا کر ان اللہ اللہ کرنے والوں کو اپنے نورانی پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں یعنی یہ فرشتے پرے بنا کر ان مجلس والوں کو اس طرح چھپا لیتے ہیں جیسے رحمت کے بادل زمین پر چھا جاتے ہیں اور یہ پرے آسمان تک پہنچتے ہیں کہ نیچے سے ایک اس کے اوپر دوسرا اس پر تیسرا اس پر چوتھا یعنی فرشتے ان اللہ کا ذکر کرنے والوں پر اللہ کی رحمت کے سمندر بہانا شروع کر دیتے ہیں جب تک یہ لوگ اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں وہ فرشتے ان پر نورانی پروں کا سایہ رکھتے ہیں جب مجلس ختم ہو جاتی ہے۔ سارے لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں اور یہ فرشتے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ پاک ان فرشتوں سے پوچھتا ہے حالانکہ خدا علیم و خبیر ہے وہ سب کچھ جانتا ہے دیکھ رہا ہے لیکن فرشتوں کو اپنے بندوں پر گواہ بنانے کے لیے پوچھتا ہے کیا کہ مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ اے میرے فرشتو! میرے بندے کیا کر رہے تھے تو فرشتے کہتے ہیں اے مولا قَالَ یَقُوْلُوْنَ یُسَبِّحُوْنَكَ وَیُکَبِّرُوْنَكَ وَ یُحَمِّدُوْنَكَ وَیُمَجِّدُوْنَكَ وہ تیرے بندے تیری تسبیح تیری تکبیر تیری حمد اور تیری بزرگیاں بیان کر رہے تھے یعنی یا تو بلا واسطہ تیرا ذکر کر رہے تھے یا بالواسطہ۔

بالواسطہ اس طرح کہ تیرے محبوب کا ذکر اور تیرے دوستوں کی عظمت کے ڈنکے بجا رہے تھے اور تیرے محبوب کے دشمنوں کی برائی کر رہے تھے۔ نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے فرشتو! کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تیری ذات کی قسم انہوں نے تجھے کبھی نہیں دیکھا یعنی بغیر دیکھے تیرے عشق میں تڑپ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو! اگر وہ بندے مجھے دیکھ لیں یعنی میرا دیدار میرا جمال میرا نظارہ کر لیں مجھے بغیر حجاب بغیر پردے کے دیکھ لیں تو کیا ہوگا تو فرشتے

عرض کرتے ہیں کہ اے خالقِ کائنات اگر وہ تیرے بندے تیرا دیدار کرلیں تجھے بغیر حجاب کے دیکھ لیں تو تیری عبادت اس سے بھی بڑھ کر کریں۔ تیری بڑائی اور بھی زیادہ بیان کریں تیری وحدانیت کا جھنڈا اور بھی زیادہ اونچا کریں تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلّم کے اور بھی زیادہ ترانے گائیں تیرے ولیوں کی نشانی اور بھی زیادہ بیان کریں اور تیرے محبوب بندوں کے دشمن کی حقارت اور ان کی مذمت اور بھی زیادہ کریں تو اللہ تعالیٰ پھر فرماتا ہے کہ اے فرشتو ذرا یہ تو بتاؤ وہ بندے میرا اور میرے حبیب کا ذکر کر رہے تھے وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے۔ کیا چاہتے تھے کس چیز کے طالب تھے کس چیز کی تمنا کر رہے تھے تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ مولا وہ تیری شان بیان کر رہے تھے تجھ سے تیری جنت مانگ رہے تھے۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ انہوں نے جنت دیکھی ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں مولا تیری عزت کی قسم! انھوں نے کبھی نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو اگر وہ جنت دیکھ لیتے یعنی اس میں میری نعمتیں، میرے جنتیں محلّات، جنتی حوریں جنتی غذائیں، جنتی فرشتے، جنت کی چوڑائی، جنت کی لمبائی، جنت کا حسن، جنت کا جمال، جنت کی زیبائش، جنت کے باغات، جنت کے سمندر، جنت کی نورانی نہریں دیکھ لیں تو کیا ہو۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے مولا اگر وہ بندے تیری جنت کو دیکھ لیتے تو اس کے بہت حریص اور طلب گار ہوتے اور مانگ رہے ہوتے اور بہت راغب ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اچھا فرشتو یہ بتاؤ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے مولا کریم تیرے بندے جہنم کی آگ سے یعنی قیامت کو جو دوزخ کا عذاب ہونے والا ہے۔ اس سے تیری امان مانگ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو کیا انہوں نے آگ دوزخ کی دیکھی ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے خالقِ کائنات اگر وہ تیری جہنم کو دیکھ لیتے تو اور زیادہ تیری محبت کرتے اور تجھ سے خوف کھاتے ڈرتے اور جہنم سے دُور بھاگتے یعنی دوزخ کے خوف سے دنیا میں عیش و عشرت اور آرام بھول جاتے۔ ہمیشہ روتے ہی رہتے کبھی مسکراتے نہ کبھی

منتے معلوم ہوا اگر وہ عالم ظاہر ہو جائے تو یہ عالم تباہ ہو جائے دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ اگر خالقِ کائنات کا نظارہ یہاں اس دنیا میں ہو جاتے تو کوئی کافر نہ رہے کیوں اس لیے کہ کفر و اسلام کے جھگڑے تیرے چھپنے سے بڑھے تو اگر پردہ اٹھا دے تو ہی تو ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ پھر ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو تم گواہ ہو جاؤ اور میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب گنہگاروں بدکاروں کو اس ذکرِ پاک کے صدقے معاف کر دیا۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان فرشتوں میں ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اے خالقِ کائنات اس محفل میں فلاں فلاں آدمی یعنی ان لوگوں کا نام لے کر فرشتہ کہتا ہے کہ وہ انسان وہ تیرے بندے بھی تھے نہ ذکر کرنے والوں میں سے تھے نہ ذکر سننے والوں میں سے تھے وہ کسی کام کے لیے جا رہے تھے۔ راستے میں تیرے ولیوں کا تیرے نبیوں کا اور تیرا ذکر پاک ہو رہا تھا کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے کھڑے ہو گئے تھے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو تم گواہ ہو جاؤ میں نے ان کو بھی بخش دیا جو ذکر کر رہے تھے جو سُن رہے تھے اور جو یونہی پاس تھوڑی دیر کے لیے کھڑے تھے۔ اللہ اکبر۔ اللہ پاک کتنا مہربان ہے۔ کہ وہ بندے کی غلطیاں نہیں دیکھتا بلکہ اسکی رحمت بہانہ تلاش کرتی ہے اور یہ حقیقت ہے خدا کی قسم اگر خدا پاک عدل کرنے پر آئے تو بڑے بڑے بزرگانِ دین کو بھی اللہ تعالیٰ پکڑے گا اگر وہ کرم کرنے پر آئے تو مجھ جیسے کمینے بدکار گنہ گار فقیر عتیقی کو بھی معاف کر کے اپنی جنت سے نواز دے گا اور اپنا دیدار کرا دے گا۔ میاں محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتنا پیارا کلام فرماتے ہیں۔

عدل کریں تے تھر تھر کنبن اُچیاں شاناں والے

رحم کریں تے بخشے جاون میں جیہے مُنہ کالے

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ صحبتِ اولیاء کا بڑا فائدہ ہے انشاءاللہ دُنیا میں بھی کام آئے گا اور آخرت میں بھی کام آئے گا اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ولیوں کی سچی محبت عطا فرمائے آمین۔

ثم آمین وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ مبارک

دوسرا وعظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۝ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ترجمہ۔ گہرے دوست اس دن (یعنی قیامت کے دن) ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔

حضراتِ گرامی! اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کا منظر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ گہرے دوست قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقی اور پرہیزگار لوگوں کے۔ قیامت کے دن سارے بھائی چارے یارانے دوستیاں اور برادریاں ختم ہو جائیں گی ہر شخص یہ چاہے گا کہ اس کے حصّے کا عذاب بھی کسی اور کو دے دیا جائے۔ اس کی خطائیں دوستوں پر تھوپ دی جائیں۔ ہر انسان ایک دوسرے سے دُور بھاگنے کی کوشش کرے گا۔ ایک دوسرے سے بیزاری کا اعلان کرے گا لیکن وہ

لوگ جو متقی ہوں گے پرہیزگار ہوں گے اللہ کے پیارے ہوں گے اللہ کے دوست ہوں گے اللہ کے محبوب ہوں گے جنہوں نے ساری عمر اللہ تعالیٰ کی محبت میں زندگی بسر کی ہوگی ان کی دوستی انشاء اللہ قیامت کو بھی کام آئے گی۔

اللہ کے دوستوں کی سنگت

امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم شریف کے اندر اس حدیث کو روایت فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا اپنے بندوں سے کہ کہاں گئے وہ لوگ جو آپس میں محبت کرنے والے ؟ مجھے اپنی عزت و جلالت کی قسم میں ان کو آج اپنے سائے کے نیچے جگہ دوں گا جبکہ میرے سایے کے بغیر کوئی سایہ نہیں ایک دوسری حدیث میں ہے حضور علیہ السلام ۔ نے فرمایا اگر دو بندے اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے اور ان میں ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں رہتا تھا تو قیامت میں ان کو اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا اور فرمائے گا کہ یہ وہ آدمی ہے جس کے ساتھ تو میرے لیے محبت کرتا تھا، بندہ اقرار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنے اس ولی کے ساتھ جنت میں بھیج دے گا۔ تفسیر مظہری۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے ولی قیامت میں بھی ایک دوسرے کے قریب ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اس دن قیامت کو ارشاد فرمائے گا۔ یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ...... کہ اے میرے بندو آج تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تم آج کے دن غمگین ہو۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے ولی قیامت کو بھی بے پرواہ ہوں گے ۔آج بھی بے خوف ہیں۔ لہٰذا اللہ والوں سے محبت رکھنی چاہیے کیوں کہ ان کی محبت، جنت میں لے جانے کی ضامن ہے یہ اللہ والے بڑے لجپال ہیں۔ ایمان والوں حدیثِ پاک پڑھ کر دیکھو تمھیں پتہ چلے گا کہ اللہ والے کتنے مہربان ہوں گے قیامت کے دن۔

ولی کی شان

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنی کتاب

احیاء العلوم میں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک اللہ کا ولی اللہ کے دربار میں پیش ہوگا تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس ولی سے معذرت طلب کرے گا جیسے دُنیا میں ایک آدمی دوسرے آدمی سے معذرت طلب کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے اے میرے ولی مجھے اپنی عزت وجلالت کی قسم! میں نے تجھ سے دُنیا اس لیے دُور نہیں رکھی تھی کہ تو میرے نزدیک ذلیل تھا بلکہ اس لیے کہ میں نے تیرے لیے اس جگہ پر عزت وفضیلت تیار کر کے رکھی ہے اے میرے پیارے بندے یہ سامنے جہنم کے لوگ کھڑے ہیں جن کی بداعمالیوں کی وجہ سے میں نے ان کو جہنمی بنا دیا ہے لیکن تو ان جہنمیوں کی صفوں میں چلا جا اور ان کے اندر سے ان لوگوں کو پہچان جنہوں نے تیری خدمت کی تھی۔ جنھوں نے تجھے دُنیا میں کھانا کھلایا تھا یا تجھے کپڑے پہنائے تھے اس کی نیت یہ تھی کہ میں اس اللہ کے ولی کو کھلاؤں یا پلاؤں یا کپڑے پہناؤں تاکہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے تو اے میرے دوست اس جہنمی اس گنہ گار کا ہاتھ پکڑ لے اور وہ تیرا اور تو اس کا ہے یعنی میں نے اس پر تجھے اختیار دے دیا ہے۔ ادھر جہنمیوں کی یہ حالت ہوگی کہ کوئی اپنے پسینے میں گھٹنوں تک، کوئی کمر تک، کوئی گردن تک، کوئی سر تک ڈوبا ہوگا۔ اور حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ادھر یہ اللہ کا دوست جہنمیوں کی صف میں چلا جائے گا اور دیکھے گا کس کس آدمی نے میرے ساتھ بھلائی کی تھی۔ کس کس آدمی نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا بس وہ اللہ کا ولی ان لوگوں کو پہچان لے گا۔ جنھوں نے اس کے ساتھ بھلائی کی ہوگی۔ ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو جنت میں لے جائے گا۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی شان پر قربان جائیے کہ دنیا کا بدلہ وہ قیامت کو اس وقت عطا فرمائیں گے جب کہ ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ کوئی کسی کا پوچھنے والا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اسی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔ وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ

عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ۔ ترجمہ۔ ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی نہ کسی کے لیے کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ کچھ سے کہ کسی کی جان چھوڑی جائے گی اور نہ مدد کی جائے گی۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ نے کتنا واضح فرمایا کہ قیامت میں کوئی کسی کی جان کا بدلہ لے کر نہیں چھوڑا جائے گا اگرچہ اس سے مراد کفار مفسرین نے لیے ہیں۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا بعض مفسرین نے مطلق سفارش بھی مراد لی ہے سفارش تو ہو گی بعض میں لیکن پہلے تو معاملہ حل ہو جائے گا۔ علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر روح البیان پ ۱ صفحہ ۲۸۹ پر ایک روایت نقل فرماتے ہیں۔

ایک حکایت

حضرت عکرمتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص قیامت میں اپنے لڑکے کو لپیٹ کر کہے گا۔ اے میرے پیارے بیٹے میں دنیا میں تیرا باپ تھا اور تو میرا بیٹا تھا۔ بیٹا ماں باپ کا اولاد پر بڑا حق ہوتا ہے۔ بیٹا کہے گا ابا جان واقعی آپ میرے باپ ہیں آپ بتائیں کیا بات ہے کس بات پر آپ پریشان ہیں باپ کہے گا اے پیارے بچے مجھے تیری نیکیوں سے صرف ایک رتی کے برابر ایک نیکی چاہیے تاکہ میں خدا کے دربار میں کامیاب ہو جاؤں۔ بیٹا تیری مہربانی اور تیری نیکی کے صدقے میں اللہ کے عذاب سے بچ جاؤں گا تو لڑکا جواب دے گا اے ابا جان جس طرح آج تجھے اللہ کے عذاب کا خطرہ ہے اللہ کے خوف سے کانپ رہے ہو اور جہنم سے بچنے کی کوشش میں ہو اسی طرح آج میں بھی اللہ کے عذاب سے پریشان ہوں۔ ابا جان جس طرح آپ کو اپنی ذات کی فکر ہے اسی طرح مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ ابا جان میں معذرت خواہ ہوں میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ آپ تشریف لے جائیں آپ مجھے پریشان نہ کریں حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کے صحابی فرماتے ہیں پھر وہ آدمی اپنے بیٹے سے مایوس ہو کر اپنی بیوی کے پاس جائے گا اور بیوی کو جا کر کہے گا اے فلانی یعنی نام

لے کر جو اس کا دُنیا میں ہوگا۔ مثلاً اگر کسی کی بیوی کا نام زینب ہے تو کہے گا زینب تو دنیا میں میری بیوی تھی میں تیرا شوہر تھا اور شوہر کے بیوی پر بڑے حقوق ہوتے ہیں اور پھر اپنی بیوی کی بڑی تعریف کرے گا کہ تو دنیا میں میرے ساتھ کتنی اچھی تھی تیرا میرا کتنا اچھا وقت گزرا کبھی ہماری ناراضگی نہ ہوئی کبھی تو نے مجھے کوئی شکوہ شکایت کا موقع نہ دیا تو کتنی اچھی ہے مجھے امید ہے کہ تو یہاں بھی میرے ساتھ اچھا تعاون کرے گی۔ یہاں بھی میری مدد کرے گی۔ یہاں بھی حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے گی۔ بیوی کہے گی کہ اے میاں! اے مرے سردار! اے میرے خاوند! بتا تو کس مصیبت میں گرفتار ہے تو خاوند کہے گا کہ اے زینب مجھے آج صرف اور صرف ایک رتی کے برابر ایک نیکی درکار ہے اگر تو مجھے نیکی دے دے گی تو میرا معاملہ آسان ہو جائے گا میں اللہ کے دربار میں کامیاب ہو جاؤں گا اور تیری مہربانی ہوگی ورنہ اللہ کے عذاب میں میں گرفتار ہو جاؤں گا تو عورت جواب دے گی کہ اے اللہ کے بندے جس طرح تجھے ایک نیکی کی ضرورت ہے بغیر نیکی کے تو کانپ رہا ہے اور اللہ کے خوف سے ڈر رہا ہے کہ کہیں میں اللہ کے عذاب میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ اسی طرح میں بھی پریشان ہوں کہ میرا کیا بنے گا۔ میں اللہ کو کیا جواب دوں گی لہٰذا اے میاں میں معذرت خواہ ہوں کہ میں تیری کوئی مدد نہیں کر سکتی میں یہاں تیرے کوئی کام نہیں آسکتی اللہ غنی (تنبیہ الغافلین)

ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آئے گا وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى یعنی جس پر گناہوں کا بھاری بوجھ پڑے گا تو اس سے اس کا گناہ کوئی دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ اللہ اکبر۔

شیخ سعدی علیہ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

برفتند ہر کس درود آنچہ کشت

نماند بجز نام نیکو و زشت

ہر آں خورد سعدی کہ بیخے نشاند
کسے برد خرمن کہ تخمے فشاند

ترجمہ:- لوگ گتے اٹھا اٹھائیں گے وہی جو بویا
دنیا میں یا نیک نامی رہی یا بدنامی
اے سعدی جیسا بیج بویا وہی اٹھائے گا
خرمن وہی اٹھائے گا جو بیج بوئے گا

ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ قیامت میں ہر آدمی نفسا نفسی کے عالم میں ہوگا اور ہر بندے کی یہ آرزو ہوگی کاش میں جنت میں چلا جاؤں۔ کاش اللہ تعالیٰ کوئی ایسا سبب پیدا فرما دے جس سے میں کامیاب ہو جاؤں تو اس مشکل میں اللہ کا ولی اپنے نورانی ہاتھوں سے اس گنہگار کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جائے گا لہٰذا ہمیں اللہ کے ولیوں کی صحبت ان کی خدمت کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے ولیوں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آپ سوچیں

حضراتِ گرامی آپ غور فرمائیں اور دل کی گہرائیوں سے سوچیں جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ولی انسان کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے اللہ کے ولی جہنمیوں کو دوزخ سے نکال کر جنتی بنا دیں گے تو سارے ولیوں کے سردار سارے نبیوں کے پیشوا امام الانبیا، حضرت احمد مجتبیٰ نور مجسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداک ابی و امی کی کیا بات ہوگی کیا وہ اپنے گنہگار امتیوں کو جہنم میں جاتے دیکھ لیں گے۔ نہیں ہرگز نہیں خدا کی قسم یہ کبھی نہیں ہو سکتا کیوں کہ ہمارا تو یہ ایمان ہے۔ کیا

حضرت نوح کو بھی موج طوفاں سے کنارہ مل گیا
حضرت موسیٰ کو بھی لطف نظارا مل گیا
الغرض ہر ایک بے چارے کو چارہ مل گیا
اور ہم غریبوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا مل گیا

اور یہ حقیقت ہے کہ ہم غریبوں کو گنہگاروں کو بدکاروں کو عاصیوں کو بے نواؤں کو اگر ناز ہے تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعتِ عظمیٰ اور اللہ پاک کی رحمت پر۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۹۴ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۴۴ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کے خاص غلام اور خادم خاص جنہوں نے دس سال حضور علیہ السلام کی غلامی میں گزار کر دین دنیا کی سعادتیں حاصل فرمائیں حضرت انس فرماتے ہیں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ کہ قیامت کے دن گناہ کبیرہ کرنے والے امتیوں کے لیے بھی شفاعت ہوگی۔

حضور علیہ السلام کی عنایت

قربان جائیں حضور علیہ السلام کے کرم پر کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم بے کسوں اور بے بسوں کے فریاد رس ہیں حدیث شریف پڑھ کر دیکھیں ایک مرتبہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف میں وعظ فرما رہے تھے دائیں طرف حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام ہیں بائیں طرف حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام کی ازواج تھیں یعنی حضور علیہ السلام کی صحابیات سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو بڑے پیارے مسائل سے آگاہ فرما رہے ہیں اور ساتھ ساتھ اپنا دیدار بھی کراتے جا رہے ہیں۔ کملی والے کے صحابی بڑی محبت کے ساتھ محفل میں تشریف فرما ہیں بڑے جوش سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کو سن رہے ہیں کہ اچانک عورتوں میں سے ایک عورت کھڑی ہوگئی عرض کرنے لگی۔

یارسول اللہ فداک ابی وامی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں یہ بتائیں کہ جس ماں کے تین بچے لڑکپن کی حالت میں یعنی بچپن میں فوت ہو جائیں۔ قیامت کے دن اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بی بی جس عورت کے تین بچے لڑکپن کی حالت میں فوت ہو جائیں اور وہ عورت اپنے بچوں کی وفات واویلا نہ کرے ماتم نہ کرے۔ بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے بلکہ صبر سے کام لے خدا کی رضا پر خوش ہو اور کہے کہ مولا

میں تیری رضا پر راضی ہوں تو قیامت کے دن اس کے وہ تین بچے اس کی سفارش کر کے اس کو جنت میں لے جائیں گے۔ عورت یہ مسئلہ سُن کر بیٹھ گئی۔ اس کے بعد ایک اور عورت کھڑی ہو گئی عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس ماں کے دو بچے بچپن میں فوت ہو جائیں اور وہ ماں اپنے بچوں کی وفات پر صبر کرلے اور خدا کی رضا پر راضی رہے تو اس کو کیا اللہ کی طرف سے انعام ملے گا تو رسولِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بی بی جس ماں کے دو بچے بچپن میں فوت ہو جائیں اور وہ صبر کرے تو قیامت کے دن وہ دو بچے جنت میں نہیں جائیں گے جب تک والدین کو اپنے ساتھ جنت میں نہیں لے جائیں گے۔ وہ عورت بھی بیٹھ گئی۔ اس کے بعد ایک اور عورت کھڑی ہو گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس ماں کا ایک ہی بچہ بچپن میں فوت ہو جائے ماں اس اکلوتے بیٹے پر صبر کرے اور اللہ کی رضا پر راضی رہے تو اس کو خدا کی طرف سے کیا انعام ملے گا۔ کملی والے نے فرمایا بی بی جس ماں کا ایک بچہ بچپن میں فوت ہو جائے اور اس ایک بچے کے انتقال پر بھی صبر کرے تو اس ماں کو بھی یہ خوشخبری ہو کہ قیامت کے دن اس کا بچہ بھی اس کی شفاعت کر کے اسے جنت میں لے جائے گا۔ اس کے بعد سیدہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی ہو گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس ماں کا کوئی بچہ نہ ہو قیامت کے دن اس کا کیا بنے گا۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا اے عائشہ قیامت کے دن جس کا کوئی نہیں ہوگا اس کی شفاعت کرنے والا میں حضرت محمد مصطفیٰ ہوں گا۔ سبحان اللہ قربان جاؤں رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت پر گویا اس وقت میرے پیارے آقا کی رحمت جوش میں تھی اور گویا غیب سے یہ آواز آ رہی تھی کہ ؎

مانگ لو مانگ لو چشم تر مانگ لو — دردِ دل اور حسن نظر مانگ لو
کملی والے کی نگری میں گھر مانگ لو — مانگنے کا مزہ آج کی رات ہے

ماں سے زیادہ لطیف

خدا کی قسم قیامت میں ماں اپنے اکلوتے کو بھول جائے گی لیکن کملی والے آقا اپنے گنہگار اُمتی کو نہ بھولیں گے۔ اسی طرح جب انسان مرجاتا ہے تو سارے رشتے دار چھوڑ جاتے ہیں ماں باپ بیٹے کو قبر میں دفنا کر اپنی اولاد کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں لیکن اس اندھیری کوٹھڑی میں اس ڈراؤنی قبر میں بھی حضور علیہ السلام اپنی اُمت کو نہیں چھوڑتے بلکہ قبر میں بھی تشریف لاکر اپنے امتی کو دیدار کرا کر تسلی دیتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

ماں جب اکلوتے کو چھوڑے   آ آ کے بلاتے یہ ہیں
باپ جب بیٹے سے بھاگے   لطف وہاں فرماتے یہ ہیں
مرقد میں بندوں کو تھپک کر   میٹھی نیند سلاتے یہ ہیں
لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن   کون بچائے بچاتے یہ ہیں

سبحان اللہ! کیا خوب فرمایا اعلیحضرت نے کہ لاکھ بلائیں آئیں کروڑوں دشمن بن جائیں سارے ساتھ چھوڑ جائیں گے لیکن میرے کملی والے آقا علیہ السلام اس وقت آڑے بن کے نجات عطا فرماتے ہیں۔

پڑھو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

پنجاب کے ایک شاعر نے بھی اس حقیقت کو واضح کیا ہے شاعر لکھتا ہے

تینوں کلیاں گھر تھیں کڈھن گے
اتے وچ زمین دے گڈن گے
وچ جنگل جا کے چھڈن گے

پڑھو لا الٰہ الا اللہ   ہیں محمد پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایتھے ڈاڈھی جان پھاتی آ

ایتھے کوئی نہ سنگی ساتھی آ

ایتھے کسے نہ پانی چاتی آ

پڑھو لا الٰہ الا اللہ ہیں محمد پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پر او ہ کملی والا آوے گا

وچ کملی آن چھپاوے گا

ہر دکھ تھیں آن بچاوے گا

پڑھو لا الٰہ الا اللہ ہیں محمد پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور علیہ السلام کی رحمت قبر میں بھی ہمارے کام آئے گی اور کل قیامت کے دن بھی جب کہ ماں باپ اپنے بیٹے کو بھول جائیں گے حضور علیہ السلام کی رحمت ہماری بگڑی کو بنائے گی۔ سب نفسا نفسی کہہ رہے ہوں گے مگر حضور علیہ السلام امتی امتی فرما رہے ہوں گے۔ خدا کی قسم اگر حضور علیہ السلام کی رحمت نہ ہو تو ہم میں سے کوئی بھی عذاب الٰہی سے نہ بچے یہ حضور علیہ السلام کی رحمت کا صدقہ ہے شاعر کہتا ہے کہ

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا

ہم نے تو جہنم کی بہت کی تجویز لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

ایک حدیث

ہاں تو بات ہو رہی تھی اولیاء کرام کی محبت کی۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب بہارستان جامی میں ایک حدیث مبارک نقل فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں ایک آدمی آئے گا۔ اور وہ آدمی ایسا ہو گا جس کے پلے نیک عمل کوئی نہیں ہو گا لیکن ہو گا مسلمان تو اس بندے کو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا کہ اے میرے بندے کیا تیرے پلے کوئی ایسی نیکی ہے جس کی وجہ سے تو جنت میں جانے کا مستحق ہے۔ بندہ کہے گا مولا کریم میرے پاس نیکی تو کوئی نہیں۔

اے خالقِ کائنات جس کی وجہ سے میں جنت میں چلا جاؤں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا یہ بتا کہ فلاں علاقے کے فلاں محلے کے فلاں گھر کے ولی کو جانتا ہے تو وہ گنہگار بندہ عرض کرے گا کہ اے خالقِ کائنات میں اس ولی کو اچھی طرح جانتا ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے میرے گنہگار بندے تیرے پاس نیکی تو نہیں ہے جس کی وجہ سے میں تمہیں جنت میں بھیجوں لیکن جا میں نے اس ولی کی معرفت سے تجھے جنتی بنا دیا اور میری جنت میں چلا جا۔ تیرے لیے میری جنت اس ولی کے صدقے حلال ہو گئی۔ سبحان اللہ جب وہ گنہگار بندہ بخشا جائے گا تو گویا خدا کی بارگاہ میں یوں عرض کرے گا۔

قسم تیری بدعملاں میرا دفتر کیتا کالا
توں ستار غفار کریماں تے پردے کجن والا

قربان جاؤں خدا کی رحمت پر اللہ تعالیٰ بندے پر کتنا رحیم کتنا شفیق کتنا لطیف ہے اگر وہ مہربانی کرنے پر آئے تو صرف بہانہ تلاش کرتا ہے۔

اللہ کی رحمت

حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایک ایسا آدمی حاضر ہو گا کہ اس کی نیکیاں اور برائیاں جب تولی جائیں گی تو نیکیاں اور برائیاں دونوں برابر ہوں گی تو اللہ تعالیٰ اس کو حکم دے گا۔ کہ اے میرے بندے جا کہیں سے ایک نیکی تلاش کر کے لے آ تاکہ تمہیں جنت میں بھیج دیا جائے کیونکہ جب تو ایک نیکی لے کر آئے گا تو تیری نیکیاں زیادہ ہو جائیں گی اور برائیاں کم تو تم جنت کے مستحق بن جاؤ گے۔ وہ آدمی محشر کے روز اپنی ایک نیکی کی تلاش میں نکل پڑے گا اور نیکی تلاش کرتا کرتا باپ کے پاس جائے گا تو وہ باپ کو کہے گا ابا جان ایک نیکی مجھے دے دو تاکہ میں جنت میں چلا جاؤں تو باپ کہے گا بیٹا ایک نیکی دے کر میرا کیا بنے گا پھر وہ آدمی بھائی کے پاس جائے گا۔ وہ بھی یہی جواب دے گا پھر وہ آدمی باری باری اپنے تمام رشتہ داروں عزیزوں اور دوستوں کے پاس جائے گا لیکن کوئی بھی اس کی

مدد کے لیے اس کو ایک نیکی بھی نہیں دے گا۔ آخر کار وہ بندہ مایوس ہو کر خدا کے دربار میں آرہا ہوگا تو راستے میں اسے ایک ایسا آدمی ملے گا جس کے پاس صرف ایک ہی نیکی ہوگی باقی تمام برائیاں ہوں گی تو وہ بندہ اس آدمی کا راستہ روک لے گا اور اسے مایوس دیکھ کر اس سے پوچھے گا بھائی کیا بات ہے کیوں مایوس ہو کس چیز کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہو۔ کیا چیز ڈھونڈ رہے ہو وہ آدمی کہے گا بھائی میں تمہیں کیا بتاؤں میں نے تمام رشتے داروں تمام عزیزوں میں پھر اان کے سامنے ہاتھ پھیلایا دامن پھیلایا لیکن کسی عزیز کسی رشتے دار کسی دوست نے میری مدد نہیں کی تو وہ آدمی کہے گا جن کے پاس ایک نیکی ہوگی میاں وہ کیا چیز ہے جو تمہیں چاہیے جس کی تلاش میں تم اس طرح مایوس ہو تو وہ آدمی کہے گا اس طرح اللہ پاک نے میری نیکیاں اور برائیاں تولی ہیں اور یہ دونوں برابر ہوگئی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کہیں سے ایک نیکی مانگ لاؤ اگر جنت میں جانا چاہتے ہو تو وہی ایک نیکی تلاش کرتا پھرتا ہوں لیکن کوئی بھی مجھے ایک نیکی دینے کے لیے تیار نہیں اس لیے میں بڑا پریشان، بڑا مایوس ہوں کہ اب میرا کیا بنے گا پتہ نہیں جنت قسمت میں ہے یا نہیں۔ کہیں اسی نیکی کی وجہ سے جنت سے محروم نہ ہو جاؤں تو آگے سے وہ آدمی جواب دے گا کہ بھائی میرے پاس صرف ایک نیکی ہے اگر تجھے ایک ہی نیکی چاہیے تو یہ لے لو۔ اور جاؤ جنت میں بہاریں لے تو وہ آدمی کہے گا کہ میاں اگر تم نے یہ ایک نیکی بھی مجھے دے دی تو تمہارا کیا بنے گا تو وہ آگے سے جواب دے گا کہ اے اللہ کے بندے مجھے پتہ ہے کہ اس ایک نیکی کی وجہ سے میں نے جنت میں تو جانا نہیں کیوں نہ ہو کہ میری ایک نیکی کام آجائے اور تجھے جنت میں پہنچا دے۔ وہ آدمی یہ بات سن کر بڑا خوش ہوگا وہ نیکی بھی لے لے گا اور اس نیکی والے آدمی کو بھی ساتھ ساتھ لے لے گا۔ خدا کے دربار میں پیش ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کس بندے نے تجھے نیکی دی ہے۔ تو وہ جواب دے گا مولا کریم یہ وہ نیک انسان ہے جس نے مجھے نیکی دی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو فرمائے گا کیا تو نے اس کو نیکی دی ہے وہ جواب میں کہے گا جی مولا کریم
میں نے اس کو ایک نیکی دی ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے پاس اور کتنی نیکیاں
ہیں وہ کہے گا کہ اے خالق کائنات اے ساری کائنات کے پالنہار اے ساری خدائی کے مالک
میرے پاس اس نیکی کے علاوہ اور کوئی نیکی نہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو پھر تو نے اس کو
یہ نیکی کیوں دے دی ہے۔ تو وہ کہے گا کہ اے مولا کریم مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ایک نیکی
کی وجہ سے میں جنت میں جا نہیں سکتا۔ کیوں نہ یہ میری ایک نیکی کسی کے کام آجائے اور یہ
میرا مسلمان بھائی جنت میں چلا جائے تو اللہ پاک اس کی یہ بات سن کر بہت خوش
ہوگا اور کرم فرمائے گا اور فرشتوں سے فرمائے گا اے میرے فرشتو! پہلے میرے اس
گنہگار بندے کو جنت میں لے جاؤ پھر اس کو لے جانا جس نے ایک نیکی کی خاطر پورا
میدان چھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے صدقے پھر وہ دونوں جنت میں چلے جائیں
گے۔ سبحان اللہ قربان جائیں اللہ کی رحمت پر۔

(موت کا منظر صفحہ ۱۸۹)

ایک اور روایت ترمذی شریف کی روایت ہے حضور علیہ السلام فرماتے
ہیں کہ قیامت کے دن ایک بندے کے پاس صرف ایک نیکی ہوگی اور ننانوے گناہ
تو وہ بندہ اللہ پاک کے دربار میں حاضر ہوگا تو وہ بندہ کہے گا کہ اے خالق کائنات میری نیکی
ایک ہے اور گناہ ننانوے ہیں لہٰذا مجھے اپنے گناہ دیکھ کر اندازہ ہو رہا ہے کہ میں جنت
میں نہیں جا سکتا لہٰذا مجھے جہنم میں بھیج دیا جائے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے میرے بندے
نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہم کسی سے اس طرح نہیں کرتے اور ہم ظالم بھی نہیں کہ بغیر
گناہ اور نیکیاں تولوائے تجھے جہنم میں بھیج دیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے میرے
فرشتو اس بندے کو عدل پر لے جاؤ اور میزان پر اس کی نیکیاں اور برائیاں تولو تو وہ بندہ
دل ہی دل میں اللہ کے خوف سے ڈر رہا ہوگا اور سوچتا ہوگا کہ جہنم تو میرے مقدر میں

لکھی جا چکی ہے لیکن اسے کیا پتہ ہوگا کہ اللہ پاک کتنا مہربان ہے اپنے بندوں پر چنانچہ جب اس کی نیکیاں اور برائیاں میزان پر تولی جائیں گی تو اس کی برائیاں ایک پلڑے میں اور اس کی ایک نیکی ایک پلڑے میں۔ جب ترازو کے پلڑے اٹھیں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس کی ایک نیکی تمام برائیوں پر غالب آجائے گی اور برائیوں والا پلڑا اوپر آجائے گا اور ایک نیکی والا پلڑا بھاری ہو جائے گا وہ گناہ گار بندہ بڑا خوش۔ ادھر خدا کے فرشتے اعلان کر دیں گے کہ یہ بندہ جنتی بن گیا۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس کا نیکیوں والا پلڑا خدا کی رحمت سے بھاری ہو گیا۔ تو وہ بندہ اللہ کی رحمت سے خوشی خوشی جنت میں چلا جائے گا سبحان اللہ قربان جائیے خدائے وحدہٗ لاشریک کی رحمت کے صدقے جائیں۔ اس کی پردہ پوشی کے نثار جائیں اس کی بندہ پروری کے، اگر وہ کرم کرنے پر آئے تو پھر سمندر رحمت کے بہا دیتا ہے۔ سچ فرمایا میاں محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے۔

جے اوقہر کما دن لگے تے کون کوئی بچ چھٹدا
رحمت اس دی جگ دے سائے ہر اک نعمت لٹدا
رحمت دا مینہ پا دے خدایا تے باغ سکا کر ہریا
بوٹا آس امید میری دا کر دے میوے بھریا
رحمت دا دریا الٰہی تے ہر دم دگدا تیرا
جے اک قطرہ بخشے مینوں تے کم ہو جاوے میرا

ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ دنیا میں ولیوں سے محبت رکھنی چاہیے۔ انشاء اللہ قیامت کو بھی اس کا فائدہ ہوگا اور دنیا کی زندگی میں بھی۔

ولیوں کی محبت اور اللہ کی رحمت

حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب نزہۃ المجالس کے اندر لکھتے ہیں۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک آدمی رہتا

تھا اور تھا بڑا بدکار، بڑا عیاش خطاکار عاصی اور نافرمان۔ دنیا کا کوئی ایسا گناہ نہیں تھا جو وہ نہیں کرتا تھا۔ آپ حضرات اچھی طرح جانتے ہوں گے جب کسی علاقے میں اس قسم کا آدمی ہو اس چال چلن کا انسان رہتا ہو تو بس لوگ اس کو بری نگاہوں سے نفرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ ایسے آدمی کو کوئی عزت دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا بلکہ ہر آدمی اس سے دور بھاگنے کی کوشش کرتا ہے اور نفرت کا برملا اظہار کرتا ہے تمام رشتہ دار تمام عزیز تمام اقارب تمام دوست تمام محلّہ دار تمام بستی والے تمام علاقے والے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اسی طرح کا وہ آدمی بھی تھا تمام بستی والے اس سے بھی نفرت کرتے تھے۔ جب وہ آدمی فوت ہو گیا۔ تو خدا کی قدرت دیکھیں کوئی آدمی بھی اس کو غسل دینے کے لیے تیار نہ تھا نہ کسی نے کفن دیا نہ اس کا جنازہ پڑھا گیا نہ اس کو کوئی ہاتھ لگانے کے لیے تیار تھا نہ اس کو کوئی دفنانے کے لیے۔ جب تمام شہر والوں نے نہ اس کو غسل دیا نہ کفن پہنایا نہ جنازہ پڑھا وہ ویسے کا ویسے جیسے مرا تھا۔ پڑا رہا۔ ادھر سیّدنا حضرت موسٰی کلیم اللہ علیہ السلام کوہ طور پر خدائے وحدہٗ لاشریک سے ہم کلام ہونے کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت موسٰی کلیم اللہ جب کوہ طور پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے پیارے کلیم۔ عرض کی جی ربِّ جلیل فرمایا میرے ساتھ کلام بعد میں کرنا، جا پہلے فلاں علاقے میں میرا ایک ولی میرا ایک دوست انتقال کر گیا ہے۔ لوگوں نے اسے غسل نہیں دیا، جنازہ نہیں پڑھا، کفن نہیں دیا، قبر میں نہیں دفنایا جا اپنے نورانی ہاتھوں سے اس کو غسل دے اس کو اپنے بے عیب ہاتھوں سے کفن دے۔ اس کو اپنی نورانی زبان سے میری بارگاہ میں حاضر کر کے اس پر جنازہ پڑھ اور پھر قبر میں بھی اس کو اپنے بے مثل ہاتھوں سے دفن کر۔ حضرت موسٰی کلیم اللہ علیہ السلام کو خدا کا حکم تھا۔ بھلا کیسے رک سکتے تھے فوراً اس شہر میں پہنچے جہاں اس کا گھر تھا حضرت موسٰی علیہ السلام سیدھے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا تو وہ لاوارثوں کی طرح پڑا ہے کسی نے اس کو غسل نہیں دیا۔ کوئی اس کے قریب نہیں آیا۔ کوئی اس کے لیے فاتحہ خوانی کرنے والا

نہیں کوئی اس کو دفنانے والا نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے حیران ہوئے بڑے متعجب ہوئے کہ اللہ پاک تو اس کو ولی اور اپنا دوست بتا رہے تھے لیکن یہ لوگ ہیں کہ اس کے قریب آنے کے لیے تیار نہیں۔ آپ نے اپنی قوم کو بلایا اور فرمایا میاں کیا بات ہے یہ مرنے والا کون ہے اور اس کو تم لوگوں نے غسل کیوں نہیں دیا۔ کفن کیوں نہیں پہنایا جنازہ کیوں نہیں پڑھا اس کو قبرستان میں دفنایا کیوں نہیں لوگوں نے کہا یا حضرت یہ آدمی بڑا گنہگار تھا بڑا بدکار تھا بڑا عیاش تھا اس لیے پورے علاقے کے لوگ اس سے متنفر تھے اور اسی وجہ سے اس کی لاش کے قریب کوئی بستی والا کوئی علاقے والا کوئی اس کا رشتہ دار کوئی اس کا عزیز اس کے قریب نہیں آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس مرنے والے کو اپنے نورانی ہاتھوں سے غسل دیا کفن پہنایا، اس کا جنازہ پڑھا پھر اس کو اپنے بے مثل ہاتھوں سے قبر میں دفن کیا اور دعائے خیر فرمائی اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر خدائے برتر کے ساتھ کلام کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جاتے ہی خدا کی بارگاہ لم یزل میں سر جھکا دیا اور عرض کی کہ مولا کریم تو بڑا کریم ہے تو بڑا رحمٰن ہے تو بڑا رحیم ہے تو بڑا غفار ہے تو بڑا مہربان ہے تو بخشنہار ہے لیکن مولا کریم یہ بندہ تو بڑا گنہگار تھا تیرا نافرمان تھا بڑا عیاش تھا اس کے باوجود مولا تو نے اسے کیسے بخش دیا تو اللہ تبارک تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے کلیم یہ ہے تو بڑا بدکار یہ ہے تو بڑا سیہ کار، یہ ہے تو بڑا پاپی، یہ ہے تو دوزخی، یہ ہے تو جہنم کا مستحق، یہ ہے تو آگ میں جلنے کے قابل لیکن اس کی ایک بات مجھے بڑی پسند آئی جس کی وجہ سے میں نے اسے معاف کر کے اسے جنتی بنا دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ مولا کریم ذرا بتا تو سہی وہ کونسی بات ہے جس کی وجہ سے تو نے اس پر اتنا کرم فرمایا اس کو دوزخ سے نکال بہشتی بنا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے کلیم اللہ یہ بندہ جس کی خطائیں میں نے معاف فرما دی ہیں۔ یہ بندہ ہر روز آسمان کی طرف چہرہ کر کے مجھے کہا کرتا تھا کہ یَا رَبِّ اَنْتَ یَعْلَمُ اِنِّیْ اُحِبُّ

الصَّالِحِیْنَ وَاِن لَّمْ اَکُنْ مِنَ الصَّالِحِیْنَ کہ اے خالقِ کائنات تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں اگرچہ خود نیک تو نہیں لیکن میں تیرے نیک بندوں سے تیرے دوستوں سے تیرے ولیوں سے تیرے محبوبوں سے تیرے مقرب بندوں سے تیرے خاص غلاموں سے صرف اس لیے محبت کرتا ہوں کہ وہ تیرے محبوب بندے ہیں۔

وَاَکْرِہُ الْفَاسِقِیْنَ وَاِنْ کُنْتُمْ فَاسِقًا

اگرچہ میں خود بُرا ہوں اور فاسق ہوں لیکن تیرے فاسق بندوں سے نفرت کرتا ہوں۔

وَاِن لَّمْ تَرْحَمْنِیْ فَمَنْ یَّرْحَمْنِیْ

اے اللہ اگر تو مجھ پر رحم نہیں کرے گا تو اور کون کرے گا۔

اے موسیٰ یہ باتیں یہ مرنے والا بندہ آسمان کی طرف منہ کر کے کہتا تھا میں نے ان کلمات کے صدقے اس کے تمام گناہوں کو معاف کر کے اس کو جنتی بنا دیا ہے جنت ہی نہیں بلکہ اس کو اپنا دوست بھی بنا لیا ہے۔ سبحان اللہ قربان جاؤں مولا تیری رحمت کے

جے میں ویکھاں مولا اپنے عملاں ولّے تے کجھ نہیں میرے پلّے
جے میں ویکھاں مولا تیری رحمت ولّے تے بلّے بلّے بلّے

جدوں ویکھنا اپنے عملاں نوں ماتم میں ڈب ڈب جاندا واں
جدوں ویکھنا مولا تیری رحمت نوں جُرماں تے غرور آ جاندا اے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خالقِ کائنات ہمیں ولیوں کی سچی محبت عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوبوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نورانی خطبہ مبارک

تیسرا وعظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ وَاَھْلِ سُنَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ ھُوَ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ آیت ۱۱۹ پارہ ۲

ترجمہ۔ اے لوگو ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

حضرات گرامی اللہ تعالیٰ نے آئیہ کریمہ میں ایمان والوں کو سچے لوگوں کے ساتھ رہنے کا حکم فرمایا حضرات آپ جانتے ہیں وہ سچے لوگ کون لوگ ہیں تو یاد رکھو وہ اللہ کے پیارے بندے ہیں یعنی انبیاء کرام، صدیقین، شہداء کرام اور اولیاء کرام اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے نقش قدم پر

چلنے سے انسان کامیاب ہوتا ہے کیوں کہ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے جب ان کی سنگت اور محبت میں آدمی چلا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا انعام ان پر بھی ہوتا ہے جو ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ تو آؤ پھر ان اللہ والوں کے اور خدا کے پیارے بندوں میں سے ایک ولی کامل، ایک مردِ کامل، ایک درویشِ کامل ایک بزرگِ کامل کا تذکرہ کریں ہو سکتا ہے ان کے تذکرے سے رب ہمیں بھی اپنا محبوب بنا لے۔ ہمیں بھی نگاہِ عنایت سے سرفراز فرمائے اور ہمارے گناہوں کو بھی معاف کر کے اپنا پیارہ بندہ بنا لے آمین ثم آمین۔ وہ بزرگ کامل کون ہیں، وہ کامل ولی کون ہیں، وہ کامل درویش کون ہیں تو وہ بزرگ ہیں تاج المقربین، تاج العاشقین سلطان العارفین امام شریعت و طریقت سلطان الہند حضرت سیّد معین الدین سنجری غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

غریب نواز کے والد ماجد

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام نامی خواجہ سیّد غیاث الدّین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔ والد ماجد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیّد الشہداء امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے۔

والد کی طرف سے سلسلہ نسب

خواجہ سید معین الدین حسن بن خواجہ سیّد غیاث الدّین بن خواجہ سید نجم الدین طاہر بن سید عبد العزیز بن سیّد ابراہیم بن سید ادریس بن سید امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہ السلام (مراۃ الاسرار)

خواجہ غریب نواز کے والد ماجد نے اپنے والدین کے سایۂ عاطفت میں رہ کر پرورش پائی اور زیورِ تعلیم و تربیت سے سرفراز ہوئے۔ علم و فضل میں آپ نے حد درجہ کمال حاصل کیا۔ آپ نے علمِ ظاہری پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ علومِ باطنی اور علم شریعت کے ساتھ ساتھ علم طریقت میں بھی بہت درجہ کمال حاصل کیا۔

غریب نواز کی والدہ ماجدہ

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ مکرمہ معظمہ کا نام پاک ماہِ نور بی بی تھا۔ والدہ ماجدہ کی طرف خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسب شریف جا ملتے ہیں۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے سلسلہ نسب

خواجہ سید معین الدین بنت سیدہ نور بی بی بنت سیّد داؤد بن سیّد عبداللہ حنبلی بن سیّد زاہد بن سید مورث بن سید داؤد بن سیّد موسیٰ جون بن سید عبداللہ محض بن سیّدنا حسن مثنیٰ بن سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام۔

غوث پاک اور غریب نواز

حضور سیّدنا عبدالقادر جیلانی المعروف غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور سیدنا خواجہ معین الدین حسن المعروف غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ آپس میں قریبی رشتہ دار تھے حضور غوثِ پاک حضرت عبداللہ حنبلی علیہ الرحمۃ کے پوتے ہیں اور خواجہ غریب نواز کی والدہ محترمہ نور بی بی بھی حضرت عبداللہ حنبلی کی پوتی ہیں۔ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد جن کا نام سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غریب نواز کی والدہ ماجدہ سیّدہ نور بی بی جن کے والد ماجد کا نام داؤد تھا۔ یہ دونوں یعنی موسیٰ جنگی اور سیّد داؤد یہ دونوں بھائی تھے تو اس رشتے سے خواجہ غریب نواز کی والدہ ماجدہ حضور غوث پاک کی چچازاد بہن ہیں۔ اسی رشتہ کی بناء پر حضور غوث پاک حضرت خواجہ غریب نواز کے ماموں لگے۔ (سالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۷۱) معلوم ہوا خواجہ صاحب حسنی حسینی سیّد ہیں)

غریب نواز کی ولادت باسعادت

حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ۵۳۰ھ میں بمقام سنجر کے علاقہ سیستان میں پیدا ہوئے جب آپ پیدا ہوتے تو اللہ کی رحمتوں کا نزول ہونا شروع ہوگیا۔ کیوں کہ آپ کی ولادت دُنیا کیلئے باعثِ رحمت تھی آپ کی دُنیا میں تشریف آوری نے

دُنیا کو انوارِ معرفت سے جگمگا دیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب معین الدّین میرے بطنِ اقدس میں آئے تو میں بڑے بڑے پیارے خواب دیکھا کرتی تھی گھر میں خیر و برکت ہو گئی جو ہمارے مخالف دشمن تھے وہ ہمارے دوست اور محسن بن گئے۔ غریب نواز کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں کہ جب میرے بچّے کے جسم میں خالقِ کائنات نے رُوح مبارک ڈالی تو میں رات کو اپنے بطن سے خدائے ذوالجلال کی تسبیح و تمہید کی آوازیں سُنا کرتی تھی اور میرے پیٹ سے اللہ اللہ کی آوازیں آتی تھیں میں بڑی حیران ہوئی کہ اے خالقِ کائنات یہ آوازیں کہاں سے آ رہی ہیں تو غیب کے پردے سے آواز آتی تھی نور بی بی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں یہ ہمارے بندہ خاص معین الدّین حسن کی آواز ہے جو ہمیں تیرے شکم میں بھی یاد کر کے ہمیں راضی کر رہا ہے۔ سبحان اللہ

ایک اعتراض اس کا جواب

یہاں پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ابھی پیدا نہیں ہوئے لیکن ماں کے بطن میں کیسے اللہ اللہ کرنے لگ گئے یہ بات عقل میں نہیں آتی ایسے اعتراض وہ لوگ کریں گے جن کا عقیدہ اہلِ سنت بریلوی کے خلاف ہو گا اور وہ لوگ طرح طرح کے مذاق اڑائیں گے تو ان کو جواب دینے سے پہلے یہ واقعہ سنائیں ہو سکتا ہے کہ وہ مان جائیں۔

شکمِ مادر اور شاہ ولی اللہ

شاہ ولی اللہ صاحب وہ شخصیت ہیں جن کو دیوبندی وہابی بریلوی سب مانتے ہیں کسی کو اس واقعہ پر کوئی اعتراض نہیں۔ حافظ مولوی رحیم بخش صاحب دہلوی نے حیاتِ ولی کے نام سے حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی قبلہ کی سوانح حیات لکھی ہے۔ اس میں ان کی ولادت سے قبل کا ایک نہایت حیرت انگیز واقعہ نقل کیا ہے حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ ابھی مولانا شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ والدہ صاحبہ کے بطنِ مبارک میں ہی تشریف رکھتے تھے کہ ایک دن ان کے والد بزرگوار جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کی موجودگی میں ایک سائلہ (یعنی مانگنے والی) شاہ صاحب

کے گھر میں آئی اور روٹی کا سوال کیا تو شیخ عبدالرحیم صاحب نے اندر سے روٹی اٹھائی اور اس روٹی کے دو ٹکڑے کیے ایک سائلہ کو دے دیا اور ایک گھر میں ہی رکھ لیا۔ وہ مانگنے والی روٹی لے کر چل پڑی۔ جب مانگنے والی حضرت کے دروازے سے باہر نکلنے لگی تو شیخ عبدالرحیم صاحب نے سائلہ کو دوبارہ بلایا اور روٹی کا باقی آدھا حصّہ بھی اس سائلہ کو دے دیا۔ جب وہ سائلہ جانے لگی تو شیخ صاحب نے پھر اس سائلہ کو آواز دی اور گھر میں جتنی روٹی پڑی تھی ساری اٹھا کر اس سائلہ کو دے دی اس کے بعد گھر والوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ پیٹ والا بچہ بار بار مجھے کہہ رہا تھا کہ اباجان جتنی روٹی گھر میں موجود ہے سب اس سائلہ کو، محتاج کو مانگنے والی کو راہ خدا میں دے دو۔ (حیاتِ ولی صفحہ نمبر ۲۹۳)

یاد رہے یہ وہ شاہ صاحب ہیں جن کو دیوبندی" وہابی بڑی محبت سے ملتے ہیں اور اس واقعہ کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔

نتیجہ آپ نکالیں

حضرات یہ واقعہ حیاتِ ولی میں موجود ہے اب نتیجہ آپ خود نکالیں کہ گویا شاہ ولی اللہ صاحب ماں کے بطن میں سے بھی دیکھ رہے تھے کہ روٹی کا ایک حصّہ بچا کر گھر میں رکھ لیا گیا ہے اور پھر ماں کے پیٹ سے بول کر باقی حصّہ دینے کو کہا اور پھر جب ان کے والد نے وہ حصّہ دے دیا تو اسے بھی شاہ صاحب نے ماں کے بطن میں دیکھ لیا اور ساتھ یہ بھی معلوم کر لیا کہ گھر میں ابھی اور روٹیاں رکھی ہوئی ہیں۔ جب ان کے کہنے پر سب دے ڈالا تب خاموش ہوئے۔ حضرات اگر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی ماں کے پیٹ سے اپنے باپ کو روٹی کے مسئلہ پر تبادلہ خیال کر سکتے ہیں تو جو ہوں بھی دلیوں کے شہنشاہ پیشواؤں کے پیشوا حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کیا وہ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن سے اللہ اللہ کی صدا لگائیں تو کونسی تعجب کی بات ہے۔ خدا ہدایت دے آمین ثم آمین۔

خیر بات دُور چلی گئی میں کیا عرض کر رہا تھا کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

والدہ ماجدہ سیدہ نور بی بی فرماتی ہیں کہ جب غریب نواز میرے بطن اقدس میں تشریف لائے تو آدھی رات کے بعد میرے بطن اقدس سے اللہ اللہ کی صدائیں آتی تھیں اور یہ آوازیں سن کر مجھ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی میں اپنے مقدر پر ناز کرتی تھی اور ہونے والے بچہ کی خوش بختی کو دیکھ کر میرا سر فخر سے اونچا ہو جاتا تھا۔ خدا کا ہزار ہزار بار شکرادا کرتی تھی کہ مولا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو میرے پیٹ سے اپنا مقبول بندہ مجھے نواز رہا ہے۔ حضرات گرامی جب خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں جب میرا بیٹا معین الدین حسن پیدا ہوا تو میرے اندر سے اتنا نور میرے بیٹے کے ساتھ نکلا کہ ہمارا پورا محلہ سنجر منور اور روشن ہو گیا سبحان اللہ

حضرات گرامی غور فرمائیں کہ خواجہ غریب نواز کوئی نبی نہیں صحابی نہیں، تابعی نہیں تبع تابعی نہیں بلکہ ایک ولی ہیں اور کملی والے کی اولاد میں سے ایک حضور علیہ السلام کے باغ کے پھول ہیں اور سرکار کے بچھڑوں کے بچھڑوں کے بچھڑوں کے بچھڑے ہیں جب حضور علیہ السلام کے بچھڑوں کی یہ شان ہے کہ ولادت کے وقت سے نور نکلتا ہے تو خود والی دو جہاں محبوب رب العالمین سید الانبیاء مدینہ کے تاجدار حبیب کبریا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا عالم کیا ہوگا سبحان اللہ۔

حضور علیہ السلام کی ولادت

زرقانی جلد ۱ ص ۱۱۴ خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۱۱۴ دارمی شریف جلد ۱ ص ۱۷ ابن سعد جلد ۱ ص ۹۴ مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۶۰۰

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔

اَخْبِرْنَا عَنْ نَفْسِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے متعلق کچھ بتائیے۔

تو نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اَنَا دَعْوَۃُ اِبْرَاهِیْمَ وَبِشَارَةُ عِیْسٰی[1]

میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔
اور میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے اس وقت دیکھا تھا جب میں ان کے بطنِ اقدس میں تھا۔

اِنَّهٗ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَهَا قُصُوْرُ الشَّامِ

پھر ان سے نور نکلا انھیں اس کی روشنی میں شام کے محلات نظر آ گئے

اللہ اکبر! ادھر جنت کی عورتوں کی سردار ساری کائنات کی ماؤں کی پیشوا سیدہ طیبہ طاہرہ عابدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

خَرَجَ مِنِّیْ نُوْرٌ اَضَاءَ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۲)

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ مجھ سے نور نکلا جس سے میں نے شام کے محلات کو دیکھ لیا۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا	صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا	تجھ کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا	مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
بارھویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا	بارہ برجوں سے جھکا ایک ایک ستارہ نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا	تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لیے
یہ سراپا نور تھے وہ تھا کھلونا نور کا

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب میرا بیٹا حسن پیدا ہوا تو ہمارا سارا گھر اللہ کے نور سے منور ہو گیا اور گویا غیب

کی طرف سے یہ صدائیں آنے لگی کہ

چھا گیا اے زمانے تے ابرِ کرم جدوں تخت نزیں تے میرے خواجہ نے رکھے قدم
چشتیاں دی اے عید اج رب دی قسم ہر خوشی دی اے اج انتہا ہو گئی
میرے خواجہ دے سہرے نے اج سجدے پئے ڈنکے اج چشتیاں دے نے دھرے پئے
بھکھے منگتے ہزاراں نے رج دے پئے، ہر سوالی تے نظرِ سخا ہو گئی

سبحان اللہ

جب آپ پیدا ہوئے تو والدین نے آپ کا نام پاک حسن رکھا۔

آپ کے پیارے خطبات

آپ کے پیارے پیارے خطابات جن سے لوگ آپ کو پکارا کرتے تھے اور پکارتے ہیں اور انشاء اللہ پکارتے رہیں گے۔ ہند الولی، عطائے رسول، خواجہ خواجگان، خواجہ اجمیر خواجہ بزرگ، غریب نواز، سلطان الہند، نائب رسول فی الہند۔

آپ کے پیارے پیارے القاب

آپ کے نورانی اور پیارے القاب جن سے دنیا آپ کو ہمیشہ سے یاد کرتی ہے۔ اور یاد کرتی رہے گی۔ تاج المقربین والمحققین، سید العابدین۔ تاج العاشقین، برہان الواصلین آفتابِ جہاں، پناہِ بے کساں، دلیل العارفین، سلطان العارفین۔ وارث الانبیاء والمرسلین قدوۃ السالکین، رہنمائے کاملین، قطبِ دوراں، مقتدائے اربابِ دین، پیشوائے اربابِ یقین، قدوۃ الاولیاء، معین الملت۔ امام شریعت طریقت، صاحبِ اسرار، محبِ اولیائے زماں۔

غریب نواز کا بچپن

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن بڑا خوبصورت تھا ہمارے بچے جب پیدا ہوتے ہیں تو چھوٹی عمر میں گلیوں میں محلوں میں لڑکوں کے ساتھ کھیلتے ہیں لیکن غریب نواز جب بچے تھے کھیلنے

کے قابل ہوئے تو آپ بجائے کھیلنے کے اللہ اللہ کرتے تھے اور خدا کی یاد میں مست رہتے تھے[1] اور اپنے ہم عمر لڑکوں کو بھی فرمایا کرتے تھے کہ اے میرے بھائیوں ہم دُنیا میں کھیلنے کے لیے نہیں آئے بلکہ خدا کی عبادت کے لیے، خدا کی یاد میں مست ہو کر خدا کو منانے آئے ہیں سبحان اللہ۔ جب آپ بچوں کو اس قسم کی تبلیغ سے نوازتے تھے تو بڑے اور بزرگ لوگ آپ کی باتوں کو سن کر حیران ہو جاتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ بچہ بڑا ہو کر بہت بڑا مقام حاصل کرے گا اور ایک برگزیدہ ہستی بنے گا اور دُنیا کے بھٹکے ہوئے لوگ اُس سے نفع حاصل کریں گے۔ اللہ اکبر! آپ جب دودھ پیتے تھے تو محلہ سنجر کی عورتیں اپنے بچوں کو لا کر آپ کی زیارت کے لیے آپ کے گھر میں آیا کرتی تھیں تو آپ اپنی ماں کی گود میں تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ جب کسی عورت کا دودھ پیتا بچہ اپنی ماں کی گود میں روتا تھا تو آپ پریشان ہو جاتے۔ جب وہ بچہ چپ نہ ہوتا تو آپ اپنی ماں حضرت سیّدہ نور بی بی کو اشارہ کرتے کہ اماں اس رونے والے بچے کو اپنی گود میں لے لو اور اپنا دودھ پلا مطلب یہ کہ اماں میں کسی کا رونا پسند نہیں کر سکتا۔ ماں اپنے بیٹے کی فرمائش پر اس رونے والے بچے کو اُٹھا لیتی اور اپنا دودھ پلانا شروع کر دیتی تھیں حضرت سیدہ نور بی بی چونکہ حضور علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں جب بچے کو اپنی چھاتی سے لگاتی۔ اس رونے والے بچے کو دودھ پلاتی تو بی بی صاحبہ کے پاک دودھ کو پیتے ہی وہ رونے والا بچہ چپ کر جاتا اور ادھر خواجہ غریب نواز اس کی خاموشی دیکھ کر اپنے پنگھوڑے میں مسکراتے اور اتنا ہنستے کہ گھر والے آپ کی نورانی آواز کو سنتے سبحان اللہ

یہ تھی حضرت خواجہ غریب نواز کے بچپن کی زندگی کہ کسی روتے بچے کو رونا دیکھ کر بھی برداشت نہ کر پاتے اللہ غنی۔ بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ آج ان کا کوئی مرید رو کر ان کو

---

[1] بھلا وہ بچہ جو ماں کے بطن اقدس میں اللہ اللہ کرتا تھا وہ ماں کے بطن سے باہر تشریف لا کر کیسے کھیلتا اللہ اکبر

یاد کرے اور وہ اپنے روضے میں سے جواب نہ دیں اور اپنے مرید کو تسلی نہ دیں نہیں خدا کی قسم نہیں کیوں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ کے ولی زندہ ہیں اور قبروں میں ہر سوال کو اپنی نوری نظروں سے دیکھ رہے ہیں اور خدا سے اپنے سوالیوں کو دلا بھی رہے ہیں تو آؤ پھر ہم بھی خواجہ کو یاد کریں۔

ہو نظر ہم پر اجمیر والے ہم بھی منگتے ہیں تیری گلی کے
تیرے لطف و کرم کے سہارے بیت جائیں گے دن زندگی کے
در سلامت رہے تیرا ساقی دور چلتے رہیں مے کشی کے
خیر ہو چشت کے میکدے کی جام ہم کو بھی دے خواجگی کے

عید کا دردناک واقعہ

ایک مرتبہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ عید کی نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں اور عمر مبارک ابھی دس بارہ برس کی ہے آپ جانتے ہیں کہ عید کے موقع پر مسلمان کس قدر خوش ہوتے ہیں۔ ہر گھر میں خوشیاں بکھر رہی ہوتی ہیں۔ ہر محلہ میں مسرت کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر نظر آتے ہیں۔ ہر شہر میں مسلمان اللہ کا شکر بجا لانے کے لیے طرح طرح خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں۔ ہر مومن نئے کپڑے خوشبو لگائے اپنے بچوں کو خوشی خوشی لیے عید کی نماز کا اہتمام کرتا ہے چاہے امیر ہو یا غریب چاہے سیٹھ ہو یا مزدور، چاہے تاجر ہو یا دکاندار، چاہے افسر ہو یا ملازم، چاہے بڑا ہو یا چھوٹا، چاہے مرد ہو یا عورت، چاہے بچے ہوں یا بچیاں ہر فرد عید کے موقع پر آپ کو خوش نظر آئے گا خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی کوئی غریب نہیں تھے بلکہ ایک عظیم ہستی کے بیٹے تھے۔ آپ کے والد حضرت سید غیاث الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی جس طرح ان کو اللہ تعالیٰ نے دین میں عروج عطا فرمایا ہوا تھا اسی طرح وہ دنیا کے لحاظ سے بھی کسی سے کم نہیں تھے خواجہ صاحب بھی عید کے موقع پر بڑی آن بان سے بڑے

ٹھاٹھ سے بڑے پیارے انداز میں لباس پہنے ہوئے نماز عید پڑھنے کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ طرح طرح کی دُنیا طرح طرح کے لوگ بھی خواجہ صاحب کے آگے پیچھے آ جا رہے تھے چلتے چلتے خواجہ صاحب سڑک کے ایک کنارے پر رُک گئے۔ آپ نے کیا دیکھا کہ ایک لڑکا نابینا سڑک کے کنارے پر کھڑا ہے۔ بال بکھرے ہوئے ہیں لباس پھٹا ہوا ہے ہاتھ میں معمولی چھڑی پکڑی ہوئی ہے اور بڑا پریشان دکھائی دے رہا ہے۔ حضرت غریب نواز سے یہ منظر کیسے دیکھا جا سکتا تھا جو تھے ہی غریب نواز جن کو رب نے لقب ہی غریب نواز یعنی غریب کو نوازنے والے، غریبوں کا سہارا بننے والے غریبوں سے ہمدردی کرنے والے تھے۔ خواجہ صاحب اس نابینا لڑکے کے پاس تشریف لے گئے۔ اور جا کر سلام فرمایا۔ السلام علیکم یا عبداللہ۔ سلام ہو تجھ پر اے اللہ کے بندے۔ اس نابینا لڑکے نے سلام کا جواب دیا۔ غریب نواز نے فرمایا بھائی صاحب کیا بات ہے آج پورا شہر اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کے لیے خوشیوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ ہر انسان کے چہرے پر مسرت کے آثار ہیں لیکن تو ہے کہ نہ تو نے غسل کیا ہے نہ تیرے سر پہ کنگھی کی ہوئی ہے، نہ تو نے نئے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ آخر وجہ کیا ہے۔ غریب نواز کی بات سُن کر وہ غریب نابینا زار و قطار رونے لگ گیا۔ ہچکیاں بندھ گئیں خواجہ صاحب نے فرمایا اللہ کے بندے آخر بات کیا ہے وہ نابینا رو کر کہنے لگا اے مجھ سے میرے حالات پوچھنے والے ذرا یہ تو بتا تیرا نام کیا ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ میری ماں نے میرا نام حسن رکھا ہے اور لوگ مجھے سید حسن کہتے ہیں۔ اس نابینا نے روتے ہوئے کہا کہ اے میرے پیارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے بچڑے نہاتے وہ ہیں جن کی مائیں زندہ ہوں۔ سر پہ کنگھی اور تیل ان کے سروں پر ہوتا ہے جن کے بھائی بہن موجود ہوں، نئے کپڑے وہ پہنتے ہیں جن کے سروں پہ باپ کا سایہ ہو، مسکراتے وہ ہیں جن کے عزیز رشتے دار ہوتے ہیں یا حضرت نہ میری ماں زندہ ہے نہ میرے بہن بھائی

موجود ہیں نہ میرا والد حیات ہے نہ میرے سر پر رشتے داروں کا سایہ۔ حضرت جی میں کیسے غسل کروں میں کیسے کنگھی کروں میں کیسے نئے کپڑے پہنوں میں کیسے مسکراؤں۔ حضرت میں یتیم ہوں میں غریب ہوں میں مسکین ہوں میں لاوارث ہوں میرے سر پر کوئی پیار سے ہاتھ رکھنے والا نہیں، مجھے بیٹا کہہ کر محبت سے سینے سے لگانے والا کوئی نہیں۔ بھائی کہہ کے دلاسہ دینے والا کوئی نہیں۔ حضرت میں کیا کروں کہاں جاؤں کسے بلاؤں۔ حضرت غریب نواز نے سُنا تو فرمایا اے میرے بھائی رونے کی ضرورت نہیں مجھے قسم ہے رب کعبہ کی میں عید اس وقت تک نہیں پڑھوں گا جب تک تجھ کو بھائی والا پیار نہ مل جائے گا ماں والا دلاسہ نصیب نہیں ہوگا۔ باپ جیسا پیار نہیں میسر ہو گا۔ غریب نواز نے اس نابینا لڑکے کا ہاتھ پکڑ لیا گھر میں لے آئے۔ حضرت کی اماں مصلیٰ بچھا کر اللہ کی یاد میں مصروف تھیں۔ ماں نے بیٹے کو دیکھا فرمایا بیٹا نمازِ عید پڑھ آئے عرض کی اماں نمازِ عید کیسے قبول ہو جبکہ یہ لاوارث یتیم ہمارے محلے میں کھڑا سڑک کے کنارے رُو کر فریاد کر رہا تھا اماں جان میں نے اس کو بھائی بنا لیا ہے اور اس سے وعدہ بھی کیا ہے اس وقت تک عید کی نماز نہیں پڑھوں گا جب تک تمھیں والدین کا پیار نہیں مل جاتا۔ اماں میری لاج رکھ لینا۔ اس کو در سے نہ ٹھکرانا۔ نانا مصطفیٰ علیہ السلام کی طرح تو بھی اس کو سینے سے لگا لے یتیموں کو خوش کرنے سے خدا اور مصطفیٰ علیہ السلام راضی ہوتے ہیں۔ ماں آگے بڑھی کہا بیٹا حسن کملی والے کا تو بچڑا ہے اسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میں بھی نواسی ہوں بیٹا جیسے تو مجھے پیارا ہے آج کے بعد یہ بھی مجھے ویسا ہی پیارا ہوگا۔ انشاء اللہ۔ غریب نواز نے یہ بات سُنی تو خوش ہو گئے یتیم نابینا نے سُنی تو دُعائیں دینے لگ گیا۔ جب یتیم خوش ہوا تو گویا خدا کی طرف سے غیبی آواز آئی کہ اے حسن! پہلے تو والدین کا حسن تھا لیکن آج قدرتِ خداوندی کی طرف سے تمھیں غریب نواز کا لقب دیا جاتا ہے۔ حضرت نے اللہ کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس لڑکے کو غسل دلوا کر اپنے جیسا نورانی لباس زیب تن کرا کر عیدگاہ

کی طرف چلے لوگ دیکھتے تھے تو پتہ نہیں چلتا تھا کہ یہ نابینا غریب نواز کا اصلی بھائی ہے یا منہ بولا۔ اور وہ نابینا لڑکا چلتا بھی جاتا تھا اور وہ گویا کہتا بھی جاتا تھا۔

سُنانے اپنی بربادی کے افسانے کہاں جاتے
تیرا دَر چھوڑ کر میرے خواجہ یہ دیوانے کہاں جاتے
ہمیشہ بھیک ہم نے اس چوکھٹ سے پائی ہے
ہم اپنا دامن امید پھیلانے کہاں جاتے
تمہارے سر پہ خواجہ تاج ہے مشکل کشائی کا
ہم اپنی اُلجھن اوروں میں سلجھانے کہاں جاتے
جبینوں پر نہ ہوتا نقش اگر اس آستانے کا
غلامانِ معین محشر میں پہچانے کہاں جاتے
دَرِ خواجہ پہ بگڑی قسمتیں بنتی ہیں اے عرشی
ہم اپنی لوح پیشانی بدلوانے کہاں جاتے

بچپن میں غریب نواز کو صدمہ

حضرات گرامی جس طرح ہمارے پیارے رؤف الرحیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم بچپن میں بلکہ پیدا ہونے سے پہلے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ کے سایہ پدری سے محروم ہو گئے تھے۔ اسی طرح حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی بچپن شریف کی عمر مبارک میں اپنے والد ماجد حضرت سید غیاث الدین رحمۃ اللہ علیہ کے سایہ محبت سے محروم ہو گئے تھے چنانچہ ابھی آپ کی عمر مبارک پندرہ برس کی بھی نہیں ہوئی تھی کہ ۵۴۴ھ شعبان المعظم میں آپ کے والد ماجد آپ کو خدا کے حوالے کر کے اللہ پاک کو پیارے ہو گئے تھے۔ جب حضرت خواجہ سیّد غیاث الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا تو آپ اپنی اولاد کے لیے ایک ہرا بھرا باغ جس میں طرح طرح کے میوے تھے۔

وہ اور کچھ نقدی چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اب سارا گھر کا بوجھ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک کندھوں پر آن پڑا۔ اب غریب نواز کا طریقہ پاک یہ تھا کہ سارا دن اس باغ کی رکھوالی کرتے اور شام کو گھر میں امی جان کے پاس تشریف لے آتے تھے اور جو کچھ اس سے آمدنی ہوتی اس کے دو حصے کر دیتے ایک حصہ امی جان کے حوالے کر دیتے اور ایک حصہ خدا کے فقیر بندوں میں تقسیم کر دیتے۔

غریب نواز اور ایک مجذوب

سامعین کرام حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بچپن سے ہی اللہ کے ولیوں سے بڑی محبت تھی اور محبت ہوتی بھی کیوں نہ جب کہ آپ خود جو اللہ کے ولی تھے ولی ولیوں کی قدر کرتا ہے چنانچہ ۵۴۲ھ کا سال چل رہا تھا خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے باغ کے اندر تشریف فرما ہیں باغ کی رکھوالی اور باغ کو پانی سے سیراب فرما رہے ہیں اور ساتھ ساتھ باغ میں گشت فرما رہے ہیں کہ کوئی پرندہ باغ کو نقصان تو نہیں پہنچا رہا ہے کہ اچانک ایک مجذوب جو اپنے وقت کے غوث اور قطب تھے حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن پوچھے بغیر بتائے حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے باغ میں تشریف لے آئے۔ آپ جانتے ہیں کہ کوئی آدمی کسی کے باغ میں یا حویلی میں بغیر اجازت اندر چلا جائے تو مالک مکان اور باغ کا رکھوالا اس سے کیا سلوک کرے گا پہلے تو اس کو دھکے دے کر نکال دے گا ورنہ یہ تو ضرور پوچھے گا میاں تم بغیر بتائے اندر کیوں آئے۔ تمھیں جرأت کیسے ہوئی اندر آنے کی لہٰذا شرافت اسی میں ہے آپ یہاں سے خود بخود تشریف لے جاؤ ورنہ مجھ سے کوئی برا نہیں ہوگا۔ لیکن یہ تو طریقہ تمھارا میرا ہے لیکن آؤ اب خواجہ غریب نواز کا بھی سلوک دیکھو کہ انھوں نے حضرت ابراہیم قندوزی کے ساتھ کیا سلوک کیا کیسے محبت سے پیش آئے کیسا محبت بھرا کلام فرمایا حضرت ابراہیم قندوزی باغ میں تشریف لائے

تو خواجہ غریب نواز نے حضرت ابراہیم قندوزی کو دیکھا تو بڑی خندہ پیشانی سے بڑی محبت سے، بڑے پیار سے بڑی عقیدت سے پیش آئے اور کہا کہ یا حضرت یہ میری خوش بختی ہے کہ آپ جیسی ہستی میرے باغ میں تشریف لائی ہے زہے سلامت۔ پھر حضرت غریب نواز نے ایک ٹھنڈا پیالہ پانی کا حضرت کی خدمت میں پیش فرمایا پھر اپنے باغ میں چلے گئے اور طرح طرح کے پھل جو باغ میں تھے توڑ کر لائے اور ساتھ ساتھ ایک لاجواب انگوروں کا خوشہ جو اپنے شباب پر تھا اس کو توڑ کر حضرت کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا یا حضرت یہ غریبانہ دعوت قبول فرمائیں اور ماحضر تناول کو شروع فرمائیں لیکن ادھر حضرت ابراہیم قندوزی ہیں کہ وہ غریب نواز کی پیشانی مبارک کو بھی دیکھے جا رہے ہیں حضرت ابراہیم کی ایک نظر غریب نواز کی پیشانی پر ہے اور دوسری نظر لوح محفوظ پر ہے یاد رکھو یہ اللہ والوں کا کمال اللہ کے ولیوں کی نظر کی وسعت ہوتی ہے کہ وہ بیٹھے زمین پر ہوتے ہیں لیکن ان کی نظر عرش بریں پر ہوتی ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احیاء العلوم سوم ۱۸ پر لکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے الطاف کی ہوائیں اس کے بندے کے دل پر چلتی ہیں تو دل کی آنکھ کے پردے اُٹھ جاتے ہیں اور بعض چیزیں جو لوح محفوظ پر لکھی ہوتی ہیں وہ اللہ کے ولیوں کو زمین پر بیٹھے بیٹھے نظر آنے لگ جاتی ہیں اللہ اکبر۔ عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بات کو اپنے شعر میں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء

از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

ترجمہ :۔ مولانا فرماتے ہیں کہ لوح محفوظ اللہ کے ولیوں کی سامنے ہوتا ہے۔ جو ہر خطا اور ہر غلطی سے بھی محفوظ ہوتا ہے۔

اللہ کا ولی، عارف رومی کی نظر میں

حضرت مولانا عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب مثنوی شریف کے اندر ایک مردِ مومن اور حضور علیہ السلام

کے ایک صحابی حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک
دن صبح کی نماز پڑھنے کے لیے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں تشریف لائے
صبح کی نماز کے بعد حضور علیہ السلام نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور
فرمایا کہ اے زید یہ بتا کہ تو نے آج رات کیسی گذاری۔ آج رات تم نے کیا دیکھا تو حضرت زید رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اے میرے آقا میں نے سارا
دن روزہ سے گذارا اور جب رات ہوئی تو ساری رات میں آپ کی محبت آپ کے عشق اور
اور آپ کے پیار کے عشق کی آگ میں جلتا رہا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زید
پھر کیا ہوا تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔

کہ گفت خلقاں چوں بہ بنید آسماں
من بانیم عرش را با عرشیاں

کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا والے جس طرح آسمان کو اپنی نظروں سے
بے پردہ دیکھتے ہیں میں نے اسی طرح اپنی ان آنکھوں سے عرش اور عرش والوں کو
بغیر حجاب بغیر پردہ کے دیکھا ہے اور

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من
کے بہشتی کیست و بیگانہ کے ست

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے مدینہ شریف میں بیٹھے بیٹھے اپنی نظروں سے
جنت کے آٹھوں درجات اور دوزخ کے ساتوں طبقات کو بھی دیکھ لیا اور کملی والیا
میں نے پھر یہ بھی آپ کی امت میں پہچان لیا کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی ہے۔

وانمائیم حوض کوثر را بجوش
یا رسول اللہ بگویم سر حشر

اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے حوض کوثر کو ٹھاٹھیں مارتا ہوا بھی

اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ اجازت عطا فرمائیں تو میں نے جو منظر دیکھا اور محشر کے دن جو کچھ ہونا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابھی بتا دوں تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

ہیں بگویم یا فرو بندم نفس
لب گزیدش مصطفیٰ یعنی کہ بس

تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ فرمائیں تو میں بتا دوں نہیں تو خاموش رہو تو حضور علیہ السلام نے جواب میں اپنا لب مبارک دانتوں میں چبایا۔ مراد یہ تھی کہ زید تُو تو آج دیکھ رہا ہے اور بتانے کو کہتا ہے لیکن میں تو جب سے پیدا ہوا ہوں دیکھ رہا ہوں یعنی جب میں نے نہیں بتایا تو بھی چپ رہو۔ یاد رکھو ہمارے پیارے نبی کریم علیہ السلام کو سب کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا حضور علیہ السلام نے خود ارشاد فرمایا کہ جو کام اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آدم علیہ السلام ساتھ کیا میں اس کو بھی جانتا ہوں اور جو بندہ قیامت کے دن سب کے بعد جہنم سے نکل کر جنت میں جائے گا میں اس کو بھی جانتا ہوں۔

حضور علیہ السلام کے علم کی وسعت

بخاری شریف جلد ۱ صہ ۴۶۸ حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں خدا نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اسی وقت حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا۔

اِذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰی اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلَآئِكَةِ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ بِهٖ

کہ اے پیارے آدم جاؤ ان فرشتوں سے جا کر سلام کرو اور غور سے سنو کہ وہ تمہیں کس چیز سے جواب دیتے ہیں چنانچہ آدم علیہ السلام گئے۔

فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

اور جا کر فرشتوں سے فرمایا کہ اے اللہ کی نوری مخلوق السلام علیکم! تو فرشتوں

نے حضرت آدم علیہ السلام کو سن کر یہ جواب دیا۔

فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ

اے آدم تم پر ہمارا سلام بھی ہو اور اللہ کی رحمتیں بھی ہوں یعنی فرشتوں نے ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا اضافہ کیا۔ حضرات گرامی یہ اس وقت کی بات کملی والا بتا رہا ہے جب کہ ابھی انسان کا وجود دنیا میں نہیں آیا تھا صرف حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے پیدا فرمایا تھا۔ اس حدیث کو سننے کے بعد یہ حدیث بھی سنو اور نتیجہ خود نکال لو۔ مشکوۃ شریف ص ۴۸۲

حضور پرنور سرکار دو عالم نے ارشاد فرمایا:۔

إِنِّي لَأَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلِ الْجَنَّةَ وَاٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا

کہ جو آدمی سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اور جہنم سے نکلنے والوں میں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اس آدمی کو میں محمد مصطفیٰ علیہ السلام جانتا ہوں۔

حضرات گرامی غور فرمائیں دنیا کے اس سرے حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت شریفہ پر بھی آپ کی نظر ہے اور اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کی خدا اور فرشتوں سے باتیں ہوئیں۔ ان تمام باتوں کا قصہ اپنی امت کو سنا رہے ہیں اور دنیا کے اس سرے یعنی دخول جنت اور دخول نار پھر بھی آپ کی نظر ہے اور فرما رہے ہیں۔ میں اس کو بھی جانتا ہوں جو سب سے آخر جہنم سے نکل کر جنت میں جائے گا۔ سبحان اللہ

میرے دوستو! جس کملی والے کی نظر پاک دنیا کے اس سرے پر بھی ہو اور اس سرے پر بھی ہو تو خود انصاف فرمائیں۔ اس محبوب پاک کی نظر سے درمیان کی کوئی چیز کیسے غائب رہ سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

سر عرش پر ہے تری گذر، دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

حضراتِ گرامی بات دُور چلی گئی میں یہ عرض کر رہا تھا کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جوں ہی پھل اور انگور وغیرہ حضرت ابراہیم قندوزی کے سامنے رکھے تو عرض کی حضور تناول فرمائیں لیکن حضرت ابراہیم قندوزی بجائے کھانے کے غریب نواز کی پیشانی کو دیکھے جا رہے ہیں ایک نظر غریب نواز کی پیشانی پر ہے ایک نظر لوحِ محفوظ پر ہے حضرت ابراہیم قندوزی نے غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیشانی پر پڑھ لیا اور جان گئے اور پہچان گئے یہ لڑکا جو آج پھلوں کے باغ کو پانی دے رہا ہے کل یہی بچہ بڑے ہو کر امام الانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ کو پانی دے گا۔ اسلام کی آبیاری کرے گا بھٹکے ہوئے لوگوں کو سیدھا راستہ دکھائے گا اللہ کے دین کے پرچم کو بلند کرے گا اور گمراہ لوگوں کو صراطِ مستقیم کا راستہ دکھائے گا اور جہنم کے گڑھوں میں گرنے والوں کو اپنی نظرِ عنایت سے جہنم سے نکال کر جنت میں لے جائے گا۔ اس کا وہ عالی شان دربار ہوگا کہ اگر اس کے پاس ڈاکو آئے گا امین بن جائے گا۔ راہزن آئے گا تو رہبر بن جائے گا، بے نمازی آئے گا تو تہجد گزار بن جائے گا اور کوئی بے سہارا آئے گا تو آسرا لے کے جائیگا اور کوئی بیمار آئے گا تو شفا پائے گا غرض کہ یہ بچہ کوئی معمولی بچہ نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ پھل کھائے انگور کھائے اور غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کا حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑا اثر ہوا اور حضرت ابراہیم قندوزی بڑے خوش ہوئے اور خواجہ غریب نواز کے لیے بڑی دعائیں کیں اور فرمایا بیٹا حسن تم نے ہماری بڑی خدمت کی ہے۔ بڑی تواضع کی ہے اب ہمارا بھی دل چاہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ اپنی طرف سے تمھیں عنایت فرمائیں۔ حضرت غریب نواز نے عرض کی حضور آپ کی نوازش ہے کہ آپ نے اس غریب خانے میں قدم رنجہ فرمایا ہے اور یہ بھی بڑی خوش بختی ہے کہ آپ مجھے کچھ عنایت فرمائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تھیلے مبارک سے ایک خشک روٹی کا ٹکڑا نکالا اور

اپنے منہ مبارک میں چبایا اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمایا۔
حضرت غریب نواز نے وہ ٹکڑا لیا اور بسم اللہ شریف پڑھ کر منہ میں چبانا شروع کر دیا۔ پھر
پھر کیا تھا۔ ادھر ٹکڑا غریب نواز کے بطنِ اقدس میں گیا ادھر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ کی دل کی دُنیا بدل گئی۔ سینہ معطر مدینہ بن گیا اور دل میں یادِ الٰہی کے چراغ جل اُٹھے۔
آنکھوں سے حجابات اُٹھ گئے اور گویا سیستان کے علاقے میں کھڑے کھڑے حضرت
غریب نواز نے مدینہ شریف کی زیارت کر لی۔ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بڑے غور سے
حضرت ابراہیم قندوزی کو دیکھتے ہیں لیکن حضرت ابراہیم قندوزی کہاں وہ تو اپنا کام
کر کے غریب نواز کو مدینہ دکھا کے آنکھوں سے ایسے غائب ہوئے کہ پھر نظر نہ آئے
گویا تقدیر بدل کر غائب ہو گئے۔ ایک شاعر اس کی ترجمانی کرتے ہوئے کیا خوب
فرماتا ہے ؎

مدینے کے گدا دیکھے دُنیا کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اکثر

اسی طرح دوسرے مقام پر جناب ظہوری قصوری فرماتے ہیں کہ :۔

سرکار دے منگن والیاں دی تاریخ گواہی دیندی اے
کردا اے حکومت دُنیا تے دربان مدینے والے دا

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب اللہ کے ولی کا چبایا ہوا ٹکڑا
تناول فرمایا تو دل کی دُنیا بدل گئی۔ اب غریب نواز کا دل باغ میں نہیں لگتا تھا۔ ہر
وقت بے چین رہنے لگے آخر کار اپنے امی جان کی اجازت سے وہ سارا باغ فروخت
کر دیا۔ اس میں آدھا مال اللہ کی راہ میں غریبوں مسکینوں کو دے دیا اور آدھا مال امی
جان کی خدمت میں پیش کر دیا اور پھر امی جان کی خدمت میں عرض کی امی جان اب
میرا دل یہاں نہیں لگتا۔ اماں جان آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں تاکہ میں علم دین حاصل

کر دوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت میں اپنی زندگی بسر کر دوں۔ امّاں جان میرا دل چاہتا ہے کہ خود بھی اللہ کی یاد میں زندگی بسر کر دوں اور اپنے دوستوں کو بھی اسی بات کی تلقین کروں۔ امّی جان سیدہ نور بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ بیٹا اگر تمہارا ایسی دل چاہتا ہے تو میں کون ہوں تمھیں اس مبارک بات سے روکنے والی۔ بیٹا میں تو خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل میں دین کی محبت پیدا فرمائی ہے اور تم سے اپنے دین کی رکھوالی کرانا چاہتا ہے۔ جاؤ بیٹا اللہ تعالیٰ تمھیں ہر قدم پر کامیابی عطا فرمائے اور جہاں جاؤ کامیاب لوٹو میری یہ دعا ہے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے ماں کی قدم بوسی کی اور والدہ ماجدہ کی اجازت لے کر تحصیل علم دین اور تلاش حق کے لیے اپنے گھر سے روانہ ہو پڑے۔ آگے کیا ہوا انشاء اللہ اگلے وعظ میں بیان کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ولیوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نورانی خطبہ مبارک

چوتھا وعظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَھْلِ سُنَّتِہٖ وَ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَ الشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ پ ۶ آیت ۳۵ رکوع ۱۰

اے لوگو ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور خدا کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کے راستے میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

حضرات گرامی اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تین باتوں کا حکم

فرمایا۔

۱۔ اللہ سے ڈرنے کا ۲۔ اس کی طرف وسیلہ تلاش کرنے کا

۳۔ اس کے راستے میں مجاہدہ کرنے کا

جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں اور صحابیوں نے اس پر خوب عمل کیا اور لوگوں کے لیے ایک راستہ متعین کر دیا اور پھر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیۂ کریمہ پر وہ عمل کیا کہ رہتی دنیا تک لوگوں کو سبق سکھا دیا۔ آپ کو یاد ہوگا میں نے آپ کے سامنے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پچھلے وعظ میں حصول علم کے بارے میں بیان کیا تھا۔

خواجہ غریب نواز علم کی تلاش میں

خواجہ صاحب اپنی امی جان سے اجازت لے کر تحصیل علم کے لیے گھر سے ماں کی قدم بوسی کر کے روانہ ہو پڑے۔ جب غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی ماں کی قدم بوسی کر کے گھر سے تحصیل علم کے لیے تشریف لے چلے تو اُس وقت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک صرف پندرہ سال تھی اور آپ جانتے ہیں جس زمانے خواجہ غریب نواز سفر کرنے کے لیے گھر سے نکلے تو آمدورفت کا اسی طرح سامان نہیں ہوتا تھا جس طرح آج کل ہے۔ آج کل تو ماشاء اللہ گھوڑے، تانگے سائیکل، اسکوٹر، کاریں، موٹریں، بسیں، ریل گاڑیاں، ہوائی جہاز اور اسی طرح بے شمار ایسی ایسی سواریاں موجود ہیں جن کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ خدا کے بندے اس دور میں بڑی ترقی کر گئے ہیں۔ جگہ جگہ بستی جگہ جگہ شہر موجود ہیں لیکن آج سے ایک ہزار سال قبل نہ تانگے تھے نہ سائیکل نہ اسکوٹر تھے نہ کاریں نہ موٹریں تھیں نہ بسیں۔ نہ ریل گاڑیاں تھیں نہ ہوائی جہاز بس صرف سواری کے لیے اونٹ گھوڑے گدے یا پھر پیدل سفر کیا جاتا تھا اور پھر کئی کئی میل تک بستی اور شہر کا نام و نشان نہیں ہوتا

تھا راستے میں بڑے بڑے جنگل ہوتے تھے۔ جنہیں درندوں اور ڈاکوؤں کا ہر وقت خطرہ ہوتا تھا لیکن خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان پر قربان جاؤں۔ ہر چیز سے بے خوف خطر ہو کر علم دین کی طلب کے لیے نکل پڑے۔ اللہ اللہ۔ بھلا ان کو کیا ڈاکوں اور کیا درندیں ڈرائیں گے جن کے دل میں خدا کی محبت کے چراغ روشن ہوں یاد رکھو جو خدا کے ہو جاتے ہیں خدائے ذوالجلال اس بندے کا ہو جاتا ہے۔ بہر حال حضرت خواجہ معین الدین چشتی سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خدا کی ذات پر بھروسہ کر کے گھر سے نکلے اور پھر سمرقند جانے والی سڑک پر چل پڑے۔ اس زمانے میں سمرقند اور بخارا میں بڑے بڑے جید علمائے کرام تشریف فرما تھے اور ہزاروں کی تعداد میں طلباء ان علمائے کرام سے دین کا علم حاصل کر کے دین مصطفی علیہ السلام کے پرچم کو بلند کر کے خدا اور اس کے پیارے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلّم کو راضی کیا کرتے تھے۔ خواجہ صاحب بھی سمرقند والی سڑک پر پیدل چل پڑے اور بڑی تکالیف اور بڑے مصائب کا مقابلہ کرتے کرتے سمرقند میں پہنچ گئے۔ سمرقند میں ایک بہت ہی بڑے اور جید عالم تھے۔ جن کا نام نامی اسم گرامی مولانا شرف الدین تھا وہ وہاں تشریف فرما تھے حضرت خواجہ معین الدین اجمیری انہی حضرت صاحب کے پاس تشریف لے گئے اور انہی کے پاس ان کے مدرسہ میں داخلہ لے لیا۔ سب سے پہلے آپ نے ان کے پاس قرآن پاک حفظ کیا اور اس کے بعد چند ابتدائی دینی کتابیں انہی کے پاس آپ نے پڑھیں۔ اس کے بعد آپ مولانا شرف الدین سے اجازت لے کر سمرقند سے بخارا تشریف لے آئے۔ بخارا میں بھی ایک بے مثل اور بلند پایہ کے نامور عالم دین تشریف فرما تھے جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت علامہ مولانا حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا۔ آپ بخارا میں انہی کے پاس تشریف لائے اور انہی کے معروف مدرسہ میں داخلہ لے لیا اور باقی کتابیں پڑھنا شروع کر دیں۔ چند سال آپ نے خوب دل لگا کر علم دین پڑھا اور آپ اللہ کے فضل و کرم سے درس نظامی سے اور دورِ حدیث شریف سے فارغ ہو گئے۔ بخارا کے علمائے کرام نے آپ کو دستارِ فضیلت سے نوازا۔

اور مکمل طور پر عالم دین اور محدث مفکر بن کر بخارا کے مدرسہ سے نکلے جب آپ نے تمام
علوم پر دسترس اور فوقیت حاصل کر لی اور عبور پا لیا تو اب آپ کے دل میں مرشد کامل والا
خیال آیا کہ کسی کامل ولی کے ہاتھوں میں ہاتھ دیکر اس کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ضرور ڈالنا
چاہیے چنانچہ آپ علم دین سے فارغ ہونے کے بعد کسی ایسے مرد کامل کی تلاش میں نکل
پڑے جو آپ کو حقیقت کے مقام پر پہنچا سکے۔

ایک ملنگ کا واقعہ

یاد رکھو کہ بندہ چاہے جتنا بڑا عالم کیوں نہ جائے کتنا بڑا مفکر
کتنا بڑا محدث کیوں نہ بن جائے جب تک وہ مرشد کامل کا دامن
نہیں پکڑے گا کامیاب نہیں ہوگا یعنی اس کو پھر بھی کامیابی حاصل کرنے کے لیے ایک ولی
کامل کی ضرورت ہوگی۔ دیکھو مولانا عارف روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتنے بڑے عالم تھے۔
کتنے بڑے مفکر اور کتنے بڑے پائیہ کے جیّد عالم تھے لیکن جب تک مولانا رومی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ نے قطب وقت غوثِ زماں حضرت خواجہ شمش تبریز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نورانی
دامن نہیں پکڑا اس وقت تک مولانا روم مولانا رومی نہیں بنے تھے۔ ایک دن یہی
مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے مدرسہ شریف میں اپنے شاگردوں کو علم دین کی کتابیں پڑھا
رہے تھے شاگرد بڑی محبت کے ساتھ مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم دین حاصل
کر رہے تھے اور دیدار بھی کر رہے تھے کہ اچانک ایک ملنگ آ گیا۔ حضرات گرامی! اس ملنگ
کا حلیہ ان آج کل کے ملنگوں جیسا نہیں تھا آج کل کے ملنگ ان کا کیا حال ہوتا ہے کہ

ہتھ وچ ونگ
نازی کتے نے سنگ
ہر روز پیندے نے بھنگ
پکے مولا علی دے ملنگ — اللہ اکبر

آج کل کے ملنگ واقعی نماز روزے سے بڑے تنگ ہیں۔ اگر ان کو نماز کہا جائے

تو جواب ملتا ہے کہ ہماری جگہ مولا علی نے نمازیں پڑھ لیں تھیں۔ ہمیں نمازیں پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ استغفر اللہ۔ اور بھنگ کا پیالہ لے کر یا علی کا نعرہ مارا اور پیالا منہ سے لگا کر پی جاتے ہیں بھلا ان نادانوں سے بندہ پوچھے کیا مولا علی بھنگ پیا کرتے تھے یا مولا علی چرس کے سوٹے لگایا کرتے تھے لیکن تمھاری کیا حالت ہے تمھیں جب تک بھنگ کا پیالہ چرس کا سوٹا نہ ملے تو تمھیں چین نصیب نہیں ہوتا میرے مسلمان بھائیوں پھر مزے کی بات یہ ہے کہ ایسے لوگ اپنے آپ کو پیر بھی کہلاتے ہیں ایسے چرسیوں سے بھنگیوں سے خدارا بچ کے رہو۔ خود سوچو جو پیر خود بھنگ پیتا ہے چرس پیتا ہے اس کا مرید بھلا کیسے نمازی حاجی قرآن کا قاری اور مدینے کا غلام بن سکتا ہے۔ بلکہ وہ بھی چرسی بنے گا بھنگی بنے گا۔

نام کے پیر دوستو ایسے نام کے پیروں سے بچ کے رہو یہ پیر نہیں بلکہ سر کی پیڑ ہیں۔ بلکہ پیروں کے لباس میں اپنے نفس کے بندے ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں ایسا ہی ایک برائے نام پیر کسی گاؤں میں ایک سادہ سا شریف سا دیہاتی اس کے گھر آ کر مہمان بن گیا۔ آپ جانتے ہیں کہ دیہاتی لوگ بڑے پیروں کا ادب کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ان کا غلام سمجھتے ہیں چنانچہ وہ برائے نام پیر جب اس دیہاتی کے گھر میں آیا تو دیہاتی نے کہا کہ پیر جی بیٹھ جائیے!

پیر بولا میرے بیٹھنے کے لیے لاؤ ایک پلنگ

دیہاتی نے کہا حضور پیر صاحب کچھ پینا ہو تو ارشاد فرمائیں پینے کو کیا لاؤں

پیر بولا لے آؤ تھوڑی سی بھنگ

لستنے میں مسجد سے ظہر کی آذان کی آواز بلند ہوئی۔

تو پیر بولا ہم ان مولویوں سے بڑے ہیں تنگ۔

اس سیدھے سادھے دیہاتی نے کہا پیر صاحب ذرا اپنا تعارف تو کرائیں آپ

کون ہیں۔

توپیر بولا۔ ہم ہیں پکّے مولا علی کے ملنگ۔ استغفر اللہ العظیم

دُعا کیجئے اللہ ان نام نہاد چرسیوں بھنگیوں سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ ایسا پیر عطا فرمائے جیسے میرے پیر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تھا۔ پیر اچھا ہوگا تو لازماً اس کی نیکی کا اثر مریدین پر بھی پڑے گا۔ چنبیلی کے پھولوں کی صحبت کے اثر سے ایک عام تیل بھی چنبیلی کا تیل کہلانے لگتا ہے۔ کیونکہ کی صحبت کا فیض ہوتا ہے کہ تیل میں بھی وہی پھولوں کی خوشبو آنے لگتی ہے۔

صحبت کا اثر

حضرت شیخ شرف الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب لکھا ہے کہ میں ایک مرتبہ ایک حمام میں گیا۔ میں نے کیا دیکھا وہاں ایک مٹی موجود ہے اور وہ مٹی ایسی ہے کہ اس مٹی سے مشک اور پھولوں کی خوشبو آرہی تھی میں بڑا حیران ہوا میں اس مٹی کے پاس گیا اور میں نے مٹی سے کہا کہ

بدو گفتم کہ مشکی یا عنبری

کہ از بوئے دلآ ویزے تو مستم

میں نے مٹی سے کہا کہ اور مٹیئے تم مشک ہو یا عنبر کہ تمہاری بھینی بھینی خوشبو سے سعدی مست ہوتا جا رہا ہے تو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ ایک مرد کامل اور ایک ولی کامل تھے اور اللہ والوں کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ اگر کسی ایسی چیز کو مخاطب کریں۔ جو بول نہ سکتی ہو تو خدا کے حکم سے وہ بھی بول پڑتی ہے کیوں کہ ولی اللہ کے دوست ہوتے ہیں اور خدا اپنے ولیوں کا محبوب ہوتا ہے اور وہ چیز خدا کے ولیوں سے مخاطب ہو جاتی ہے۔ تو شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب اس بھینی بھینی خوشبو والی مٹی سے سوال کیا تو شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مٹی نے جواب دیا۔ وہ خود اپنی مثنوی شریف میں لکھتے ہیں۔ کہ مٹی بولی

بگفتا من گلے ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گل نشستم

مٹی نے جواب دیا کہ اے شیخ سعدی نہ میں مشک ہوں نہ میں کستوری ہوں نہ میں پھولوں کی جنس میں سے ہوں بلکہ میں تو ایک ناچیز مٹی ہی تھی لیکن کچھ مدت تک میں پھولوں کی صحبت میں رہی ہوں اور ان کی سنگت میں رہنے کا کچھ مجھے موقعہ ملا ہے اور پھر نتیجہ کیا نکلا ہے کہ

جمالِ ہم نشین در من اثر کرد
دگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

کہ اے شیخ سعدی ان پھولوں کے جمال نے مجھ پر اثر کر دیا ہے کہ مجھ سے بھی وہی پھولوں کی خوشبو آنے لگی ہے ورنہ میں تو کچھ بھی نہیں۔ میں تو وہی مٹی کی مٹی ہوں ہوں۔ اللہ اکبر سنا آپ نے صحبت کا اثر جیسی صحبت ہو گی ویسا اثر ہو گا اگر صحبت اچھی مل گئی تو مقدر بن جائے گا نصیب جاگ پڑے گا زندگی سنور جائے گی اور اگر خدانخواستہ صحبت مل گئی گندی تو پھر نتیجہ جو نکلتا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اللہ مہربانی کرے ہمارے حال پر۔ ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے شاگردوں کو علم دین کی کتابیں پڑھا رہے تھے تو ایک ملنگ آ گیا وہ ملنگ ان ملنگوں جیسا نہیں تھا جنہوں نے کبھی نماز بھی نہیں پڑھی اور کہتے ہیں کہ ہم مولا علی کے ملنگ ہیں یہ مولا علی کے ملنگوں کی توہین ہے۔ ارے مولا علی شیر خدا حیدر کرار حسنین کے باجان وہ تو مولا علی تھے جن ایک نماز قضا ہو گئی تھی تو وہ رونے لگ گئے تھے۔

مولا علی شیر خدا کی نماز امام اجل و امام محدث علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب خصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۹۰ میں فرماتے ہیں۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۳۴۷ علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ جنگ خیبر کے موقع پر جب خیبر کا قلعہ فتح فرمالیا

تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کو لے کر مدینہ شریف روانہ ہوئے۔ جب مقام صُہبا پر پہنچے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھہرنے کا حکم فرمایا۔ تمام غلام ٹھہر گئے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مولا علی شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی کام کے لیے روانہ کیا۔ حضرت علی ادھر تشریف لے گئے۔ ادھر پیچھے عصر کی نماز کا ٹائم ہو گیا اذان ہوئی کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کرائی جب جماعت ختم ہو گئی تو بعد میں مولا علی کام سے واپس تشریف لائے تو حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا علی عرض کی جی میرے آقا فرمایا میں تھک گیا ہوں دل کرتا ہے تھوڑی دیر آرام کروں مولا علی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداک ابی وامی میرے آقا، میرے باپ اور میری ماں آپ کے قدموں پر قربان ہو جائیں بستر تو یہاں موجود نہیں البتہ میں بیٹھ جاتا ہوں آپ میری جھولی میں سرِ انور کو رکھ کر آرام فرمالیں حضور علیہ السلام راضی ہو گئے فرمایا علی ٹھیک ہے حضرت علی بیٹھ گئے لیکن نماز عصر نہیں پڑھی۔ ادھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نورانی سر مبارک حضرت علی کی گود میں رکھ دیا اللہ اکبر عجیب نظارہ ہے سر نبی کریم کا ہے جھولی علی کی ہے اور ادھر آسمان کے فرشتے گویا یہ منظر دیکھ کر پکار اُٹھے۔

زمین پر عرشِ اعلیٰ کے نشان معلوم ہوتے ہیں
علی کی گود میں دو لوں جہاں معلوم ہوتے ہیں

نبی کریم علیہ السلام حضرت علی کی گود میں کافی دیر آرام فرماتے رہے لیکن اُدھر نماز عصر کا وقت تنگ سے تنگ ہو رہا تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کے دیدار میں ایسے مست ہیں کہ سورج کا بھی پتہ نہیں لگا گویا حضرت علی سرکار کو دیکھ کر یہ کہہ رہے تھے۔

میری نماز ہے یہی میرا سجود ہے یہی
میری نظر کے سامنے جلوہ حسنِ یار ہو

حضرت علی جانتے تھے اور آپ کا عقیدہ یہ تھا مَن یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ کہ جس نے رسول دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت کی لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے پر آج کل کا نجدی مُلاّ ہوتا تو کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل سمجھ کر جگا کر نماز پڑھ لیتا مگر وہ مولا علی تھے جو کملی والے صلی اللہ علیہ وسلّم کے رازدان تھے باب مدینۃ العلم تھے اور جو جانتے تھے۔

نمازیں گر قضا ہوں تو پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

مولا علی جانتے تھے کہ اگر نماز قضا ہو گئی تو ادا ہو جائے گی لیکن پتہ نہیں کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری جھولی میں پھر آئے گا کہ نہیں لیکن ادھر خیال کرو کہ یہ نماز عصر کی نماز وہ نماز ہے جس کی تاکید خدائے ذوالجلال نے بھی قرآنِ پاک میں بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى

حفاظت کرو اپنی تمام نمازوں کی خصوصًا نماز وسطی کی۔ وسطی کہتے ہیں درمیانی نماز کو اور درمیانی نماز نماز عصر ہے۔ اللہ اکبر۔ اب جب مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا تو کیا دیکھا کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہے۔ مولا علی بڑے پریشان ہو گئے۔ ایک نظر سورج کو دیکھتے ہیں ایک نظر کملی والے کو دیکھتے ہیں حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بات کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مولا علی کا اس وقت یہ حال تھا۔

آ گئی جان شکنجے اندر نے جیویں ویلنے وچ گنّاں
رہو آکھے آج رہو وے محمد اج رہویں تے مَیں مَنّاں

آخر کار سورج غروب ہو گیا حضرت علی کے دل میں خیال آیا اے علی اگر قیامت کے دن خدائے ذوالجلال نے یہ پوچھ لیا کہ علی تو نے میری ایک عصر کی نماز جان بوجھ کر کیوں قضا کر دی تھی تو اے علی وہاں کیا جواب دے گا اللہ اکبر۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ خیال مبارک آیا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور گرے کہاں کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک چہرے پر۔ قربان جاؤں مولا علی تیرے۔ ان ننھے ننھے آنسوؤں کے چند قطرول پر جو نکلیں تو تیری آنکھوں سے اور گریں تو والضحیٰ کے مکھڑے والے واللیل کی زلفوں والے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں سے آنسو گرے تو نبی کریم علیہ السلام خواب راحت سے بیدار ہوئے چشم نبوت کھولی کیا دیکھا حضرت علی رو رہے ہیں فرمایا۔ مَا یُبْکِیْكَ یَا عَلِیُّ اے علی تجھے کس چیز نے رُلایا ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میرے آقا میری عصر کی نماز قضا ہو گئی ۔

حضرات گرامی آپ غور فرمائیں حضرت علی کی ایک نماز قضا ہوئی تو رونے لگ گئے لیکن محبانِ علی کی ایک بھی ادا نہیں لیکن انہیں کوئی غم نہیں کوئی افسوس، کوئی رنج کوئی تکلیف نہیں لیکن نام ہے مولا علی کے ملنگ استغفر اللہ۔ بہرحال حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے علی مجھے جگا کر نماز پڑھ لینی تھی تو حضرت علی نے گویا آگے سے جواب دیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ایمان اور عشق نے یہ پسند نہ کیا کہ آپ کو جگا کر نماز پڑھ لوں۔ شاعر ترجمانی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

اک اک حرف سجن دا سانوں دسدا اے قرآن اے

صورت یار دی ویندیاں رہناتے سب عملاں دی جان اے

سامعین کرام اغور کرو حضرت علی کے سامنے دو مسئلے آگئے ایک خدا کی عبادت ایک سرکار کی اطاعت۔ اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا کی عبادت کرتے تو

مصطفیٰ علیہ السلام کی اطاعت کرتے تو خدا کی عبادت جاتی ہے اور نبی کریم علیہ السلام کی اطاعت جاتی لیکن شیرِ خدا مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اطاعتِ خدا کو بھی اطاعتِ مصطفیٰ سمجھا۔ اگر حضرت علی اطاعتِ مصطفیٰ چھوڑ کر عبادتِ خدا کرتے تو ہو سکتا تھا خدا حضرت علی سے وہ اپنی عبادت بھی قبول نہ کرتا مگر اطاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا نتیجہ نکلا سنو! جب نبی کریم علیہ السلام کی آنکھ کھلی تو فرمایا۔ علی رو کیوں رہے ہو۔ عرض کی آقا نماز قضا ہو گئی فرمایا علی نماز قضا پڑھو گے یا ادا پڑھو گے عرض کی آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام ہوں آپ کا اور نماز کروں قضا۔ آقا لوگ کیا کہیں گے کہ حضور علیہ السلام کے غلام اور ولیوں کے شہنشاہ نے جب قضا کر لی تھی تو پھر ہمیں کیا خوف خطرہ۔ فرمایا اچھا علی ادا کی نیت باندھو عرض کی آقا سورج غروب ہے نماز کیسے پڑھو فرمایا علی میں جو کہہ رہا ہوں۔ حضرت علی نے ادھر نماز کا ارادہ کیا ادھر حضور علیہ السلام نے دُعا مانگی کہ یا اللہ اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَلِیًّا کَانَ فِیْ طَاعَتِكَ وَطَاعَتِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَیْهِ الشَّمْسَ۔ کہ اے خالقِ کائنات حضرت علی تیری اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں تھا۔ اس نے میری خدمت اور اطاعت کر کے نماز قضا کر کے اپنے امتی ہونے کا حق ادا کر دیا ہے اب میرے نبی ہونے کا حق یہ ہے کہ حضرت علی نماز قضا نہ کرے بلکہ ادا کر کے پڑھے۔ اس لیے علی کی نماز کے لیے سورج کو واپس لوٹا دے۔ گویا اللہ پاک نے آگے سے جواب دیا کہ اے میرے محبوب مجھے کیا کہتے ہو سورج تیرا غلام ہے سورج کو حکم دو سورج تمہارا حکم مانے گا۔ بس پھر کیا تھا میرے آقا علیہ السلام کا یدُ اللہ والا گورا گورا نورانی ہاتھ اٹھا اور انگلی کا اشارہ فرمایا تو ڈوبا ہوا سورج عصر کے وقت آ گیا۔ ادھر مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز شروع کی ادھر حضور علیہ السلام نے گویا فرمایا کہ اے علی نماز جلدی جلدی نہ پڑھنا اس خطرے میں کہ کہیں سورج غروب نہ ہو جائے کیوں کہ جب تک میں کہوں گا نہیں ڈوبے گا اللہ اکبر! اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا اُلٹے قدم
تیری اُنگلی اُٹھ گئی ماہ کا کلیجہ چر گیا

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

اور شاعر اہلسنت جناب صائم چشتی یوں گویا ہوئے۔

توں نے قطروں کو دیکھا تو گوہر کر دیا
توں نے ذروں کو دیکھا تو زر کر دیا
توں نے حبشی کو رشکِ قمر کر دیا
الٹا سورج پھرانا تیرا کام ہے

ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کو علم دین پڑھا رہے ہیں اور بڑے جوبن میں درس شروع ہے کہ اچانک ایک ملنگ آ گیا کپڑے پرانے بال بکھرے ہوئے لیکن چہرے سے نور نکل کر آسمان دُنیا کی طرف جا رہا ہے وہ ملنگ آیا اور آ کر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھ گیا مولانا پڑھاتے رہے وہ دیکھتا رہا آخرکار تھوڑی دیر کے بعد وہ ملنگ بابا بولا کہ

مولانا۔ این چیست یہ کیا پڑھا رہے ہو۔ مولانا نے جواب دیا کہ بابا

این قیل و قال است تو نمیدانم۔ کہ بابا ملنگ یہ قیل و قال یہ صرف و نحو اور فقہ کی کتابیں ہیں تو نہیں جانتا۔ ملنگ خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ملنگ نے پھر وہی سوال کیا۔ کہ مولانا۔ "این چیست"، کہ مولانا یہ کیا پڑھا رہے ہو۔ مولانا نے جواب دیا کہ بابا۔ "این قیل و قال است تو نمیدانم" مولانا نے ذرا پہلے سے سخت لہجہ میں جواب دیا کہ بابا کہہ جو دیا یہ قیل و قال ہے یہ صرف نحو فقہ منطق کی کتابیں ہیں تو نہیں جانتا۔ بابا ملنگ چپ ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد پھر بولا۔ مولانا این چیست۔ کہ مولانا یہ کیا کر رہے ہو

کیا پڑھا رہے ہو؟

اب تو مولانا غصہ میں آ گئے اور سختی سے جواب دیا کہ بابا ایں قیل وقال است تو ندانیم

بابا بار بار ہمارا سر کیوں کھا رہے ہو ایک بار جو کہہ دیا کہ یہ قیل وقال ہے یہ صرف نحو منطق فقہ

فلسفہ ہے تو نہیں جانتا۔ ملنگ بابا کو غصہ آ گیا اور آ ٹھا لڑکوں اور مولانا روم کے سامنے

سے ساری کتابیں اٹھا کر ساتھ ہی ایک بہت بڑا پانی کا حوض تھا جو پانی سے بھرا ہوا

تھا دس پندرہ فٹ نیچا۔ اس کے اندر کتابیں پھینک دیں۔ آپ جانتے ہیں آج سے

سینکڑوں برس پہلے یہ پریس وغیرہ یا اس طرح کی مشین اور اس طرح کی جگہ جگہ کتابت نہیں

ہوتی تھی۔ بلکہ کئی کئی سال کے بعد ایک کتاب تیار ہوتی تھی اور وہ بھی ہاتھ کی کتابت

کی اور وہ بھی کالی سیاہی سے کہ اگر ذرا سا پانی پڑا نہیں حروف مٹے نہیں۔ لہٰذا وہ لوگ کتابوں

کو اپنی جان سے زیادہ محفوظ رکھتے تھے۔ جب مولانا روم کی تمام کتابیں پانی کے اندر چلی

گئیں تو مولانا کو بڑا غصہ آیا۔ مولانا اپنا پانچ کلو کا ڈنڈا لے کر اس ملنگ کے پیچھے لگ گئے

اور شاگردوں کو بھی حکم دیا کہ اس بابا ملنگ کو پکڑو جانے نہ پائے۔ اب ملنگ بابا آگے آگے

مولانا اور ان کے شاگرد ڈنڈے لے کر پیچھے پیچھے اس ملنگ نے خوب مولانا کو اور

ان کے شاگردوں کو دوڑایا آخر کار ملنگ سائیں رک گئے مولانا اور تمام شاگرد بھی رک

گئے۔ اب بابا سائیں پوچھتے ہیں مولانا کیا ہو گیا میرے پیچھے پیچھے کیوں دوڑتے ہو مولانا

عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا ملنگ سائیں تو نے ہماری زندگی کی کمائی

کا ستیا ناس کر دیا ہے ہم پر تو نے بڑا ظلم کیا ہے۔ ہم نے بڑی محنت کر کے بڑے عرصے

کے بعد کتابیں لکھوائیں تھیں لیکن تو نے سب کو ضائع کر دیا ہے اور پھر آگے سے پوچھتے

ہو کیا ہو گیا ہے۔ ملنگ سائیں نے پوچھا بس یہی وجہ ہے جس سے تم اس قدر پریشان

ہو گئے۔ آؤ میں تمہیں تمہاری کتابیں حوض میں سے نکال دوں۔ مولانا نے کہا بابا اب تو

وہ کتابیں ضائع ہو چکی ہوں گی سیاہی مٹ گئی ہو گی حروف ختم ہو گئے ہوں گے کیوں کہ

کافی عرصے سے پانی میں چلی گئی ہیں ملنگ بابا نے فرمایا۔ مولانا آؤ تو سہی شاید بچ گئی ہوں۔
ملنگ بابا اور مولانا روم اور ان کے شاگرد اس حوض پر آگئے جس میں کتابیں ڈال دی گئی تھیں۔ ملنگ
بابا حوض کے اندر چلا گیا مولانا اور شاگرد اوپر کنارے پر موجود ہیں۔ ملنگ سائیں نے بسم اللہ
الرحمٰن الرحیم پڑھی اور پانی میں چھلانگ لگا دی۔ ملنگ سائیں نے ہاتھ ڈالا اور کتابیں نکالنی
شروع کر دیں۔ مولانا نے کیا دیکھا ان کتابوں میں سے بجائے پانی کے قطروں کے مٹی کی دھول
نکل رہی ہے اور کتابیں صحیح سلامت ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے کتابیں پانی میں گئی نہیں
مولانا نے دیکھا بڑے حیران ہوئے اب ملنگ سائیں چپ ہو گئے اور مولانا بول پڑے
کہ ملنگ سائیں۔ این چیست۔ یہ کیا ہے۔ بابا ملنگ نے جواب دیا۔ کہ این حال است تو ندانم
اے رومی یہ حال ہے اس کو تو نہیں جانتا اور پھر وہ ملنگ وہاں سے دوڑا تو مولانا بھی پیچھے
پیچھے دوڑے اور مولانا یہ کہتے بھی جاتے تھے کہ

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامے شمس تبریزی نہ شد

کہ مولانا روم اس وقت تک نہ مولانا روم نہ بنے جب تک انہوں نے خواجہ
شمس تبریز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی غلامی نہیں کی۔ حضرات آپ جانتے ہیں یہ ملنگ
بن کر آنے والا کون تھا۔ یہ غوثِ زمان قطبِ وقت حضرت خواجہ شمس تبریز رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ تھے۔ جب تک مولانا روم شمس تبریزی کے مرید نہ بنے کوئی جانتا نہیں تھا
جب سے ان کی غلامی میں آئے تو پھر مولانا روم مولانا روم ہو گئے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ

پیر کی تلاش

حضرات گرامی بات بہت دور چلی گئی میں یہ عرض کر رہا تھا
کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم دین
کے فراغت کے بعد کسی ایسے پیر کی تلاش میں نکل پڑے جو آپ کو اصل منزل
تک پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور وسیلہ تلاش کرو۔ یہاں وسیلہ سے علمائے کرام نے پیر کا وسیلہ لیا ہے بلکہ وہابیوں کے پیشوا مولوی اسماعیل صاحب قتیل نے بھی اپنی کتاب صراطِ مستقیم صفحہ نمبر ۱۰۱ میں آیت لکھنے کے بعد لکھا ہے۔ یہاں وسیلہ سے مراد پیر کا وسیلہ ہے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ کہ میرے راستے میں مجاہدہ کرو یعنی مرید بن کر میرے راستے میں میری اور بھی زیادہ عبادت کرو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی آیت پر عمل کرتے ہوئے پیر کی تلاش میں چل پڑے۔ نیشاپور کے ایک قریب ایک گاؤں تھا جس کا نام تھا ہارون آباد۔ اس ہارون آباد گاؤں میں ایک وقت کے قطب قطب زماں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہتے تھے۔ ان کی ولایت کی بڑی دور دور تک شہرت تھی۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب وہاں پہنچے تو خواجہ عثمان ہارونی نے غریب نواز کو دیکھا اور غریب نواز نے اپنے خواجہ عثمان ہارونی کو دیکھا اس سے پہلے نہ کبھی خواجہ عثمان ہارونی نے غریب نواز کو دیکھا تھا اور غریب نواز نے خواجہ عثمان کو دیکھا تھا لیکن جونہی پہلی نظر خواجہ عثمان ہارونی کی خواجہ غریب نواز پر پڑی تو خواجہ عثمان نے فرمایا حسن بیٹا جلدی جلدی آؤ تم نے بہت دیر کر دی ہے میں تمہارا کب سے انتظار کر رہا ہوں اور آؤ اپنا حصہ لے جاؤ جو اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری قسمت میں لکھا ہے۔ اللہ غنی۔ قربان جائیں حضرت عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ پاک کے آپ نے دور سے پہچان لیا۔ کہ یہ بچہ جو میرے پاس آ رہا ہے یہ میرا مرید ہوگا اور یہ بچہ بہت بڑا مرتبہ اور مقام حاصل کرے گا۔ معلوم ہوا کہ آپ کی نگاہِ پاک سے اللہ تعالیٰ نے تمام پردے ہٹا دیے تھے

آپ سب کچھ ہارون آباد میں بیٹھے بیٹھے ملاحظہ فرما رہے تھے اور ایسا ہوتا بھی کیوں نہ رب اپنے مقبول بندوں سے کچھ نہیں چھپاتا اس کے قانون ہیں تو ہم دنیا والوں کے لیے ہیں لیکن وہ اپنے قانون اپنے محبوب بندوں کے لیے توڑ دیتا ہے۔ خواجہ عثمان ہارونی بھی اللہ کے محبوب بندے تھے آپ اس بات سے اندازہ خود لگالیں کہ وہ کتنے بڑے اللہ کے مقبول بندے تھے۔

خواجہ عثمان ہارونی اور آتش پرست

یہ واقعہ سلطان الہند حضرت سیّدنا خواجہ معین الدین چشتی سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اپنے پیر کا اپنی کتاب جو کہ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے انیس الارواح صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہارون آباد سے بغداد کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کے مرید خاص حضرت شیخ فخر الدّین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تھے۔ سفر طے کرتے کرتے آپ ایک مقام پر پہنچے جو کہ مجوسیوں کا علاقہ تھا اور وہاں کے لوگ آتش پرست یعنی آگ کے پجاری تھے اور اس علاقے میں ایک بہت بڑا آتش کدہ تھا۔ اس آتش کدھے میں ہر روز منوں کے لحاظ سے لکڑیاں جلائی جاتی تھیں اور آگ ہمیشہ روشن رہتی تھی۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی جب اس علاقے میں پہنچے تو آپ نے وہاں ایک درخت کے سائے میں اپنا ڈیرہ ڈالا اور تھوڑی دیر آرام فرمایا۔ ادھر نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نے مصلّٰی بچھایا اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ جب عصر کا ٹائم ہوا تو آپ نے اپنے مرید حضرت شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم فرمایا کہ فخر الدین۔ عرض کی جی حضور۔ فرمایا شام ہونے والی ہے روزہ بھی افطار کرنا ہے۔ لہٰذا جاؤ کہیں سے آگ لے کر آؤ تاکہ روٹی پکائیں اور روزہ افطار کریں۔ حضرت شیخ فخر الدّین اپنے پیر کے حکم کے مطابق اسی مجوسیوں کے آتش کدے

پر تشریف لے گئے اور جا کر ان سے آگ مانگی لیکن مجوسیوں نے آگ دینے سے انکار کر دیا کیونکہ یہ آگ ہمارا معبود ہے ہمارا خدا ہے۔ ہم اس میں سے آگ نہیں دے سکتے۔ فخر الدین ناکام واپس آگئے حضرت عثمان ہارونی نے فرمایا آگ نہیں لائے۔ آپ نے تمام قصہ تمام حالات مجوسیوں کے بتائے۔ آپ نے جب یہ حالات سنے تو آپ نے دوبارہ وضو فرمایا اور خود مجوسیوں کے پاس تشریف لے گئے جب آپ ان کے آتش کدھے میں پہنچے تو آپ نے کیا دیکھا کہ ایک بہت بڑا تخت بچھا ہوا ہے اس پر مجوسیوں کے بہت بڑے بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک لڑکا جس کی عمر سات سال ہے۔ اس کی گود میں بیٹھا ہوا ہے اور اس بزرگ کا نام مختیا تھا۔ اور بہت سے آتش پرست اس کے پاس بیٹھے آگ کی پوجا کر رہے تھے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجوسیوں کے پیشوا کو مخاطب کر کے فرمایا کہ او مختیا اس آگ کو پوجنے کا کیا فائدہ۔ یہ آگ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی ایک ادنیٰ سی مخلوق ہے جو تھوڑے سے پانی سے ختم اور نیست و نابود ہو سکتی ہے۔ اس وحدہٗ لاشریک خدائے برتر کی کیوں نہیں عبادت کرتے۔ جس کی یہ مخلوق ہے تاکہ تمہیں تمہاری عبادت فائدہ بھی پہنچا سکے۔ اس مجوسیوں کے پیشوا مختیا نے جواب دیا کہ اے عثمان آگ ہمارے دین میں بہت بزرگ اور ہمارے لیے باعثِ نجات ہے۔ حضرت عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جواب سن کر فرمایا کہ اے مختیا تم اس آگ کی بہت عرصے سے پوجا کر رہے ہو اس کی خدمت کر رہے ہو۔ آؤ ذرا اس میں ہاتھ توڑالو اگر یہ آگ باعثِ نجات ہے تو تمہیں جلنے سے نجات دے گی۔ مجوسیوں کے پیشوا مختیا نے جواب دیا۔ کہ اے عثمان جلانا آگ کی خاصیت ہے۔ کس کی مجال ہے جو اس میں ہاتھ ڈالے اور پھر سلامت بھی رہے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے مختیا یہ آگ اللہ پاک کے حکم کی تابع ہے۔ اس کی کیا مجال جو اللہ کے حکم کے

بغیر کسی کا ایک بال بھی جلائے۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختشیا کی گود سے اس سات سالہ لڑکے کو اٹھا لیا جو اس کی گود میں بیٹھا ہوا تھا اور اپنی گود میں لے لیا اور پھر اپنی زبان پاک سے پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا وَّ سَلاَمًا عَلٰی اِبْرَاهِیم اور اس لڑکے کو لے کر اس آتش کدھے میں جلتی ہوئی آگ میں تشریف لے گئے جس میں منوں کے حساب سے لکڑیاں جل رہی تھیں۔ آتش کدھے والے اور تمام مجوسی اور تمام مجوسیوں کا پیشوا مختشیا بڑا حیران اور پریشان ہو گیا اور مجوسیوں نے آتش کدھے پر کھڑے ہو کر رونا دھونا شروع کر دیا ہائے ہم مارے گئے ایک مسلمان اور ہمارا بچہ آگ میں جل گیا۔ تقریباً گھنٹے آدھ گھنٹے کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آتش کدھے سے باہر تشریف لائے مجوسیوں نے کیا دیکھا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھنٹہ آدھ گھنٹہ آگ میں رہے ہیں لیکن آگ نے آپ کو تو کیا آپ کے لباس کے ایک دھاگے کو بھی نہیں چھوا اور وہ لڑکا بھی صحیح سلامت ہے اور بڑا خوش ہے۔ اس پر بھی آگ نے کوئی اثر نہیں کیا۔ اس مجوسی پیشوا مختشیا نے اپنے لڑکے سے پوچھا بیٹا تو بڑا خوش ہے بڑا مسرور ہے بڑا مسکرا رہا ہے کیا بات ہے تو نے آگ میں کیا منظر دیکھا ہے لڑکے نے اپنے پیشوا مختشیا کو جواب دیا کہ بابا جان جب میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ساتھ آگ میں گیا تو آپ لوگ تو آگ دیکھ رہے تھے لیکن بابا جان ہم تو ایسے باغ میں پہنچ گئے جہاں ہر طرف بہاریں ہی بہاریں تھیں اور بڑا پیارا باغ تھا ایسی ایسی پیاری چیزیں دیکھیں جن کو آج تک میری نظروں نے نہیں دیکھا تھا تو میں نے پوچھا یا حضرت یہ باغ کتنا پیارا ہے تو حضرت صاحب نے فرمایا بیٹا یہی باغ جنت کا باغ ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ فرمایا ہوا ہے کہ اگر تم مجھ پر ایمان لاؤ گے۔ میرے اور میرے رسولوں کی پیروی کرو گے تو یہی جنت کا باغ تمھیں ملے گا۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے مجوسیو اب

تو ماں گنے کہ یہ آگ جس کو تم نے خدا بنا رکھا ہے یہ سوائے خدا کے کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تمام مجوسیوں نے اقرار کیا حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے فرمایا تو پھر پڑھو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا یہ فرمانا ہی تھا کہ وہ پورا علاقہ جو مجوسیوں کا تھا سب نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے سبحان اللہ ایک شاعر اس کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتا ہے (انیس الارواح ۸۴) (سالک السالکین)۔

ولی ربّا نے پاک زبانے کلمہ پاک الایا،
سارے مجوسی مومن بن گئے تے کلمے رنگ کھایا

کلام اولیاء اللہ قضا کا تیر ہوتا ہے،
نکل جاتا ہے جب منہ سے تو فوراً پار ہو جاتا ہے

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا۔

جب سارے مجوسی مسلمان ہو گئے تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختیا کا نام عبداللہ رکھا اور لڑکے کا نام ابراہیم رکھا حضرت خواجہ عثمان ہارونی تقریباً ڈھائی سال یہاں قیام پذیر رہے اور لوگوں کو صراط مستقیم بتاتے رہے اور دین کے احکامات سکھاتے رہے۔ عبداللہ کو حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا خاص خلیفہ بنایا اور ان کو اپنا خرقہ خلافت بھی عطا فرمایا اور ان کو اسی بستی کا سردار مقرر کر دیا اور آتش کدے کی بجائے وہاں ایک بہت بڑی عالیشان مسجد تعمیر کروائی اور شیخ عبداللہ اور ان کے بیٹے ابراہیم اسی مسجد کے پہلو میں دفن ہوئے اللہ اکبر.....

سامعین کرام میں آپ کو یہ بتا رہا تھا کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالے علیہ پیر کامل کو تلاش کرتے کرتے ہارون آباد میں خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو خواجہ عثمان ہارونی نے فرمایا' بیٹا حسن جلدی آؤ بہت دیر کر دی ہے میں تمھارا کب سے انتظار کر رہا ہوں. آؤ اور اپنا حصّہ میرے پاس سے لے جاؤ جو اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے لیے رکھا ہوا ہے. خواجہ غریب نواز گئے خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدم بوسی کی. خواجہ عثمان ہارونی نے غریب نواز کو اپنا مرید بنا لیا اور پیر کامل نے خواجہ غریب نواز کو عبادت کے لیے ایک کمرہ دیا اور اوراد اور وظائف بتائے. فرمایا بیٹا جاؤ یہ بتائے ہوئے وظائف کو پورا کرو پھر آگے دیکھا جائے گا. خواجہ صاحب اپنے پیر کے بتائے ہوئے وظائف پڑھتے اور مجاہدہ کرتے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا. وہ لوگ جو ہمارے راستے میں مجاہدہ کرتے ہیں ہماری معرفت حاصل کرنے کے لیے ہم ان پر اپنی راہیں کھول دیتے ہیں. یاد رکھو بغیر عبادت اور مجاہدہ کے بات نہیں بنتی. دیکھو ہمارے پیارے رؤف الرحیم اور رحمۃ للعالمین حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبی باعث ایجاب دو عالم تھے اور ہیں. اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں تمھیں پیدا نہ کرتا تو کائنات کی کوئی چیز پیدا نہ کرتا اور میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنے آپ کو بھی کبھی ظاہر نہ کرتا یعنی رب ہونے کو ظاہر کیا ہے تو تیرے طفیل. حدیث قدسی مکتوبات امام ربانی. معلوم ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا. اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
ارے جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

ہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم باعث ایجاب دو عالم ہیں لیکن آپ کی عبادت اور ریاضت کا کیا عالم تھا۔ صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کرتے تھے کہ عبادت کرنے سے اور قیام کرنے سے آپ کے نورانی پاؤں مبارک پھول جاتے تھے بلکہ بعض مرتبہ پیر مبارک شق ہو جاتے اور ان سے خون مبارک بہنے لگتا تھا۔ حدیث شریف کے الفاظ ہیں کہ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ اَوْسَاقَاہُ۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کرتے کہ آپ کے پیر مبارک اور پنڈلیاں مبارک سوج جاتی تھیں۔ اور یہ بھی بخاری شریف کے اندر حدیث پاک موجود ہے کہ ایک آدمی نے حضرت اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا اماں جان حضور علیہ السلام کی کوئی نئی بات سنائیں۔ اماں عائشہ نے سائل سے فرمایا بیٹا! میرے کملی والے کی ہر بات ہی نئی ہوتی تھی۔ عرض کیا اماں پھر بھی کوئی تو بیان فرمائیں۔ اماں عائشہ نے فرمایا کہ ایک رات حضور علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے۔ تھوڑی دیر آرام فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا چلو اب اپنے خدائے برتر کی عبادت کریں۔ یہ فرما کر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور رونا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ آنسو مبارک سینہ پاک تک بہنے لگے پھر رکوع کیا اس میں بھی اسی طرح روتے رہے پھر سجدہ کیا اس میں بھی اسی طرح روتے رہے حتیٰ کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی آذان دی حضرت اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اتنا کیوں روتے ہیں حالانکہ آپ معصوم عَنِ الخطا یعنی گناہوں سے پاک ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عائشہ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔ کیا میں اپنے پروردگار کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ اللہ غنی۔ راتوں کو رونے والا پیارا نبی جب روتا تھا تو مانگتا کیا تھا۔ ہم گناہ گاروں کی بخشش کی دُعا ہی مانگتا تھا۔ شاعر کہتا ہے: محمد دا رتبہ خُدا کولوں پچھو۔ خدا دی ثنا مصطفیٰ کولوں پچھو۔ کیوں سوہنا روندا سی اُمت دی خاطر۔ ذرا جا کے غارِ حرا کولوں پچھو۔۔۔ اللہ اللہ۔ خدا کا پیارا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جب عبادت کرتا تھا تو پیر

مبارک شق ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آیت نازل فرما دی۔ طٰہٰ مَآ اَنزَلنَا عَلَیکَ القُراٰنَ لِتَشقٰیٓ۔ اے چودھویں کے چاند یہ قرآن پاک ہم نے آپ پر اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔ اللہ پاک دوسری آیت میں فرماتا ہے یٰاَیُّھَا المُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیلَ اِلَّا قَلِیلًا نِّصفَہٗٓ اَوِ انقُص مِنہُ قَلِیلًا۔ اے کملی اوڑھنے والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ اتنی عبادت نہ کیجیے جس سے آپ کو تکلیف ہو، بلکہ تھوڑی عبادت کیا کیجیے" یعنی اے محبوب آپ ہماری عبادت کریں لیکن اتنی جتنی آپ برداشت کر سکیں محبوب تکلیف آپ کو ہوتی ہے دُکھ ہمیں پہنچتا ہے حضور علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ میں عبادت کیسے تھوڑی کروں جب گناہ گار اُمت یاد آتی ہے تو نیند نہیں آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا محبوب فکر نہ کرو ہم آپ کی اُمت کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو آپ چاہیں گے سُبحان اللہ۔ قربان جاؤں حضور علیہ السلام کے نام پاک پر۔ شاعر کہتا ہے۔ اے نام محمد صلِّ علیٰ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ دی جس نے میرے دل کو جلا سبحان اللہ سبحان اللہ۔ ہم رات کو شب بھر سوتے ہیں وہ اُمت کے غم میں روتے ہیں۔ ہم جرم کریں، وہ عفو فطا سبحان اللہ سُبحان اللہ۔ اعمال نہ دیکھے یہ دیکھا محبوب کے کوچے کا ہے گدا مولا نے مجھے یوں بخش دیا سبحان اللہ سبحان اللہ۔ جب میں نے سُنائی نعت نبی سُن ہو گیا نجدی سنتے ہی۔ عاشق نے سُنی سُن کر یوں کہا سبحان اللہ سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور علیہ السلام کی سچی محبت عطا فرمائے باقی بیان اگلے وعظ میں انشاء اللہ وَاٰخِرُ دَعوٰنَا اَنِ الحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پانچواں وعظ خطبہ مبارک

اَلحمدُ للّٰہِ ربِّ العٰلمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد المرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ واولیاءِ اُمّتہٖ واھلِ سُنّتہٖ اجمعین لانبیّ بعدہٗ ھُو رحمۃٌ للعٰلمین وخاتم النّبیین وشفیع المذنبین امّا بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم والّذین یبیتون لربّھم سُجّدًا وقیامًا ہ پ ۱۹ ع ۲۔ صدق اللّٰہ مولانا العظیم و بلّغنا رسولہ النبیّ الکریم ونحن علیٰ ذٰلک لمن الشٰھدین والشّٰکرین والحمد للّٰہ ربّ العٰلمین۔

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا۔ پ ۱۹۔ ع ۲ وہ لوگ جو راتیں گزار دیتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے۔

حضرات گرامی اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں اپنے محبوبوں اور اپنے ولیوں کا ذکر فرمایا ہے یعنی میرے ولیوں کی میرے محبوبوں کی علامت یہ ہے کہ جب ساری دُنیا آرام سے سو جاتی ہے تو میرے محبوب بندے مجھے منانے کے لیے اپنی راتیں قیام اور سجدہ کرنے میں گزار دیتے ہیں معلوم ہوا کہ عبادت کے بغیر کام نہیں بنتا۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میں اللہ کا مقبول ہوں تو اس کی عبادت کو دیکھو۔ اگر وہ اللہ کی یاد میں اپنی راتیں قربان کرتا ہے تو پھر واقعی وہ مقبول ہے اور اگر اُس نے کبھی بھول کر وضو بھی نہیں کیا اور مسجد کو کبھی بھول کر بھی نہیں دیکھا تو وہ مقبول نہیں مردود ہے۔ ایسا آدمی ولی نہیں بلکہ شیطان کا دوست ہے۔ دیکھو اگر اللہ کی عبادت معاف ہوتی تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

کبھی بھی اتنی عبادت نہ کرتے کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج جائیں یا پھر شق ہو جائیں
جب حضور علیہ السلام پر رب نے عبادت کو معاف نہیں کیا تو عام انسان تو ہے ہی گناہوں
کا پتلا خطاؤں کا پیکر بھلا اس انسان پر کیسے معاف ہو سکتی ہے حضرات آپ کو یاد ہو
گا کہ میں نے آپ کے سامنے پچھلے وعظ میں یہ عرض کیا تھا کہ خواجہ غریب نواز رضی اللہ
تعالیٰ عنہ اپنے مرشد کے پاس جب پہنچے تو مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے غریب نواز کو ایک کمرہ عطا فرمایا اور وظائف اوراد بتائے کہ جاؤ بیٹا
یہ وظائف اور میرے بتلائے ہوئے اوراد پڑھو معلوم ہوا کامل اللہ کا بندہ بننے کے لیے
اللہ کی بارگاہ میں مجاہدہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ ریاضت اور عبادت کے بغیر بات نہیں بنتی۔

ایک مثال:۔

دیکھو ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ سونا سونا ہی ہوتا ہے لیکن جب تک وہ زیور نہ بن
جائے تو گلے میں ڈالنے کے قابل نہیں بنتا۔ دیکھو ایک آدمی بازار سے آٹھ تولے سونے کی
ایک ڈلی لے آئے گھر میں، اور اس سونے کی ڈلی کو سوراخ کر کے اپنی بیوی یا بیٹی کے
گلے میں ڈال دے تو جب دیکھنے والے دیکھیں گے تو اس کا مذاق اڑائیں گے حالانکہ ہے
تو یہ سونا لیکن اس کو گلے میں ڈالنے سے پہلے زیور بنانا پڑے گا۔ زرگر، سونار، کاریگر اس
سونے کو بھٹی میں ڈالے گا یعنی اس کو مشقت میں ڈالے گا آگ سے وہ سونا نرم ہو جائے
گا پھر کاریگر اس کو سانچے میں ڈالے گا لیکن ابھی بھی اس کی جان نہیں چھوٹی۔ اب کاریگر
ہاتھ میں قلم لے کر اس کو اوپر سے خوب چھیلے گا اس کو کترے گا جوں جوں سونے کو چھیلتا
جائے گا اس کے حسن و جمال میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ اب جا کر وہ زیور تیار ہو گا۔ اب
جا کر کسی محبوب کے گلے میں ڈالنے کے قابل ہو گا۔ غور فرمائیں حالانکہ یہ سونا پہلے بھی سونا
ہی تھا اور اب بھی سونا ہی ہے لیکن پہلے اگر گلے میں ڈالا گیا تو لوگوں نے مذاق اڑایا
لیکن اب یہی سونا ڈالا گیا تو سب قدر و منزلت کی نگاہ سے اس کو دیکھنے لگے۔ بات

کیا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ جب تک سونے نے اپنے جسم پر سختی اور مشقت برداشت نہیں کی تھی زیور نہیں بنا تھا مذاق ہوتا تھا لیکن سختی اور مشقت برداشت کرنے کے بعد زیور بن گیا محبوب کے گلے میں ڈالنے کے قابل بن گیا۔ اسی طرح یہ اللہ والے پہلے بھی سونا ہوتے ہیں لیکن جب محنت اور مشقت برداشت کرتے ہیں تو تب جا کر یہ بھی کسی محبوب کے گلے میں ڈالنے کے قابل ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ اولیاء اللہ بھی کملات مجاہدات کر کے اللہ کے محبوب بن جاتے ہیں یہ تو ہیں اولیاء اللہ، اللہ کے ولی، اللہ کے دوست

(ہمارا حال)

لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ایسا کوئی پیر مل جائے کہ نہ نماز پڑھنی پڑے نہ روزہ رکھنا پڑے نہ تہجد نہ نوافل پڑھنے پڑیں اور نہ تکلیف برداشت کرنی پڑے نہ مشقت جھیلنی پڑے بس وہ ایک ہی نگاہ سے ہمیں غوث قطب بنا دیں لیکن یاد رکھیں نہ ہمیں ایسا کوئی ولی ملے اور نہ ہم غوث بنے نہ قطب ہوتے۔ لیکن یاد رکھو یہ اللہ والے جو ہیں یہ ایک ہی نظر سے غوث اور قطب بنا تو سکتے ہیں لیکن بناتے نہیں ایک آدمی کو یہ بنا کر یہ بتا دیتے ہیں کہ ہم ایک نظر سے انسان کو غوث قطب بنا کر اللہ کا مقبول بنا سکتے ہیں لیکن قانون یہ نہیں کہ ہر کسی کو ایک ہی نظر سے ولی بناتے۔

خواجہ باقی باللہ اور ایک نانبائی)

حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں یہ واقعہ لکھتے ہیں کہ خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا اسم نامی اسم گرامی محمد باقی اور لقب شریف باقی باللہ ہے جو کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر و مرشد ہیں خواجہ باقی باللہ کا مزار شریف ہندوستان دہلی میں ہے۔ ایک مرتبہ

انھیں خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چند مرید جوکہ دُور دراز کا سفر کرکے آئے تھے شام کا وقت تھا لنگر شریف تقسیم ہو چکا تھا سارے مُرید کھانا کھا چکے تھے۔ ادھر یہ مرید اس وقت پہنچے جب کہ لنگر میں کھانا موجود نہیں تھا جب یہ حضرت صاحب کے مرید بازار سے گزرے تو ایک نان بائی یعنی ہوٹل والا اس دور میں روٹیاں پکانے والے کو نان بائی کہتے تھے۔ جب حضرت صاحب کے یہ مُرید بازار سے گزرے تو نان بائی نے دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ مُرید حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے معلوم ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ خود بھی خواجہ صاحب کا مُرید تھا دوسری بات یہ ہے کامل پیر وہ ہوتا ہے جو مریدوں پر اللہ کی محبت کا رنگ چڑھا دے اور اپنے مریدوں کو ہر برائی سے چھڑا کر اللہ کے قریب کر دے کیونکہ کامل پیر کی یہی نشانی ہوتی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی کامل پیر کی کاملیت دیکھنی ہو تو اس کے کسی مُرید کو دیکھ لو کیونکہ جب تم اس کو دیکھو گے تو تمھیں اس کی کاملیت کا پتہ چل جائے گا کہ وہ پیر کامل ہے کہ نہیں۔ اگر مرید کامل ہوگا تو پیر بھی کامل ہوگا۔ بہر حال نان بائی نے دیکھا ان مریدوں کو اور پھر سوچنے لگا اور دل میں خیال کرنے لگا یہ لوگ حضرت صاحب کے مُرید معلوم ہوتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ دُور دراز کا سفر کرکے آرہے ہیں اور لازماً ان کو بھوک بھی لگی ہوگی اور اس وقت لنگر تو ختم ہو چکا ہوگا۔ اگر یہ مرید حضرت خواجہ باقی باللہ کے پاس گئے تو پیر صاحب کو خود تکلیف کرنی پڑے گی اور ان مریدوں کے لیے کھانا تیار کرنا پڑے گا کیونکہ پیر اپنے مُریدوں سے بڑی محبت کرتے ہیں اور پیر مرید کا رُوحانی طور پر باپ بھی ہوتا ہے اور یاد رکھو کہ جتنی محبت پیر کامل کو اپنے مرید سے ہوتی ہے اتنی محبت ایک باپ کو بھی اپنے بیٹے سے نہیں ہوتی۔ خیر مرید پہنچ گئے حضرت صاحب نے ارادہ فرمایا کہ ان کے لیے کھانے کا بندوبست کیا جائے کیونکہ بڑی دُور سے آئے ہیں۔ ان کو بھوک بھی لگی ہوگی۔ حضرت نے ابھی ارادہ ہی فرمایا تھا کہ وہی نان بائی جو کہ حضرت کے مُریدوں کو دیکھ

چکا تھا بہت ساری روٹیاں اور طرح طرح کے سالن پکے ہوئے سارے ہوٹل کا کھانا
اٹھا کر لے آیا اور آ کر حضرت صاحب کے مریدوں کے سامنے رکھ دیا۔ مریدوں نے کھانا
کھایا سیراب ہو گئے۔ خواجہ باقی باللہ نے فرمایا بھائی سناؤ کھانا کیسا تھا۔ مریدوں نے
عرض کی حضور کھانا بہت لذیذ تھا۔ بہت مزہ آیا بڑا سرور آیا طبیعت خوش ہو گئی ہے۔
کھانا کھا کر ساری تھکاوٹ دور ہو گئی ہے۔ حضرت صاحب نے سنا تو وہ بھی خوش ہو
گئے۔ ویسے بھی نان بائی نے اچھا کھانا تیار کیا اور بغیر کہنے کے لایا اور جب بغیر کہنے کے
لایا تو کوئی مطلب بھی نہیں ہو گا یعنی پیسے وغیرہ کا۔ ادھر حضرت صاحب خوش ہوئے
ادھر نان بائی خوش ہو گیا کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ
علیہ کے مریدوں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
اس لیے خوش تھے کہ میرے مرید نے میرے مریدوں کی خدمت کی ہے۔ جب حضرت صاحب
خوش ہوئے تو ساتھ ہی دریائے ولایت جوش میں آ گیا۔ جب ولی کی ولایت جوش میں
آتی ہے تو یوں سمجھو کہ خدا کی رحمت جوش میں آ گئی کیونکہ ولی کی زبان خدا کی زبان ہوتی ہے
(بخاری شریف) خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ او نان بائی عرض کی جی حضور
فرمایا تو نے ان آنے والے مہمانوں کی خدمت کی ہے مجھے خوش کر دیا ہے لہٰذا مانگ جو
کچھ مانگنا چاہتا ہے۔ قربان جائیے نان بائی کے مانگنے کے۔ نان بائی نے مانگا تو کیا مانگا
نان بائی نے کہا حضور میں جو کچھ مانگوں گا کیا وہ مجھے ملے گا آپ نے فرمایا ضرور ملے گا۔
کیونکہ ہماری زبان نے جو کچھ کہہ دیا ہے وہ ضرور پورا ہو گا انشاء اللہ۔ حضرات آجکل
کا کوئی نوجوان ہوتا تو وہ دنیا کے خزانے مانگتا لیکن نان بائی نے کیا مانگا سنو۔ عرض
کی حضور اگر آپ دینا چاہتے ہیں کچھ مجھے تو آپ مجھے اپنے جیسا بنا دیں۔ اللہ اکبر۔۔۔
خواجہ صاحب نے فرمایا نان بائی تو نے بہت بڑی چیز مانگی ہے۔ چیز بڑی لیکن تیرا برتن چھوٹا
ہے کہیں برتن پھٹ نہ جائے کوئی اور چیز مانگ کیونکہ جو چیز باقی باللہ نے عرصہ دراز محنت

کر کے حاصل کی ہے اور رب سے بڑی مشکل سے مانگ کر لی ہے، تو یوں چند منٹوں میں لینا چاہتا ہے لہٰذا کوئی اور چیز مانگ۔ اس نے کہا یا حضرت آپ نے خود وعدہ فرمایا ہے دینا ہے تو یہی دو یعنی مجھے اپنے جیسا بنا دو۔ باقی رہی میری بات تو اس کی آپ فکر نہ کریں۔ کیوں اس لیے کہ :۔

یہ تو مانا کہ سہہ سکتا نہیں تابِ جمال
رُخ سے پردہ اُٹھا آگے میری تقدیر ہے

حضرت صاحب نے فرمایا اچھا اگر یہ بات ہے تو میرے قریب آ۔ حضرت صاحب نے اس کا بازو پکڑا اور اس کو اپنے کمرے میں لے گئے اور ایسی نظرِ رحمت اور نظرِ ولایت ڈالی کہ سب کچھ اس کو دے دیا جس کا وہ طالب تھا نان بائی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب خواجہ باقی باللہ اور نان بائی باہر نکلے تو مریدین کہتے ہیں کہ ربِ کعبہ کی قسم پتہ نہیں چلتا تھا کہ خواجہ باقی باللہ کون ہے اور نان بائی کون ہے۔ ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن بھی بدل ڈالا۔ شکل و صورت بھی بدل ڈالی۔ فرق اتنا تھا کہ نان بائی بیہوش تھا کیونکہ ایک دم ہی پوری ولایت کی بوتل چڑھا گیا۔ شاعر کہتا ہے :

فکر خرداں ہے نہ مستوں کو خیال روشن ہے
ساقی کوثر کے جام پی پی کے دل مدہوش ہے

تین دن کے بعد وہ نان بائی فوت ہو گیا۔ معلوم ہوا اللہ والے ایک نظر سے انسان کو ولی غوث کے ساتھ شکل و صورت بدلنے کی بھی طاقت رکھتے ہیں خدا کے حکم سے۔ یہ تو تھے اللہ کے ولی۔ اب آؤ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک ملاحظہ ہو دلی کو سُنا ہے اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی شان بے نیازی سنو!

ایک حبشی اور کملی والا صلی اللہ علیہ وسلم

عارف رُومی مولانا عارف رُومی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب

مثنوی شریف میں یہ حدیث پاک روایت کرتے ہیں کہ ایک جنگ کے موقع پر نبی کریم علیہ السلام کی فوج میں پانی ختم ہو گیا۔ حضور علیہ السلام کے سپاہیوں نے اپنے جنرل اپنے قائد اپنے سپہ سالار اپنے آقا اپنے مرشد اپنے پیارے رؤف الرحیم نبی کریم علیہ السلام کی کی بارگاہ میں پانی نہ ملنے کی شکایت کی تو تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکایت سن کر حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دربار میں بلایا۔ حضرت علی دوڑے دوڑے سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا علی۔ عرض کی جی حضور فرمایا یہ سامنے پہاڑ دیکھ رہے ہو۔ عرض کی جی حضور دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا اس پہاڑ کے پیچھے چلے جاؤ۔ ایک حبشی غلام اپنے اونٹوں پر پانی کے مشکیزے لادے لیے اپنے مالک کے پاس جا رہا ہے جاؤ اُس کو پانی سمیت میرے پاس لاؤ تاکہ پانی کی کمی کو دور کیا جائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلتے چلتے اُس پہاڑ کے پیچھے پہنچے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ رب کعبہ کی قسم جس طرح حضور علیہ السلام نے مجھے ایک حبشی غلام کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ اونٹوں پر پانی لادے جا رہا ہے اسی طرح ہو بہو میں نے یہ منظر دیکھا واقعی ایک حبشی پانی لیے جا رہا تھا۔ اللہ غنی قربان جاؤں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک پر۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو تو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں۔ آپ حیران ہوں گے بھلا یہ بات بھی کوئی کر سکتا ہے۔ جی ہاں ایسے ایسے مسلمان بھی ہوئے ہیں اور ان کے پیروکار اب بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں یعنی دیوبندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب نے اپنی کتاب براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ پر یہ لکھا ہے کہ نبی کریم کو تو دیوار کی بھی خبر نہیں استغفر اللہ۔ مسلمانو! اللہ پناہ دے ایسے بُرے عقیدے سے۔ آپ ان کی نہ سنو بلکہ اپنے آقا مولا علی مشکل کشا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سنو۔ وہ فرماتے ہیں رب کعبہ کی قسم جس طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی اسی طرح پوری نکلی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس حبشی غلام کے پاس پہنچے فرمایا اللہ کے بندے یہ پانی کہاں سے لا رہے ہو اور کہاں لے جا رہے ہو وہ بولا حضور میں کل اس وقت یہ پانی لے کر اور مشکیزے بھر کے چلا ہوں اور آج اس وقت یہاں پہنچا ہوں اور اب آج سے چلوں گا تو کل اسی وقت اپنے گاؤں میں پانی لے کر پہنچوں گا۔ مولا علی نے فرمایا کہ پانی تو بہت دور ہے حبشی غلام نے کہا کہ جی حضور دو دن کے راستے پر پانی ہے اور میں جس گاؤں میں رہتا ہوں وہاں ایک رئیس رہتا ہے میں اس کا غلام ہوں بس وہ مجھ سے پانی کا ہی کام لیتا ہے۔ فرمایا چل پھر اپنے آقا کے پاس بعد میں چلنا پہلے میرے آقا کے پاس چل۔ اس حبشی غلام نے کہا آپ کا آقا کون ہے فرمایا میرا آقا جان کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ کے سب سے پیارے رسول ہیں وہ ہیں۔ اس نے کہا میں تو نہیں چلتا۔ مولا علی نے فرمایا، اے حبشی غلام تمھیں پتہ نہیں یہ تمھیں کون کہہ رہا ہے۔ ارے یہ مولا علی کا فرمان ہے تمھیں ضرور چلنا پڑے گا۔ وہ چیختا رہا شور مچاتا رہا روتا رہا لیکن حضرت علی اس کے بازو کو پکڑ کر لے گئے۔ وہ چلاتا رہا کہ لوگو بچاؤ بچاؤ لیکن اس کو کون بچائے جس کو مولا علی پکڑ لے آخر کار حضرت علی اس حبشی غلام کو پکڑ کر نبی کریم کے پاس لے گئے۔ جب اس غلام کی نظر کائنات کے والی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو سب کچھ بھول گیا اونٹ سے اُتر کر کھڑا ہو گیا۔ حیران تھا کہ میں زمین پر ہوں یا آسمان پہ ہوں۔ یہ لوگ انسان ہیں یا فرشتے جو آسمان سے اُترے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ،

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے
تم ہمارے ہم تمہارے ہو گئے۔

نبی کریم علیہ السلام نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اس حبشی غلام کے مشکیزوں سے پانی بھرلو۔ صحابہ کرام نے جب حضور علیہ السلام کا حکم سُنا تو اپنے مشکیزے لے کر دوڑے اور اپنے مشکیزوں کو بھر لیا پیاسوں نے پانی پیا اونٹوں کو پلایا گیا۔ سارے لشکر میں پانی ہی پانی

ہوگیا۔ ایک غلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مشکیزے تو بھر گئے لیکن اس حبشی غلام کے مشکیزے خالی ہو گئے ہیں۔ کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ وہ نبی جو تمہارے برتن بھر سکتا ہے وہ خالی اس کے بھی نہیں رہنے دے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور اپنا دست انور اس حبشی غلام کے مشکیزوں پر رکھا بس بھر گیا تھا۔ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَفُورُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ کَامْثَالِ الْعُیُوْنِ۔ بخاری مسلم مشکوٰۃ ۵۳۲۔ نبی کریم علیہ السلام کی مقدس انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے سبحان اللہ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی جاری ہیں واہ واہ
چشمے پھوٹے انگلیوں سے سیر لشکر ہو گیا
مصطفےٰ کا پنجۂ پُر نور دریا ہو گیا

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس دن حضور علیہ السلام نے مشکیزوں کے کنکشن کو حوض کوثر سے ملا دیا تھا۔ وہاں سے پانی آ رہا تھا سبحان اللہ۔ جب سب لوگوں نے پانی پی لیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابیو تم نے اس سے پانی لیا تم لوگ اس کو روٹی دو۔ سب صحابہ کرام اپنے اپنے خیموں میں تشریف لے گئے اور روٹیوں کے ٹکڑے جمع کر کے ایک تھیلا بھر کے لائے۔ حضرات ذرا سوچو تو سہی وہ بھیک کیسی مزے کی بھیک ہو گی جس میں صدیق و فاروق و عثمان علی پاک کے ٹکڑے جمع ہوں گے کالے رنگ والا حبشی غلام حیران تھا کہ یہ سب کیسے ہو گیا ہے۔ اس غلام نے عرض کی حضور آپ کون ہیں اور آپ کا نام کیا ہے تو کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میرا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر فرمایا کہ اے غلام اپنا مشکیزہ لے لو اور دیکھ لو ایک قطرہ بھی پانی کم نہیں ہوا۔ ہم نے اپنے رب کے فضل سے

پانی لے لیا ہے اور تجھے روٹی بھی دیتے ہیں یہ لے لو اور جاؤ۔ حبشی غلام بولا اب جاؤں کہاں؟ کیا بُلا کے نکالتے ہو۔ میں نے سُنا تھا کریم دروازے پر بُلا کر کسی کو نکالا نہیں کرتے۔ مجھے خبر نہیں کہ میں کون ہوں، نہ خبر کہ کہاں رہتا ہوں، نہ خبر کہاں سے آیا ہوں اللہ غنی۔ ایک شاعر اس کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

اک ماہِ مدن، گورا سا بدن نیچی نظریں کل کی خبریں،
دکھلا کے پھبن وہ مُسکا کے سخن مورا لوٹ گئے سب تن من دھن

حضور علیہ السلام نے فرمایا تم چاہتے کیا ہو عرض کی یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کلمہ پڑھاؤ۔ وہ کلمہ پڑھ کے مُسلمان ہو گیا تو رحمت دو عالم کی رحمت جوش میں آگئی اور فرمایا مانگ جو تیرے دل میں آئے۔ میں محمد تمھیں عطا کر دوں گا تو اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں دنیا نہیں مانگتا، تخت و تاج نہیں مانگتا، مجھے سونے چاندی کے خزانوں کی ضرورت نہیں۔ کملی والے آقا نے فرمایا کیا مانگتا ہے تو گویا اس نے عرض کی کہ:

میں نئیں منگدا تخت حکومت میں نئیں منگدا شاہی
راضی رئے بس میرے اُتّے کملی والا ماہی

یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بس آپ کی رضا مانگتا ہوں۔ فرمایا میں راضی ہوں لیکن تو بھی مانگ کر اپنے دل کو خوش کر لے۔ عرض کی آقا اگر دینا چاہتے ہو تو پھر میں کالا ہوں مجھے گورا بنا دو۔ میں سیاہ ہوں مجھے سفید کر دو۔ میں بدصورت ہوں مجھے خوب صورت بنا دو۔ اللہ غنی۔ فرمایا اچھا تو آؤ میرے کمبل میں آجاؤ۔ نبی کریم نے اس حبشی کو اپنے نورانی کمبل میں لے لیا اور پھر سینے سے لگا لیا۔ قربان جائیں جس کا سینہ کملی والے آقا کے سینے سے لگے اس کی کیا شان ہو گی۔ جب حضور علیہ السلام نے اس حبشی کو سینے سے لگایا تو کیا معلوم داتا نے کیا دیا اور نہ معلوم بھکاری حبشی نے کیا لیا۔ کچھ دیر کے بعد کمبل شریف سے نکالا تو وہ کالا حبشی چاند جیسا حسین و جمیل بن گیا۔

صورتیں مورتیں :

حضرات گرامی آپ غور فرمائیں کہ تمام نسل انسانی کی شکلیں صورتیں مورتیں سب اللہ تعالیٰ ہی کی بنائی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود اپنی لاریب اور سچی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ۔ وہ ذات یعنی اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمہاری صورتیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں بناتا ہے جیسی کہ وہ چاہے۔ یہ گورے کالے یہ سیاہ اور سفید، یہ بدصورت اور خوب صورت۔ سب اسی کے بنائے ہوئے ہیں جس کو چاہے کالا بنا دے کوئی دوسرا اس کو گورا نہیں بنا سکتا جس کو خدا بدصورت بنا دے کوئی دوسرا اس کو خوب صورت نہیں بنا سکتا لیکن خدائے ذوالجلال نے اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ السلام کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں جسے کالا بنا دوں تو اسے گورا بنا سکتا ہے میں جسے بدصورت بنا دوں تو اسے خوب صورت بنا سکتا ہے۔ میں جسے کالا بنا دوں تو اسے سفید کر سکتا ہے سبحان اللہ یہ شان ہے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ شاعر اہلسنت محمد اعظم چشتی نے کتنا پیارا منظر کھینچا۔ اعظم صاحب لکھتے ہیں کہ :

دیکھن نوں اوہ ساڈے ورگا پر آپیں کدوں اس مل دے
پتھر لعل دے بھائیں وکدے پھل کنڈیاں نال نہ تلدے
جہڑے راز حضور تے کھلے اوہ ہر اک تے نئیں کھلدے
اعظم اوہ عرشاں تے پھردا اسیں گلیاں دے وچ رلدے

حبشی غلام کی واپسی :۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ نبی کریم علیہ السلام نے جب اس حبشی غلام کو کمبل شریف سے نکالا تو وہ حسین و جمیل چاند سے مکھڑے والا بن گیا۔ اب حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے حبشی غلام اب تجھے ہم بھیجتے ہیں جا۔ بولا بہت اچھا۔ اپنے اونٹوں کو لے کر روانہ ہو گیا۔

اُدھراس کے مالک کو بڑی فکر لاحق ہُوئی کہ غلام نے اتنی دیر کیوں لگادی ہے۔جب یہ غلام یہاں سے فارغ ہو کر اپنے شہر پہنچا تو اس کا مالک اور دُوسرے لوگ اس کی تلاش میں شہر سے باہر آئے ہُوئے تھے۔ انھوں نے دُور سے دیکھا کہ یہ اونٹ تو ہمارے ہیں مشکیزے بھی ہمارے ہیں مگر یہ آدمی کوئی اور معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہمارا غلام حبشی تھا یہ رُومی ہے وہ کالا تھا یہ گورا ہے۔ وہ بدصورت تھا یہ خوب صورت ہے۔ وہ سیاہ تھا یہ سفید ہے وہ لوگ سمجھنے لگے کہ یہ کوئی چور لیٹرا ڈاکو ہے جس نے ہمارے غلام کو مار دیا ہے اور ہمارے اونٹوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ سمجھ کر لوگ لاٹھیاں ڈنڈے لے کو اس غلام کو مارنے بھاگے جب وہ ڈنڈے لے کر قریب آئے تو غلام چیخنے لگ گیا اور کہنے لگا۔ او گاؤں والو تم مجھے مارنے پر تُلے ہوئے ہو۔ وہ لوگ کہنے لگے تم ہو کون اور ہمارا غلام جو یہ اونٹ اور مشکیزے لے کر گیا تھا اس کو کہاں غائب کر آئے ہو۔ غلام بولا ارے میں ہی تمھارا غلام ہوں تمھیں یاد نہیں پرسوں یعنی آج سے دو دن پہلے میں یہاں سے پانی لینے گیا تھا۔ مجھ سے اپنے گھر کے سارے کے سارے حالات پوچھ لو اور پورے گاؤں کے لوگوں کے نام دریافت کر لو وہ بولے کہ تعجب ہے کہ تُو باتیں تو ہمارے غلام جیسی کرتا ہے مگر شکل و صورت میں بالکل اس کے خلاف ہے کیونکہ اس کا رنگ کالا تھا تو گورا ہے۔ اس کے ہونٹ نیلے تھے تیرے ہونٹ موتیوں جیسے اس کے دانت بڑے بڑے تھے تیرے دانت چنبیلی سے بھی خوب صورت، اس کی ناک پھیلی ہوئی تھی تیری ناک تلوار کی دھار جیسی' تو رُومی ہے وہ حبشی۔ یہ معمہ یہ حیران کن مسئلہ کیسا۔ غلام نے کیا جواب دیا۔ مولانا روم فرماتے ہیں:

ناگہاں آں مغیث ہر دو کون	مصطفٰے پیدا شدہ از بہر عون
صدر را دیدم دیدرے گشتہ ام	صاحب فضلے و قدرے گشتہ ام
صبغتہ اللہ ہست رنگ خم او	ہستیا یک رنگ گردد اندر اوُ

بات یہ ہے کہ میں تھا تو حبشی مگر پانی لے کر آرہا تھا کہ مجھے راستے میں صدر العلیٰ کہف الوریٰ سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے جن کے پاس توحید کی نہر تھی جس میں لوگوں کو غوطہ دے کر کسی کو صدیق اکبر بناتے تھے کسی کو فاروق اعظم بناتے تھے کسی کو عثمان غنی بناتے تھے کسی کو حیدرِ کرار بناتے تھے اس آقا نے مجھے بھی اس توحیدی رنگ میں غوطہ دیدیا ہے جس سے میرا کالا دل تو روشن ہوہی گیا صورت بھی گوری ہو گئی اللہ تعالیٰ اس غلام کے طفیل ہمارے بُرے رنگ بھی بدل دے آمین ثم آمین۔ دیکھیں نبی کریم علیہ السلام نے ایک ہی نظر سے اس حبشی کو اللہ کا مقبول بنادیا کہ نہیں، اللہ غنی، حضرات گرامی بات کہاں سے چلی۔ بات یہ ہو رہی تھی کہ یہ اللہ والے اپنی نظر پاک کے ایک اشارے سے انسان کو اللہ کا مقبول محبوب بنا تو سکتے ہیں، لیکن یہ قانون نہیں ہے۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بنایا ہے کہ بچہ باپ کے بغیر پیدا نہیں ہوگا یہ اسکا قانون ہے۔ اب آؤ ذرا یہ بھی ملاحظہ فرماؤ کہ خدا باپ کے بغیر بھی بچہ پیدا کر سکتا ہے کہ نہیں۔ خدائے ذوالجلال و برتر کا پیارا قرآن پڑھیے۔

اللہ کا قانون اور اس کی قدرت:۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے تیسرے پارے میں حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ مفسرین کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنی اپنی تفسیروں میں لکھا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے والد ماجد جن کا نام حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا اور آپکی والدہ ماجدہ جن کا نام حضرت حنّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا۔ حضرت حنّہ کی ایک بہن تھی جن کا نام حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا۔ حضرت ایشاں کا نکاح حضرت ذکریا علیہ السلام جو اللہ کے نبی تھے ان سے ہوا ہوا تھا۔ حضرت عمران کی بیوی حضرت حنّہ سے کافی عرصہ تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ خدا کی شانِ بے نیازی ہے کسی کو اولاد دیتا ہے کسی کو نہیں۔ کسی کو لڑکا دیتا ہے کسی کو لڑکی۔ کسی کو دونوں چیزوں سے نوازتا ہے۔ کسی کو بالکل محروم کر دیتا ہے یہ اس کی بے پرواہی ہے۔ میاں مالک جو ہوا جو چاہے جو کرے خود فرماتا ہے لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، اللہ ہی کے لیے

بادشاہی آسمانوں زمینوں کی یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ۔ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے۔ یَھَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ۔ بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے بچیاں اور عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے فرزند۔ اَوۡ یُزَوِّجُھُمۡ ذُکۡرَانًا وَّ اِنَاثًا وَّیَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا۔ یا ملا جلا کر دیتا ہے انہیں بیٹے اور بیٹیاں اور بنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ۔ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ۔ بے شک وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ (پ ۲۵۔ رکوع ۵۔ آیت ۴۸)۔

معلوم ہوا بچے بچیاں دینا اسی کی شان بے نیازی ہے۔ کیا خوب نقشہ کھینچا ہے شاعر نے :۔

اِکناں نوں ربّ اتنا دیوے تے بس بس کرن زبانوں
اِکناں دا اوہ نام مکاوے تے خالی جان جہانوں

یہاں تک کہ حضرت حنّہ اور حضرت عمران پر بڑھاپا آ گیا اور مایوسی ہو گئی۔ یہ اللہ کے محبوبوں اور مقبولوں کا خاندان تھا اور یہ سب لوگ اللہ کے ولی تھے۔ ایک روز حضرت حنّہ نے ایک درخت کے سایہ تلے ایک چڑیا کو دیکھا جو اپنے بچے کو پیار و محبت سے دانہ کھلا رہی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت حنّہ کے دل میں اولاد کا شوق پیدا ہوا اور بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ اے ربِ کائنات اگر تو نے مجھے اولاد عطا فرمائی تو میں پہلے بچے کو تیرے مقدّس اور نورانی گھر کا خادم بناؤں گی اور بیت المقدس کے لیے اسے وقف کر دوں گی۔ حضرت حنّہ کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت سے سرفراز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اس بات کو نقل فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: اِذۡ قَالَتِ امۡرَاَتُ عِمۡرٰنَ رَبِّ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَکَ مَا فِیۡ بَطۡنِیۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ۔ جب عرض کی حضرت عمران کی بیوی حضرت حنّہ نے، اے میرے ربّ میں نذر مانتی ہوں تیرے لیے جو میرے شکم میں ہے سب کاموں سے آزاد کر کے سو قبول فرما لے یہ نذرانہ مجھ سے۔ بیشک تو سننے والا جاننے والا ہے۔ جب حضرت حنّہ

حاملہ ہوئیں تو انھوں نے نذر مان لی تو آپ کے شوہر حضرت عمران نے فرمایا کہ یہ تم نے کیا کیا اگر اللہ پاک نے لڑکی دے دی تو وہ اس قابل کہاں حضرت ذکریا علیہ السلام کے زمانہ پاک میں لڑکوں کو تو بیت المقدس کی خدمت کے لیے لوگ وقف کرتے تھے لیکن لڑکیوں کو عوارض نسوانی کی وجہ سے مردوں کے ساتھ نہیں رہ سکتی تھیں۔ ابھی حضرت حنّہ کے ہاں بچہ پیدا ہی نہیں ہوا تھا کہ حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت حنّہ کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ اللہ کے فضل سے ایسی لڑکی پیدا ہوئی جو لڑکوں سے بھی زیادہ شان والی تھی۔ یہ صاحبزادی جب پیدا ہوئیں تو ماں نے اس بچّی کا نام رکھا مریم۔ مریم کے معنی ہیں عابدہ اور خادمہ۔ حضرت حنّہ کی نذر اللہ نے قبول فرمالی تو حضرت حنّہ نے بڑے افسوس کا اظہار کیا کہ یا اللہ میں نے تو سوچا تھا کہ ہونے والا بچہ لڑکا ہوگا میں اسے تیرے مقدس گھر کا خادم بنا دوں گی لیکن مولا یہ تو لڑکی پیدا ہو گئی ہے اب کیا بنے گا غیب سے آواز آئی کہ اے حنّہ یہ لڑکی کوئی معمولی لڑکی نہیں۔ یہ لڑکی اس زمانے کے تمام لوگوں کی سردار لڑکی ہے ہم نے اس کو بڑی شان عطا فرمائی ہے۔ اے حنّہ بیت المقدس کے لیے وقف کرنا تیرا کام ہے اس کی رکھوالی کرنا ہمارا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اس حقیقت کو ظاہر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے :

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔

پھر جب حضرت حنّہ نے اس بچّہ کو جنا تو حیرت و حسرت سے بولی اے ربّ! میں نے جنم تو دیا ایک لڑکی کو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اس نے جنا اور نہیں تھا لڑکا جس کا وہ سوال کرتی تھی اس لڑکی کی مانند حضرت حنّہ نے کہا میں نے اس کا نام رکھا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔

بیت المقدس اور حضرت مریم علیہا السّلام

حضرت حنّہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اور اپنی نذر کو پورا کرتے ہوئے اپنی بچی حضرت مریم علیہا السّلام کو کپڑے میں لپیٹا اور لے کر بیت المقدس پہنچ گئیں۔ اس زمانے میں بیت المقدس کے احبار یعنی خدام بیت المقدس کی خدمت کرنے والے ان کی تعداد ۲۷ تھی۔ یہ تمام احبار خدام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور ان سب کے سردار حضرت زکریا علیہ السلام تھے جو رشتے میں حضرت مریم کے خالو بھی لگتے تھے اور حضرت مریم علیہا السلام کے والد حضرت عمران اپنی زندگی میں ان سب کے امام ان سب کے سردار تھے۔ حضرت عمران کی وفات کے بعد حضرت زکریا علیہ السلام سردار بنے تھے۔ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ ماجدہ حضرت حنّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی مقدس اور نورانی بیٹی کو لے کر بیت المقدس کی خدمت کے لیے پہنچی تو تمام احبار یعنی خدام اکٹھے ہو گئے۔ حضرت حنّہ نے فرمایا' اے ربّ کائنات کے مقدس گھر کے خدمت گزارو' میں نے اس بچّی کی ولادت سے پہلے اللہ کی بارگاہ میں یہ منّت مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو کوئی بچّی یا بچّہ عطا فرمایا تو میں اسے اللہ کے مقدس گھر بیت المقدس کے لیے وقف کر دوں گی۔ لہٰذا میں اسے لے آئی ہوں۔ اب اسے خدا کے حوالے کرنا چاہتی ہوں۔ جب بیت المقدس کے خدّام نے یہ بات سنی تو ہر خادم کی یہ تمنّا تھی کہ یہ لڑکی مجھے ملے میں اس کی پرورش کروں کیونکہ ایک تو یہ اللہ کی خاص رحمت سے اللہ نے انھیں عطا فرمائی ہے دوسرا اس لیے کہ یہ لڑکی ہمارے امام ہمارے سردار حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر ہے اس لیے ہر خادم آگے بڑھا لیکن حضرت سیّدنا زکریا علیہ السلام نے فرمایا' اے اللہ کے مقدس گھر کے خادمو' میں اس لڑکی کو پالوں گا اس لیے کہ یہ لڑکی میری بھتیجی بھی لگتی ہے۔ میں مریم کا خالو بھی لگتا ہوں۔ لہٰذا سب سے زیادہ حق میرا بنتا ہے۔ خدّام نے حضرت زکریا علیہ السلام سے عرض کی' حضور

بات آپ کی بالکل درست ہے لیکن ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ ہمیں اس رحمت سے کچھ حصہ نہ ملے۔ اگر آپ لینا ہی چاہتے ہیں تو قرعہ اندازی کر کے دیکھ لیں۔ سب خدام کا نام اور آپ کا نام حضرت مریم علیہا السلام کے نام پر ڈالتے ہیں جس کے نام پر قرعہ نکلا لڑکی وہی پالے گا۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ بات منظور فرمالی۔ قرعہ نکلا تو کیا نکلا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام ایک مرتبہ نہیں تین مرتبہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام ہی قرعہ نکلا۔ تمام خدام راضی ہو گئے۔ حضرت زکریا نے حضرت مریم علیہ السلام کو گود میں اٹھالیا اور بیت المقدس کے محراب کے ساتھ ایک کمرہ بنوایا اس میں حضرت مریم کی پرورش ہونے لگی۔ حضرت مریم علیہا السلام کی یہ کرامت تھی کہ آپ ایک دن میں اتنی بڑی ہوتیں جتنا دوسرا بچہ سال بھر میں بڑا ہوتا ہے۔ اللہ غنی۔ اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ حضرت مریمؑ نے کسی عورت کا دودھ بھی نہیں پیا بلکہ حضرت زکریا علیہ السلام آپ کو اپنے کمرے میں بند کر کے باہر سے تالہ لگا جاتے۔ جب حضرت زکریا واپس تشریف لے آتے تو کیا دیکھتے ان کے پاس رنگ برنگے طرح طرح کے بے موسم پھل موجود ہوتے ایک روز حضرت زکریا علیہ السلام نے پوچھا بیٹی مریم یہ پھل تمھیں کہاں سے ملتے ہیں؟ تو حضرت مریمؑ اشارہ کرتیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں قرآن پاک اس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے تیسرے سپارے میں ارشاد فرماتا ہے،

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا جب کبھی بھی جاتے مریم کے پاس زکریا اس کی عبادت گاہ میں تو موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں۔ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا۔ ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ اے مریم یہ رزق تمہارے لیے کہاں سے آتا ہے۔ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ حضرت مریم نے جواب دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے

بے حساب۔ اللہ اللہ۔ جب بھی حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس جاتے تو ان کے ہاں طرح طرح کے پھل رکھے پاتے۔ گرمی کے پھل سردی میں اور سردی کے پھل گرمی میں ہوتے تھے۔ حضرت زکریا نے جب یہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت مریم کے پاس بے موسم پھل بھیج سکتا ہے تو وہ ذات پاک اس بات پر بھی قادر ہے کہ میری بانجھ بیوی کو نئی تندرستی دے اور مجھے بڑھاپے کی عمر میں تمام اُمیدیں ختم ہونے کے بعد بھی بچہ عطا فرماتے بس یہی آنا تھا کہ حضرت زکریا نے حضرت مریم کے پاس کھڑے ہو کر دُعا مانگی۔ اللہ کا قرآن آج بھی اس دعا کی گواہی دے رہا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا، هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ۔ وہیں کھڑے ہو کر دُعا مانگی حضرت زکریا نے اپنے رب سے عرض کی' اے میرے ربّ عطا فرما مجھ کو اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے دُعا کا چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگنے کا یہ اثر ہوا کہ فوراً جبرائیل امین حاضر ہوتے آکر حضرت زکریاؑ کو ایک پیارے بچے کی خوشخبری سنائی جس کا نام حضرت یحییٰ علیہ السلام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ۔ پھر آواز دی ان کو فرشتوں نے جب کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اپنی عبادت گاہ میں کہ بے شک اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے کہ آپ کو یحییٰ علیہ السلام کی جو تصدیق کرنے والا ہوگا اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی اور سردار ہوگا اور ہمیشہ عورتوں سے بچنے والا ہوگا اور نبی ہوگا صالحین سے۔

اللہ والوں کے قدم؛

حضرات گرامی قرآن پاک کی ان آیات سے معلوم ہوا کہ جہاں کسی اللہ والے کے قدم

لگ جائیں وہ جگہ متبرک بن جاتی ہے اور اس جگہ میں یہ تاثیر پیدا ہو جاتی ہے کہ وہاں
کھڑے ہو کر جو بھی دُعا مانگی جائے اللہ قبول فرماتا ہے۔ اس لیے حضرت زکریاؑ نے
ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ کے مطابق وہاں کھڑے ہو کر دعا مانگی جہاں حضرت
مریم علیہا السلام بیٹھی تھیں۔ گویا حضرت مریم کے قدموں کی برکت سے وہ قطعۂ زمین
ایسا مبارک بن گیا تھا کہ وہاں جو بھی دُعا مانگو قبول ہوتی تھی ورنہ حضرت زکریا نے وہی
جگہ دُعا کے لیے کیوں منتخب فرمائی۔ بے شک ساری زمین اللہ کی ہے مگر وہ زمین اللہ کو بھی
بڑی پیاری لگتی ہے جہاں اللہ والوں کے نورانی قدم لگ جاتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
ولی کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگنا سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور وہاں دعا زیادہ مقبول
ہوتی ہے خواہ زندہ ولی ہو یا ولی کا مزار ہو ولی مزار کے اندر تشریف فرما ہو۔ اسی طرح ہم
سنی لوگ جو داتا صاحب لاہوری کے مزار پہ یا خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارات
پر حاضری دیتے ہیں دعائیں مانگتے ہیں یہ بھی انہی آیات سے ثابت ہے یا درکھو جس
آدمی نے گاڑی پر چڑھنا ہو تو اسے اسٹیشن پر جانا پڑے گا یہ نہیں کہ لائن پر کھڑا ہو جائے
اگر لائن پر ساری عمر کھڑا رہے تو وہ کبھی گاڑی پر سوار نہیں ہو سکتا یعنی سوار ہونے کے لیے
اسٹیشن پر جانا ضروری ہے کیونکہ گاڑی گزرتی تو پوری لائن پہ سے ہے لیکن چڑھے گا وہی
جو ریلوے اسٹیشن پر پہنچے گا اسی طرح خدا کی رحمت کے دھارے چلتے تو پوری دُنیا پر
ہیں مگر خدا کی رحمت ملتی ہے تو اسٹیشن پر اور خدا کی رحمت کے اسٹیشن یہی ان اللہ والوں
کے آستانے ہیں اور مرکز اللہ کی رحمت کا کائنات کے والی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم
کا مزار پاک ہے۔ اللہ غنی۔ شاعر کہتا ہے:

منگتے کا ہاتھ اُٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

حضرت مریم اور حضرت جبرائیل علیہما السلام

حضرت مریم جب جوان ہوئیں تو ایک روز گوشۂ تنہائی میں مصروف عبادت تھیں
اچانک کیا دیکھا ایک تندرست اور خوبرو نوجوان ان کے بالکل قریب کھڑا ہے۔ آپ یہ
خیال کر کے گھبرا گئیں کہ اس کی نیت اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ فوراً اس کو خدائے ذوالجلال
کا واسطہ دیا اور دست درازی سے روکا۔ حضرات وہ نوجوان جو خوبرو بن کے حضرت مریمؑ
کے پاس آیا تھا جانتے ہو وہ کون تھا وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اللہ تعالیٰ قرآن
پاک کے سولہویں پارے میں ارشاد فرماتا ہے: فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ
لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ پھر ہم نے بھیجا حضرت مریم کی طرف حضرت جبرائیل کو۔ پس
وہ ظاہر ہوا اس کے سامنے تندرست انسان کی صورت میں۔ جب حضرت مریم نے
حضرت جبرائیل کو بشری شکل میں دیکھا تو بول پڑی: قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ
مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا؛ حضرت مریم نے کہا کہ میں پناہ مانگتی ہوں رب رحمٰن کی تجھ
سے اگر تو پرہیزگار ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریمؑ کی گفتگو سن
کر جواب دیا: قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا۔
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے مریم گھبرانے کی ضرورت نہیں میں کوئی عام انسان
نہیں بلکہ میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ایک نمائندہ ہوں۔ حضرت مریم نے فرمایا کہ تمہارا
نام کیا ہے۔ فرمایا مریم میرا نام جبرائیل ہے۔ فرمایا میرے رب نے تمھیں کیوں بھیجا ہے تم
یہاں کیسے آئے ہو۔ حضرت جبرائیل نے جواب دیا کہ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا۔
کہ اے مریم میں تمھیں ایک پاکیزہ صاف ستھرا لڑکا دینے آیا ہوں۔ حضرت مریم نے
سنا تو حیران ہو گئیں کہ ایک پریشانی سے جان چھڑائی دوسری پریشانی نے آکر دامن
پکڑ لیا جو پہلے سے بھی زیادہ خوفناک تھی جو پہلے سے بھی زیادہ ڈراؤنی تھی۔ حضرت
مریم نے کیا فرمایا۔ اللہ کا قرآن فرماتا ہے: قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ

یَمۡسَسۡنِیۡ بَشَرٌ وَّلَمۡ اَکُ بَغِیًّا ۔ حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا کہ اے
جبرائیل مجھے بچہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ مجھے کسی بشر نے نہیں چھوا اور نہ ہی میں
بدکار ہوں۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا کہ قَالَ کَذٰلِکِ ۔ اے مریم جو کچھ تو نے کہا
ہے بالکل ٹھیک ہے۔ نہ تجھے کسی بشر نے چھوا ہے نہ ہی تو بدکار۔ یہ باتیں بالکل درست
ہیں بالکل بجا ہیں۔ حضرت مریم نے فرمایا تو پھر کیسے بچہ مجھے ہو سکتا ہے۔ سبحان اللہ
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: قَالَ رَبُّکِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ ۔ کہ اے مریم
یہ میں نہیں کہتا بلکہ تیرے پیارے رب نے فرمایا ہے کہ یوں بچہ دینا یعنی بغیر مرد کے
چھوئے۔ یہ دنیا والوں کے لیے تو مشکل ہے لیکن خدا کے لیے ایک معمولی بات ہے اللہ غنی
حضرت مریم علیہا السلام نے عرض کی کہ اے خالق کائنات تو اسی طرح کیوں مجھے بچہ دیتا
ہے تو خدا کی طرف سے جواب آیا۔ وَلِنَجۡعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحۡمَةً مِّنَّا وَ
کَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا ۔ کہ اے مریم یہ بچہ ہم اس لیے تمھیں دے رہے ہیں تاکہ اس بچے
کو ہم بنائیں اپنی قدرت کی نشانی لوگوں کے لیے اور سراپا رحمت اپنی طرف سے اور یہ
ایسی بات یہ ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ جب حضرت مریم علیہا السلام نے یہ خدائے
ذوالجلال کا فرمان سنا تو فرمانبردار بندیوں کی طرح نیاز جبین خدا کے حکم کے سامنے جھکا
لیں۔ ادھر حضرت جبرائیل نے خدا کی قدرت سے حضرت مریم کے کرتے کے گریبان میں
پھونک مار دم کر دیا۔ حضرت جبرائیل کا پھونک مارنا ہی تھا کہ حضرت مریم حاملہ ہو گئیں۔
اس وقت حضرت مریم کی عمر مبارک تیرہ یا بیس سال کی تھی۔ سب سے پہلے جس شخص کو حضرت
مریم کے حمل کا علم ہوا وہ ان کا چچا زاد بھائی یوسف نجار تھا جو کہ بیت المقدس کا خادم تھا
اور بہت بڑا زاہد عابد متقی شخص تھا اس کو جب معلوم ہوا کہ حضرت مریم حاملہ ہیں تو
بڑا تعجب ہوا بڑا حیران ہوا دل میں خیال ہوا کہ ان پر تہمت لگاؤں لیکن جب مریم کی
عبادت زہد تقویٰ اور ہر وقت بیت المقدس میں حاضر رہنا کسی وقت بھی غائب نہ ہونا

یاد آتا تو یہ بات سوچ کر خاموش ہو جاتا اور حمل کا خیال کرتا تھا تو ان کو بری مشکل نظر آتا تھا۔ بالآخر ایک دن اس یوسف نجار نے حضرت مریم سے کہا کہ اے مریم میرے دل میں ایک بات اُبھرتی ہے کوشش بڑی کی ہے کہ زبان پر نہ آنے پائے لیکن میں اس کو زبان پر لانے کے لیے مجبور ہو چکا ہوں اور اب صبر نہیں آتا جب تک وہ بات آپ سے پوچھ نہ لوں۔ حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا کہ اے یوسف بھائی! تمھیں اجازت ہے وہ بات زبان پر لاؤ اور پوچھو تاکہ تمھارے دل کو تسلّی ہو جائے تمہارا وہم دور ہو جائے۔ یوسف نجار نے کہا کہ اے بہن مریم مجھے یہ بتا کہ کیا کھیتی کبھی بغیر بیج اور درخت بغیر بارش کے اور بچہ بغیر باپ کے پیدا ہو سکتا ہے؟ سبحان اللہ کتنا پیارا اور نفیس طریقے سے سوال کیا اور پوچھا۔ آج کل کا کوئی جاہل انسان ہوتا تو فوراً الزام تراشی شروع کر دیتا لیکن قربان جاؤں یوسف نجار کے سوال پر۔ بات بھی اپنی ظاہر کر دی اور وہم بھی اپنا دور کر لیا۔ حضرت مریم علیہا السلام نے جب یہ سوال سُنا تو آپ نے فرمایا کہ اے یوسف بھائی ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ یعنی کھیتی بغیر بیج کے اور درخت بغیر بارش کے اور بچہ بغیر باپ کے پیدا ہو سکتا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو سب سے پہلے کھیتی پیدا فرمائی وہ بغیر بارش کے تھی۔ اسی طرح جو سب سے پہلے درخت اگایا وہ بھی بغیر بارش کے اگایا۔ حضرت مریم نے پھر فرمایا کہ اے یوسف نجار تو اس بات پر یقین نہیں رکھتا کہ وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ پانی اور بیج کے بغیر درخت اگائے۔ یوسف نجار نے کہا کہ اے بہن مریم، میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور میرا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ پاک تو صرف کُن کا اشارہ فرماتا اور فَیَکُوْنُ کام خود بخود ہو جاتا ہے۔ جب یوسف نجار نے حضرت مریم علیہا السلام کو یہ پیارا جواب دیا تو حضرت مریم علیہا السلام نے پھر ایک سوال کیا کہ اے یوسف بھائی کیا تجھے معلوم

نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی حضرت حوا علیہا السلام ان دونوں کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا۔ حضرت مریم علیہا السلام کے اس پیارے پیارے کلام سے یوسف نجار کے تمام خیالات اور شبہات دُور ہو گئے۔ اب یوسف نجار بغیر کسی وہم و گمان کے بیت المقدس کی خدمت کرنے لگے۔

حضرت مریم علیہا السلام اور عیسٰی علیہ السلام :۔

ادھر حضرت مریم علیہا السلام حمل کے سبب بہت کمزور ہو گئی تھیں کیونکہ ولادت کے آثار قریب آ چکے تھے۔ حضرت مریم بڑی پریشان ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف الہام فرمایا۔ (یعنی دل میں یہ بات ڈال دی) کہ اے مریم اب اپنے شہر میں تمھیں رہنے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا بیت المقدس سے نکل کر دور جنگل میں چلی جاؤ۔ چنانچہ حضرت مریم نے خدا کے حکم کے مطابق اپنے شہر ایلیا (یعنی بیت المقدس) کو چھوڑا اور ایلیا سے دس کلو میٹر دور ایک جنگل میں چلی گئیں۔ اس جنگل کا نام بیت اللحم تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے سولھویں پارے میں ارشاد فرماتا ہے: فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا۔ حضرت مریم حاملہ ہو گئیں حضرت عیسٰی علیہ السلام سے۔ پھر وہ چلی گئیں اس بچے کو لے کر شکم میں کسی دُور جگہ یعنی بیت اللحم آ گئیں۔ جب حضرت مریم اس جنگل بیت اللحم میں پہنچیں تو بچے کی ولادت کا وقت قریب آ گیا۔ زہ کا درد شروع ہو گیا تو حضرت مریم ایک سوکھی ہوئی کھجور کے تنے کی اوٹ میں آ گئیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ۔ پس لے آیا حضرت مریم کو دردِ زہ ایک سوکھی ہوئی کھجور کے تنے کے پاس۔ اس کھجور کا درخت بالکل خشک ہو چکا تھا۔ ادھر جنگل بیابان ہے جہاں نہ پانی ہے نہ غذا ہے اور نہ کچھ اور کھانے کی کوئی چیز موجود ہے۔ ایسی جگہ پہنچ کر آپ نے خشک کھجور کے درخت

کی جڑ سے ٹیک لگائی۔ ادھر وضع حمل کی تکلیف ہے کوئی دایہ پاس نہیں اور سر چھپانے کے لیے کوئی جھونپڑا نہیں اور یہ احساس بھی تیز تر ہو گیا کہ اب تک لوگوں کی نظروں میں تو چھپی رہی ہوں اور اب بچہ پیدا ہو گیا تو اسے کہاں چھپاؤں گی۔ اور لوگوں کو کیا منہ دکھاؤں گی رشدت بیچارگی و درماندگی میں الفاظ زبان پر آہی گئے، قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا۔
حضرت مریم علیہا السلام نے اپنا نورانی سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے خالق کائنات کاش میں مر گئی ہوتی اس سے پہلے اور بالکل فراموش کر دی گئی ہوتی۔ حضرت مریم علیہا السلام کی یہ گفتگو سن کر رب کائنات کے حکم سے حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دلاسہ دیتے ہوئے اس وادی کے نیچے سے آواز دی کہ اے مریم غم نہ کرو۔ یہ دیکھو تیرے لیے تیرے رب نے ایک خشک ندی میں پانی جاری کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے، فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا۔ پس پکارا حضرت مریم کو ایک فرشتے (جبرائیل) نے حضرت مریم کے قدموں کے نیچے سے کہ اے مریم غمزدہ نہ ہو۔ جاری کر دی ہے تیرے رب نے تیرے نیچے سے ایک نہر۔ وہ نہر کیسے جاری ہوئی حضرت مریم علیہا السلام کے قدموں کے نیچے سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ نے اپنی نورانی ایڑی زمین پر ماری تو آپ کے قدموں کی برکت سے ایک ٹھنڈا اور شیریں پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ یہ اللہ نے حضرت مریم علیہا السلام کے لیے پینے کا انتظام فرمایا اور کھانے کا کیا بندوبست فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:
وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مریم اس سوکھی ہوئی کھجور کو ہلاؤ گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی

کھجوریں۔ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۔ اے ہماری پیاری بندی مریم میٹھی میٹھی کھجوریں کھاؤ اور ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیو اور اپنے فرزندِ ارجمند کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرو حضرت مریم علیہا السلام نے عرض کی کہ اے خالق کائنات تیرا حکم بالکل ٹھیک ہے۔ میں اس جنگل میں تو پانی بھی پی لوں گی کھجوریں بھی کھالوں گی اپنے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر اپنی آنکھیں بھی ٹھنڈی کرلوں گی لیکن مولا کریم اگر میں بچے کو لے کر اپنے شہر گئی اور لوگوں نے پوچھا تو کیا جواب دوں گی۔ وہاں پر کیا بنے گا اگر لوگوں نے مجھ پر برائی کا الزام لگایا تو کیا بنے گا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا ۔ پھر اگر تم دیکھو کسی آدمی کو۔ یعنی اگر کوئی شخص تیری گود میں بچہ دیکھ کر تم پر زبان دراز کرنے لگے تو تمھیں اپنا دفاع کرنے اور بولنے کی ضرورت نہیں، تم خاموش رہنا اور کہنا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا ۔ پس اشارے سے کہہ دینا کہ میں نے نذر مانی ہے رحمٰن کے لیے خاموشی کے روزہ کی پس میں آج کسی انسان سے گفتگو نہیں کروں گی یعنی اے مریم اشارے سے انھیں اپنے روزے کا بتا دینا کیونکہ اس زمانے میں چپ کے روزے میں بولنا حرام ہوتا تھا۔ یاد رکھو حضرت مریم علیہا السلام کے دین میں چپ کا روزہ بھی ہوتا تھا مگر یہ روزہ ہماری شریعت میں منسوخ ہے۔ آج ہم میں سے کوئی چپ کا روزہ نہیں رکھ سکتا۔ اللہ اکبر۔ حضرات گرامی جب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے تورات کا وقت تھا مگر جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ کو کوئی خون اور غلاظت وغیرہ نہیں آئی۔ جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں بچے پیدا ہوتے ہیں تو ہماری ماؤں بہنوں کو خون جاری ہوتا ہے اور دس پندرہ دن تک عورتیں چل پھر بھی نہیں سکتیں کمزوری کی وجہ سے۔ لیکن قربان جاؤں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ پر۔ جب حضرت مریم کے بطنِ اقدس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہیں تو نہ ہی خون نکلتا ہے نہ غلاظت

آتی ہے نہ ہی حضرت مریم کو کمزوری ہوتی ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت خون کی بجائے اللہ کا نور نکلا۔ رات کو بچہ پیدا ہوتا صبح کے وقت بی بی مریم علیہا السلام خدا کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گودی میں لے کر اپنے شہر کی طرف چل پڑتی ہیں۔ سبحان اللہ۔ دوپہر کو حضرت مریم علیہا السلام جب بیت المقدس کے قریب پہنچتی ہیں تو لوگوں کا ہجوم ہو جاتا ہے۔ ہر بندہ حضرت مریم کو دیکھتا ہے، مرد عورتیں، بچے، بوڑھے، چھوٹے بڑے غرضیکہ پورا شہر حضرت مریم کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام پریشان ہو جاتی ہیں۔ اللہ فرماتا ہے اے مریم پریشان نہ ہو جو خدا اپنے نبی کو دنیا میں بھیجا جانتا ہے وہ خدا اپنے نبی کی ماں کی عزت بچانا بھی جانتا ہے۔ اے مریم گھبرانے کی ضرورت نہیں جو تمھیں ہم نے سبق سکھایا ہے اسی پر عمل کرو۔ اب خدا کا قرآن سنیے۔ اللہ تعالیٰ نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتا ہے: فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۔ اس کے بعد لے آئیں حضرت مریم اپنے بچے کو اپنی قوم کے پاس گود میں اٹھائے ہوئے تو آپ کے کنبہ والوں نے آپ کے رشتہ داروں نے آپ کے عزیزوں نے آپ کے والد کے مریدوں نے آپ کے خاندان کے لوگوں نے جب آپ کو بچہ اٹھاتے ہوئے دیکھا تو حیران ہو گئے کہ مریم کنواری تھیں مریم کی تو شادی بھی نہیں ہوئی تھی مریم تو ابھی کسی کی دلہن بھی نہیں بنی تھیں لیکن یہ بچہ کہاں سے آگیا تھا، لوگوں نے حیرانگی کے عالم میں اپنی انگلیاں دانتوں کے نیچے دبا لیں اور مریم علیہا السلام سے پوچھا: قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْــًٔا فَرِیًّا ۔ لوگوں نے کہا کہ اے مریم، تو نے تو بہت برا کام کیا ہے اور پھر آپ کی قوم آپ سے یوں گویا ہوتی۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بیان فرماتا ہے کہ آپ کی قوم نے پھر یوں آپ کو کہا: یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ۔

کہ اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ برا تھا اور نہ ہی تیری ماں بدچلن تھی حضرات گرامی حضرت مریم علیہا السلام خاموش ہیں لیکن قوم سوال در سوال کر رہی ہے آپ غور فرمائیں آپ کی قوم نے آپ کو ہارون کی بہن کہہ کر پکارا حالانکہ آپ حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں اور آپ کے اور حضرت ہارون علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار آٹھ سو برس کا فاصلہ ہے تو پھر قوم نے آپ کو ہارون کی بہن کہہ کر کیوں پکارا۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت ہارون آپ کے ایک بھائی تھے جو بہت ہی عابد و زاہد متقی اور پرہیزگار تھے۔ لہٰذا لوگوں نے حضرت مریم علیہ السلام کو انہی کے ساتھ مشابہت کرتے ہوئے پکارا کہ اے مریم تیرا بھائی تیری ماں تیرا باپ تیرا خاندان تیرے رشتے دار تیرے عزیز تیرا قبیلہ غرضیکہ کوئی بھی تیرے خاندان کا بندہ ایسا نہ تھا جیسا تم نے کیا کہ بغیر شادی کے بچہ لے آئی ہو۔ ایمان والو! حضرت مریم علیہا السلام نے اپنی قوم کو کیا جواب دیا۔ اللہ اللہ۔ آج بھی قرآن اس جواب کی گواہی دے رہا ہے۔ حضرت مریم نے اشارہ کیا: فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ۔ حضرت مریم نے اپنے نورانی بچے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ مطلب یہ تھا کہ او میری قوم کے معزز انسانو! او مجھے بری نگاہ سے دیکھنے والو اگر پوچھنا چاہتے ہو کہ میں یہ بچہ کہاں سے لائی ہوں تو مجھ سے کیا پوچھتے ہو اسی بچہ سے پوچھو کہ او آنے والے پیارے بچے تو کہاں سے تشریف لایا ہے۔ انشاء اللہ یہی بارہ گھنٹے کا بچہ تمہیں جواب دے گا کہ میں کون ہوں۔ سبحان اللہ۔ حضرت مریم علیہا السلام نے جب اپنی قوم کو بچے سے پوچھنے کا اشارہ کیا تو لوگوں نے جواب دیا: قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا۔ لوگوں نے کہا اے مریم ہم کیسے بات کریں اس بچہ سے جو ابھی گہوارے میں ہے۔ یعنی اے مریم ایک تو تو نے ہمیں بچہ بغیر باپ کے لاکر شرمند

بات ہے اور دوسرا ہم سے مذاق کرتی ہو۔ خود گم سُم ہو کر بیٹھی ہو اور ہمیں شیر خوار بچے سے
گفت گو کرنے کو کہتی ہو جو ابھی جھولے میں جھول رہا ہے۔ حضرات محترم جب حضرت
مریم علیہا السلام نے اپنی قوم کو بچہ سے پوچھنے کا اشارہ کیا تو قوم نے آگے یہ جواب
دیا کہ تو ہم سے مذاق کرتی ہے۔ اس بچہ سے ہم کیسے کلام کریں۔ تو اللہ کا قرآن فرماتا ہے
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت اپنی امی کا دودھ پی رہے تھے۔ قوم کی باتیں
سُن کر آپ نے اپنی امی حضرت مریم علیہا السلام کا دودھ پینا چھوڑ دیا اور پھر اپنی قوم
کی طرف اپنا چہرہ انور فرمایا اور پھر اللہ کا نبی بولنے لگ گیا جس کی عمر شریف ابھی
صرف بارہ گھنٹے تھی۔ سبحان اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا جواب دیا۔ رب کا
قرآن پڑھو۔ اللہ قرآن پاک میں فرماتا ہے تیرے نبی نے اپنی قوم کو یہ جواب دیا:
قَالَ اِنِّی عَبْدُ اللّٰہِ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ او میری ماں حضرت
مریم علیہا السلام پر اعتراض کرنے والو اور میری پاک دامن ماں سے میرے بارے
سوال کرنے والے انسانو! سنو، میں کون ہوں، فرمایا، قَالَ اِنِّی عَبْدُ اللّٰہِ۔
میں اللہ کا بندہ ہوں صرف بندہ ہی نہیں۔ قوم نے کہا حضور پھر اور کیا ہیں؟ آپ
نے فرمایا: اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا۔ اللہ نے مجھے کتاب عطا فرمائی
ہے اور میں اللہ کا پیارا نبی بن کے آیا ہوں۔ وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ
اور اُسی خدا نے مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں کہیں بھی میں ہوں۔ وَاَوْصٰنِیْ
بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا۔ اور اُسی خدا نے مجھے حکم دیا ہے
نماز کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا جب تک میں زندہ رہوں۔ وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ
یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا۔ اور مجھے خدمت گار بنایا ہے اپنی والدہ حضرت
مریم کا اور خدا نے نہیں بنایا مجھے جابر اور بدبخت۔ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ
وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا۔ اور سلامتی ہو مجھ پر جس

روز میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن مجھے اٹھایا جائے گا زندہ کر کے
حضرات سامعین کرام، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کلام فرمایا تو لوگوں کو حضرت
مریم کی برات اور پاکیزگی کا یقین آگیا۔

حضرت مریم علیہا السلام کی پاکیزگی :

حضرات آپ غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی پاکیزگی
کس طرح سے لوگوں کو منوائی مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ جب حضرت مریم علیہا السلام
عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں لے کر اپنے شہر میں تشریف لائیں تو بنی اسرائیل کے
مرد اور عورتیں دوڑے آئے۔ ایک عورت نے تھپڑ مارنے کے لیے حضرت مریمؑ کو
ہاتھ اٹھایا تو اس کا ہاتھ وہیں سوکھ گیا۔ اسی طرح ایک مرد نے کہا کہ لوگو! یہ مریم تو
زنا کارہ ہے، نعوذ باللہ۔ تو وہ مرد اسی وقت گونگا ہو گیا۔ یہ منظر دیکھ کر کسی کو
مارنے اور کسی کو الزام لگانے کی جرأت نہ ہوئی اور پھر قربان جائیں حضرت عیسیٰ
کے آپ نے کس طرح اپنی والدہ کی پاکیزگی کا اعلان فرمایا اور فرمایا لوگو! میں خدا نہیں
خدا کا بندہ ہوں مجھے رب نے کتاب دے کر اور نبی بنا کر بھیجا ہے۔ محترم سامعین اب
لوگوں کو اور گستاخان کو یہ سوچنا چاہیے جو کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہمارے نبی کریم
علیہ السلام کو چالیس سال تک پتہ نہیں تھا کہ میں نبی ہوں کہ نہیں۔ جب خدا نے وحی
فرمائی تو حضور علیہ السلام کو پتہ چلا کہ میں نبی ہوں۔ حضرات اگر یہی مودودیوں کی
جماعت اسلامی والوں کی بات مان لی جائے تو لازم آئے گا کہ حضرت عیسیٰ کی
شان ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔ حالانکہ تمام
مسلمانوں کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہ السلام سے بڑھ کر ہمارے
پیارے نبی صلی اللہ علیہ السلام کی شان ہے۔ مسلمانوں کا ہی عقیدہ نہیں بلکہ اللہ کا
قرآن بھی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے تیسرے پارے کے شروع میں فرماتا

ہے: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ یہ سب رسول ہیں ہم نے فضیلت دی ہے ان میں سے بعض کو بعض پر، مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ ان میں سے کسی سے اللہ نے کلام فرمایا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہ طور پر، وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ؛ اور بلند کیے ان میں سے بعض کے درجے سب رسولوں پر۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں اس سے مراد ہمارے پیارے آقا جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس آیت کریمہ کا ترجمہ اعلیٰحضرت نے اپنے اشعار میں یوں فرمایا۔

فرماتے ہیں:

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم — سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم — دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل صلی اللہ علیہ وسلم — اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے — پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے — دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی — اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
غمزدوں کو رضا مژدہ دیجیے کہ ہے، — بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن پاک سے جب یہ ثابت ہوا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان زیادہ ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہی نبی اور کتاب لے کر آئے تو ہمارے پیارے نبی کریم علیہ السلام بھی پیدا ہونے سے پہلے بھی نبی تھے صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت عبداللہ ابن عباس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے نبوت کب سے ثابت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قَالَ كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ

بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَد - ترمذی بخاری فی التاریخ شکوٰۃ شریف صہ ۵۱۳
خصائص کبریٰ صہ ۲. فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ حضرت آدم علیہ
السلام جسم اور رُوح کے درمیان تھے یعنی ان کے جسم میں ابھی رُوح نہیں پھونکی
گئی تھی. بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ میں علم الٰہی میں
نبی تھا لیکن یہ بات کہنا غلط ہے کیونکہ اگر آپ کی یہ مُراد ہوتی تو اس میں پھر آپ
کی کیا تخصیص تھی، علمِ الٰہی میں تو تمام چیزیں آپ کے وجود سے پہلے بھی تھیں. تو تخصیص
خود دلیل ہے اس کی کہ آپ کی مُراد یہ نہ تھی اور پھر ظاہر ہے کہ نبوت وصف ہے
اور وصف اور کمال وجود اور ذات کے تابع ہوتا ہے. یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وصف
ہو اور موصوف نہ ہو. مثلاً یہ کہ میرا نام میرے گھر والوں نے فیض المصطفٰے عتیق رکھا،
یہ میرا نام ہے حافظ ہونا قاری ہونا مولوی ہونا عالم ہونا بعد میں ہوا. یا یوں سمجھو کہ
کہ فیض المصطفٰے عتیقی موصوف ہے، حافظ قاری عالم مولوی یہ میری صفتیں ہیں
تو آپ غور کریں کہ پہلے میں دنیا میں آیا یعنی فیض المصطفٰے عتیقی ہوا تو بعد میں میرے
ساتھ حافظ کی صفت لگی. قاری کی مولوی کی عالم ہونے کی. اگر کوئی یوں کہنے لگے
نہیں جی فیض المصطفٰے عتیقی تو پہلے ہی حافظ، قاری عالم تھا تو آپ اس کو
بے وقوف کہیں گے اور کہیں کہ نادان فیض المصطفٰے عتیقی ہے. موصوف جب
موصوف نہیں تو صفتیں کیسے آگئیں تو بلا شبہ و بلا تشبیہ حضور علیہ السلام
جو فرما رہے ہیں کہ میں اللہ کے ہاں نبی تھا تو پہلے ماننا پڑے گا کہ حضور کی ذات یعنی
موصوف بھی تھا اگر حضور ہی نہیں تو نبی صفت کیسے آگئی. زرقانی شریف ج ۱ صہ ۴۹
امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
کہ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ قَبْلَ
خَلْقِ اٰدَمَ بِاَرْبَعَۃِ عَشَرَ اَلْفَ مِئَۃَ عَامٍ کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ

میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے حضور ایک نور تھا۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے بھی یہ حدیث نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صفحہ ۹ پر لکھی ہے۔ معلوم ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ولادت کے وقت اپنی نبوت کا اعلان کیا مگر میرا نبی اس وقت بھی نبی تھا جبکہ ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نہیں بنے تھے اللہ غنی۔ شاعر اہلسنت اعظم چشتی صاحب نے کیا خوب لکھا ہے :

نور نبی دا اس ویلے دا جدوں زمین آسمان وی نئیں سی
لوح محفوظ نہ عرش نہ کرسی اجے کون مکان وی نئیں سی
نہ سورج نہ چن نہ تارے اتے آن زمان وی نئیں سی
اعظم آدم حوا والا اجے نام نشان وی نئیں سی،

حضرات پھر مزے کی بات یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اماں بی بی مریم علیہ السلام پر تہمت لگتی ہے تو آپ کی پاکیزگی کی گواہی خود آپ کے نورانی بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیتے ہیں لیکن قربان جاؤں نبی کریم علیہ السلام کی شان پاک پہ جب آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر منافقین مدینہ الزام لگاتے ہیں تو اللہ فرماتا ہے محبوب تو خاموش ہو جا تیری بیوی کی پاکیزگی کی شہادت میں خود خدا قرآن میں دیتا ہوں تاکہ جب تک میرا قرآن رہے، تیری پیاری بیوی کی پاکیزگی اور میری شہادت کے ڈنکے بجتے رہیں، اللہ اللہ۔ نبی کریم علیہ السلام نے عرض کی کہ مولا کریم یہ کیا، اگر حضرت مریم علیہ السلام پر الزام لگے تو ان کا بیٹا گواہی دے، میری بیوی پر الزام لگے تو تُو خود گواہی دے۔ رب نے فرمایا محبوب یہی تو دُنیا والوں کو دکھانا ہے کہ روح اللہ اور حبیب اللہ کا کیا فرق ہے سبحان اللہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبیوں ولیوں کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔

ثم آمین۔ وآخر دعوٰن الحمد للہ رب العالمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھٹا وعظ نورانی خطبہ مبارک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ ھُوَ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ۔ پ ۲۷، رکوع ۱۲۔

جو ڈرتا ہے اپنے ربّ کے روبرو کھڑا ہونے سے اس کو دو باغ ملیں گے۔

محترم سامعین کرام اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنے ان مقبول بندوں کا ذکر فرمایا ہے جو اپنے وحدہٗ لاشریک سے ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں جو خدائے ذوالجلال سے ڈرتے رہتے ہیں خدا نے ان سے جنت کا وعدہ فرمالیا ہے پھر مزے کی بات یہ ہے کہ عام انسان کو تو جنت کا ایک باغ ایک محل ایک کوٹھی ایک بنگلہ ایک پلاٹ ایک رقبہ ملے گا لیکن ان اللہ والوں کو جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ ان کو ایک نہیں بلکہ کئی کئی جنت کے باغات کئی کئی جنت کی کوٹھیاں

کئی کئی جنت کے بنگلے کئی کئی جنت کے پلاٹ کئی کئی جنت کے رقبے خدا کی طرف سے ملیں گے۔ کیوں اس لیے کہ یہ لوگ اپنے سچے خدا سے ڈرتے ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب احیاء العلوم ج چہارم ص۱۵۹ پر نبی کریم علیہ السلام کا یہ فرمان درج فرمایا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: مَنْ خَافَ اللّٰهُ خَافَهُ كُلَّ شَيْءٍ وَمَنْ خَافَ غَيْرَ اللّٰهِ خَوَّفَهُ اللّٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے ساری کائنات اس شخص سے ڈرتی ہے اور جو غیر خدا سے ڈرتا ہے اور خدا سے نہیں ڈرتا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر چیز سے ڈراتا ہے۔ حضرات غور فرمائیں نبی کریم علیہ السلام کا فرمان بالکل حق سچ ہے۔ سرکار کا فرمان کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔

آج دیکھ لو نبی کریم علیہ السلام کا فرمان آج ہر آدمی کے سامنے ظاہر ہے دیکھ لو جو لوگ خدا کے مقبول ہیں وہ دنیا کے کسی بڑے سے بڑے افسر جنرل کرنل صدر وزیر سفیر آئی جی ڈی آئی جی حتیٰ کہ کسی بڑے سے بڑے عہدے دار سے نہیں ڈرتے بلکہ یہ بڑے بڑے لوگ خود عاجزی کرتے ہوئے ان کے درباروں میں آستانوں میں ان کے قدموں میں حاضر ہوتے ہیں۔ ہاتھ چومتے ہیں پاؤں کو بوسے دیتے ہیں نذرانے پیش کرتے ہیں منت سماجت کرتے ہیں کہ کہیں اللہ والا ہم سے ناراض نہ ہو جائے سبحان اللہ غنی۔ اور ایک ہم ہیں کہ صدر وزیر جنرل کرنل آئی جی ڈی آئی جی تو علیحدہ یہ تو بڑے عہدے ہیں۔

بابا ہم تو ایک معمولی سپاہی کو دیکھ لیں تو ہماری ٹانگیں کپکپانے شروع ہو جاتی ہیں۔ سپاہی تو ایک طرف بعض لوگ تو اپنی بیوی سے بھی ڈرتے ہیں۔ انسان تو انسان یہاں ہمارے کچھ ایسے بھی بہادر بھائی ہیں کہ چوہوں سے بھی ڈرتے ہیں۔ خیر بات یہ عرض کر رہا تھا کہ رب کائنات نے فرمایا کہ جو ہم سے ڈرتا ہے ہم اس کے لیے کئی کئی باغ وقف کر دیتے ہیں۔ حضرات آپ کو معلوم ہوگا کہ میں نے پچھلے وعظ میں یہ عرض کیا تھا کہ ہم لوگ یہ چاہتے ہیں کہ نہ ہم عبادت کریں نہ مجاہدہ کریں بس ہمیں کوئی ایسا

ولی مل جائے جو ہمیں ایک ہی نظر سے غوث یا قطب بنا دے اور نہ ہمیں کوئی ایسا ولی ملے نہ ہم غوث قطب بنے۔ حضرات یہ اللہ والے ایک ہی نظر سے غوث قطب بنا تو سکتے ہیں لیکن بناتے نہیں۔ ایک آدھ کو غوث بنا کر یہ بتا دیتے ہیں کہ ہم ایک ہی نظر سے انسان کو اللہ کا مقبول بنا تو دیتے ہیں لیکن قانون یہ نہیں جیسا کہ آپ نے پچھلے وعظ میں سُنا کہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک نانبائی کو اپنے جیسا بنایا میرے پیارے آقا جان کائنات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حبشی کو سینے سے لگایا تو اس کی شکل وصورت کو بدل کر اپنا جمال بنایا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور بتا دیا کہ دیکھو کہ ہم انسان کو بغیر باپ کے بھی پیدا کر سکتے ہیں لیکن ہمارا یہ قانون نہیں کیونکہ جو کام محنت ومشقت سے کیا جائے اس کی کرنے والے کو قدر ہوتی ہے کیونکہ آدمی بتدریج مرتبہ رتبہ حاصل کرے تو اس کو اس کی قیمت بھی معلوم ہوتی ہے۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ولی بننا بڑا مشکل ہے۔ اس کے لیے بڑی محنت ومشقت کی ضرورت ہے۔

غوث پاک کی عبادت:

دیکھو غوث پاک مادر زاد ولی تھے لیکن آپ کی عبادت وریاضت کا یہ عالم تھا کہ حضرت ابوالفتح ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں چالیس سال تک رہا اور اس مدت میں میں نے آپ کو ہمیشہ عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ ہر روز ایک ہزار رکعت نفل ادا فرماتے تھے۔ پندرہ برس تک رات بھر میں ایک قرآن پاک ختم فرماتے رہے۔ بہجۃ الاسرار صفحہ ۵۹۔ اخبار الاخیار ص ۱۷۔ تفریح الخاطر ص ۳۶۔ اور

غوث پاک نے بارہ برس اس عالم میں اور اس حالت میں گزارے کہ رات کو عشا کی نماز پڑھ کر ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر پورا پورا قرآن پاک پڑھ دیتے۔ دیکھیں یہ بھی غوث پاک کی عبادات کی ایک جھلک۔ لیکن پھر اللہ کے حضور کیا عرض کرتے تھے۔ حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب گلستان سعدی ص ۴۴ اردو۔ میں فرماتے ہیں کہ آدھی رات گزر چکی تھی اور آدھی رات باقی تھی۔ شیخ سعدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کوئی شخص کعبۃ اللہ کے مبارک غلافوں کو پکڑ کر زار و قطار رو رہا ہے اور یہ الفاظ بھی اپنی زبان سے کہہ رہا ہے کہ اے مولا کریم میرے گناہوں کو معاف فرما اور میرے نیک اعمال اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرما۔ اے خالق کائنات اگر میرے نیک اعمال تیری بارگاہ میں قبول نہیں ہیں تو مولا کریم مجھے قیامت کے دن نابینا کر کے اپنے دربار میں اٹھانا تاکہ تیرے مقبول بندوں کے سامنے شرمسار نہ ہوں۔ شیخ سعدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رونے والے سے پوچھا گیا کہ او خدا کو اس طرح رو رو کر منانے والے خدا کی محبت میں اپنا سب کچھ قربان کرنے والے ذرا یہ تو بتا کہ تو ہے کون کہاں سے آیا ہے تیرا نام کیا ہے۔ شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں رونے والے نے کوئی جواب نہ دیا۔ لوگوں نے دوبارہ پوچھا کہ او رونے والے خدا کے لیے بتا تو کون ہے تو رونے والے نے جواب دیا کہ انا عبدالقادر جیلانی بغدادی۔ او مجھ سے میرا نام پوچھنے والو میرا نام عبدالقادر جیلانی ہے میں بغداد شریف سے آیا ہوں۔ خدا کو رو رو کر منا رہا ہوں، سبحان اللہ گویا غوث پاک اللہ پاک کو یوں کہہ رہے تھے کہ:

میں فرش خاک پہ منہ رکھ کے تجھ سے عرض کرتا ہوں
نسیم صبح جب گلشن میں کلیوں کو جگاتی ہے

میرے معبود میں رہتا ہوں تیری یاد میں ہر دم
تجھے بھی اپنے عاجز بے نوا کی یاد آتی ہے

نصیحت پکڑیے:

آپ غور فرمائیں یہ غوث پاک مادرزاد اللہ کے ولی تھے اتنی عبادت کرتے تھے لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ ہم سے پانچ وقت کی نماز بھی نہیں پڑھی جاتی اور دن رات کے چوبیس گھنٹے ہیں لیکن ایک گھنٹہ بھی ہم اللہ کی یاد کے لیے نہیں نکال سکتے لیکن ہم اللہ والوں کے عرس بڑے مناتے ہیں اور اللہ کے محبوبوں کے یوم مناتے ہیں حضرات گرامی کامیابی اس میں نہیں ہے کہ بس ان اللہ کے مقبولوں کے وصال پر سال میں ہم ایک مرتبہ تقریر کرالیں یا پھر ہم قوالی کرالیں بس چھٹی ہو گئی نہیں بلکہ ہمیں ان اللہ والوں کی تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہیے اور ان نیک لوگوں کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔ ثم آمین۔

خواجہ غریب نواز کی نظر پاک:

بہرحال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ شیخ کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرید کامل خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک حجرہ عطا فرمایا اس حجرے میں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ریاضت اور عبادت کرتے اور اپنے شیخ کامل اور مرشد پاک کے بتائے ہوئے وظائف اوراد پڑھتے کئی دن کے بعد مرشد کامل نے غریب نواز کو بلایا اور فرمایا بیٹا حسن عرض کی جی حضور فرمایا بیٹا میری طرف دیکھو خواجہ اجمیری نے دیکھا تو فرمایا بیٹا بتاؤ کہاں تک تم دیکھ رہے ہو اور تمہاری نظر کہاں تک اس وقت پہنچی ہوئی ہے۔ خواجہ اجمیری

نے عرض کی حضور۔ جو کچھ عرش سے لے کر فرش تک اور جو کچھ فرش سے عرش تک ہے
میں سب کچھ ہارون آباد کی سرزمین پر کھڑے دیکھ رہا ہوں۔ خواجہ اجمیری نے
کہا کہ سرکار ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں میں جو کچھ ہے میری نظر کے سامنے
ہے اور میری نظر ہر جگہ کو دیکھ رہی ہے۔ مرشد کامل نے ارشاد فرمایا حسن بیٹا
ابھی بہت کمی ہے ابھی جس منزل تک میں تمھیں پہنچانا چاہتا ہوں وہ بڑی دور ہے
جاؤ اور محنت مشقت کرو۔ خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر عبادت ریاضت کرنے
لگ گئے کئی روز کے بعد پھر شیخ کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے اپنے مرید کامل حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دربار
میں بلایا حضرت خواجہ اجمیری تشریف لائے تو شیخ کامل نے فرمایا بیٹا حسن عرض کی جی
حضور فرمایا بیٹا اب کہاں تک دیکھتے ہو عرض کی یا حضرت تحت الثریٰ سے
لے کر عرشِ معلےٰ تک جو کچھ خدا نے بنایا ہوا ہے میں اس کو یہاں سے کھڑے کھڑے
دیکھ رہا ہوں۔ شیخ کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
بیٹا حسن ابھی بہت کمی ہے جس منزل تک میں تمھیں پہنچانا چاہتا ہوں وہ منزل دور
ہے لہٰذا بیٹا حسن جاؤ جا کر اپنے حجرہ میں اور عبادت محنت مشقت کرو۔ خواجہ
معین الدین چشتی اجمیری سرکار اپنے مرشد کامل کا فرمان سن کر پھر اپنے حجرے
میں عبادت کرنے لگے مجاہدہ میں مصروف ہو گئے کئی روز کے بعد حضرت خواجہ
عثمان ہارونی نے اپنے مرید کامل خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھر اپنے دربار
میں بلایا اور پھر فرمایا بیٹا حسن عرض کی جی حضور فرمایا بیٹا اب بتاؤ کہاں تک
دیکھ رہے ہو عرض کی حضور اللہ تعالیٰ کے آگے جتنے بھی حجاباتِ عظمت ہیں ان
تمام پردوں میں سے میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور حقیقت کو جان اور پہچان
رہا ہوں۔ جب یہ بات خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مریدِ کامل

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ مبارک سے سُنی تو پیر کامل نے مرید کامل کو اپنے سینے سے لگالیا اور فرمایا بیٹا حسن اب تم منزل مقصود تک پہنچ گئے ہو اب جاؤ پہلے بیت اللہ شریف کا حج کرو پھر مدینے پاک جاؤ مدینے کا والی تاجدار دو عالم امام الانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی مرضی سے جہاں چاہیں گے ڈیوٹی لگائیں گے تمہاری۔

ایک ضروری بات:

حضرات گرامی یہاں ایک بات بہت ضروری کرنی ہے توجہ فرمائیں حضرت خواجہ حسن معین الدین چشتی اجمیری سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مُرید ہونے کا اور خرقہ خلافت لینے کا واقعہ خود اپنے نورانی ہاتھوں سے اپنی مشہور و معروف تصوّف کی کتاب انیس الارواح صـ۹ پر لکھا ہے، ایمان والو عرض یہ کرنا ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حالات لکھتے ہوئے خود لکھتے ہیں کہ مجھے میرے پیر کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت اجازت فرمائی جب میں تحت الثریٰ سے لے کر عرش معلیٰ تک اور عرش سے لے کر فرش تک دیکھنے لگا، غور فرمائیں یہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کوئی نبی نہیں صحابی نہیں تابعی نہیں تبع تابعی نہیں۔ صحابی وہ جس نے آقاء دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی مکھڑے کی زیارت کی ہو تابعی وہ جس نے صحابی کے نورانی چہرے کو دیکھا ہو تبع تابعی وہ جس نے تابعی کی زیارت کی ہو تو خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ نبی نہ صحابی نہ تابعی نہ تبع تابعی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کے غلاموں کے غلام ہیں اور حضور علیہ السلام کی وفات شریف سے پانچ صد ۵ سال بعد دُنیا میں تشریف لائے آپ سوچیں جب نبی کریم علیہ السلام

کے غلاموں کے غلاموں کے غلام کی یہ شان ہے کہ زمین پر کھڑے ہو کر عرش معلیٰ دیکھ لے تو غور فرمائیں اس آقا اس مولا اس کائنات کے والی اس حبیب خدا اس شب معراج کے دولہا کی کیا شان ہوگی جو کائنات کے لیے رحمت بن کر تشریف لایا جو ساری کائنات کا نبی بن کر تشریف لایا جو اگلے پچھلے اور قیامت تک کے لوگوں کے لیے رسول بن کر تشریف لایا اللہ غنی۔ اور پھر اندازہ لگاؤ ان بے وفا امتیوں کا جنھوں نے نبی کریم علیہ السلام کے بارے میں یہاں تک لکھ دیا کہ نبی کریم علیہ السلام کا علم کم ہے اور شیطان اور ملک الموت کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے نعوذ باللہ استغفر اللہ نقل کفر کفر نہ باشد۔ آپ کہیں گے کہ وہ کون لوگ ہیں تو حضرات یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک بنانے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے یعنی دیوبندی وہابی۔ چنانچہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب میں یہ لکھا ہے اور اس کتاب کے بہترین ہونے کی تصدیق دیوبندیوں کے بہت بڑے عالم مولوی رشید احمد گنگوہی نے کی ہے۔

کتاب میرے سامنے ہے صفحہ ۵۲ انبیٹھوی عبارت یوں ہے:

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بعد دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر دو عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے براهین قاطعہ یہ صفحہ ۵۱ صفحہ ۵۲ پر کہ اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا (یعنی حضور کا) ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی چہ جائیکہ زیادہ۔ استغفر اللہ۔

کُفر کا فتویٰ :-

حضرات گرامی آپ غور فرمائیں اور اس عبارت کو بار بار پڑھیں۔ اگر اس کتاب کی عبارت پر شک ہو تو بازار سے یہی کتاب لے کر صفحہ نکال کر اصل کتاب کو پڑھیں اور سوچیں کہ ان نام نہاد مسلمانوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں کتنی سنگین گستاخی اور بے ادبی کی ہے۔ اور کتنے ظالم ہیں یہ لوگ جنھوں نے اپنی قلم سے عصمتِ انبیاء کو بھی داغ دار کیا۔ اور ان دونوں عبارتوں میں کتنی صراحت ہے کہ حضور علیہ السلام کا علم شیطان اور ملک الموت کے علم سے کم ہے۔ یہ دونوں عبارتیں صریح کفر ہیں ان عبارات پر علماء عرب و عجم نے کُفر کا فتویٰ دیا۔ ایمان والو تم کو پتہ ہے ان لوگوں نے ایسی باتیں کیوں لکھیں اس لیے کہ ان کو اصل میں نبی کریم علیہ السلام سے اور بزرگانِ دین سے دشمنی ہے اور بظاہر یہ ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن حقیقتاً ان کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے اپنا کاروبار چلائے بیٹھے ہیں۔ ان کی نمازیں روزے حج زکوٰتیں بولو قبول ہوں گی جبکہ ان کے دل میں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں۔ یاد رکھو بے ادب گستاخ کی کوئی بھی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ یہ بات تو تھی نبی کریم علیہ السلام کی کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو دیوار کی پیچھے کی خبر نہیں اور نعوذ باللہ شیطان کے علم سے آپ کا علم کم ہے۔ اب آؤ ذرا ان کے مولویوں کی سیرت پڑھو تو تمھیں پتہ چلے گا کہ وہ باتیں جو ان کے نزدیک کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شرک ہیں وہ ان کے مولویوں کے لیے عین توحید ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں :

مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی اور علمِ غیب :

دیوبندی جماعت کے مشہور فاضل رئیس القلم مولوی مناظر احسن گیلانی دیوبندی

نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے سوانح قاسمی اس میں بانی دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی سیرت اور کرامات لکھی ہوئی ہیں۔ اس کتاب کو دارالعلوم دیوبند نے خود اپنے اہتمام سے شائع کیا ہے اور لاہور کے مکتبہ رحمانیہ نے بھی اس کو شائع کیا ہے۔ مولوی مناظر احسن گیلانی دیوبندی نے اسی کتاب سوانح قاسمی جلد اوّل ص ۳۳۰، ص ۳۳۲ میں یہ واقعہ لکھا ہے اور اس واقعہ کو انھوں نے شیخ الہند مولوی محمود الحسن دیوبندی سے سن کر لکھا ہے چنانچہ مولوی محمود الحسن دیوبندی کہتے ہیں کہ پنجاب کے علاقہ میں ایک بستی تھی جس کا نام تھا قصباتی چنانچہ مولانا قاسم نانوتوی کے ایک شاگرد کا شاگرد اس قصباتی بستی میں جا کر امام اور خطیب ہو گیا۔ لوگوں کو تقریر و وعظ سے متاثر کرنے لگا۔ قصبہ والے مولوی صاحب سے کافی مانوس ہو گئے اور اچھی گزر بسر ہونے لگی۔ اسی عرصہ میں کوئی مولوی صاحب گشت کرتے ہوئے اسی قصبہ میں ہی آدھمکے۔ وعظ تقریر کا سلسلہ شروع کر دیا۔ لوگ ان کے کچھ معتقد ہو گئے۔ انھوں نے دریافت کیا کہ یہاں کا امام مسجد کون ہے کہا گیا کہ دیوبند سے پڑھا ہے مولوی قاسم نانوتوی کا شاگرد ہے۔ دیوبندی کا نام سننا تھا کہ واعظ مولانا صاحب آگ بگولہ ہو گئے اور فتویٰ دے دیا کہ اس عرصہ میں جتنی نمازیں اس دیوبندی کے پیچھے تم لوگ پڑھ چکے ہو وہ سرے سے ادا ہی نہیں ہوئیں اور جیسا کہ دستور ہے دیوبندی یہ ہیں وہ ہیں وہ کہتے ہیں یہ کہتے ہیں اسلام کے دشمن ہیں رسول اللہ سے عداوت رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ قصباتی کے مسلمان بے چارے حیران ہوئے کہ مفت میں اس مولوی پر روپے بھی برباد کیے اور نمازیں بھی ادا نہ ہوئیں۔ ایک وفد اس قصبے کا اس غریب دیوبندی امام کے پاس پہنچا استدعی ہوا کہ مولانا واعظ صاحب جو ہمارے قصبہ میں آئے ہیں ان کے جو الزامات ہیں ان کا جواب دیجیے۔ یا پھر بتائیے کہ ہم لوگ آپ کے

ساتھ کیا کریں. جان بھی غریب کی خطرے میں آگئی اور نوکری ووکری کا قصہ تو ختم شدہ ہی معلوم ہونے لگا. چونکہ علمی مواد بھی دیوبندی مولوی کا معمولی تھا. خوفزدہ ہوئے کہ خدا جانے یہ واعظ مولانا صاحب کس پائے کے عالم ہیں منطق فلسفہ بگھاریں گے اور میں غریب اپنا سیدھا سادھا ملا ہوں ان سے بازی بھی لے جا سکتا ہوں کہ نہیں تاہم ناچارہ کار اس کے سوا اور کیا تھا مناظرہ کا وعدہ ڈرتے ڈرتے کر لیا. تاریخ ومحل ومقام بھی طے ہو گیا. واعظ مولانا صاحب بڑا زبردست عمامہ طویلہ وعریضہ سر پر لپیٹے ہوئے کتابوں کے پشتارے کے ساتھ مجلس میں اپنے حواریوں کے ساتھ جلوہ فرما ہوئے. ادھر یہ غریب دیوبندی امام منحنی وضعیف مسکین شکل مسکین آواز خوفزدہ لرزاں وترساں اللہ اللہ کرتے ہوئے سامنے آیا. سننے کی بات یہی ہے جو اس کے بعد اس دیوبندی امام مولوی نے مشاہدہ کے بعد بیان کی. کہتے تھے کہ مولانا واعظ صاحب کے سامنے میں بھی بیٹھ گیا. ابھی گفتگو شروع نہیں ہوئی تھی کہ اچانک میں (دیوبندی) نے اپنے بازو میں، مجھے احساس ہوا کہ ایک شخص جسے میں پہچانتا نہیں تھا اچانک آکر بیٹھ گیا اور مجھ سے وہ اجنبی آدمی کہنے لگا میاں امام صاحب گفتگو شروع کرو اور ہرگز نہ ڈرو. دل میں غیر معمولی اس سے قوت پیدا ہوئی. اس کے بعد کیا ہوا دیوبندی امام صاحب کا بیان ہے کہ میری زبان سے کچھ فقرے نکل رہے تھے اور اس طور پر نکل رہے تھے کہ میں خود نہیں جانتا تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں جس کا جواب مولانا واعظ صاحب نے ابتدا میں تو دیا لیکن سوال وجواب کا سلسلہ ابھی زیادہ دراز نہیں ہوا تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ مولانا واعظ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے قدموں پر سر رکھ دیا اور رو رہے ہیں پگڑی بکھری ہوئی ہے اور کہتے جاتے ہیں، میں نہیں جانتا تھا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہیں. للہ معاف کیجیے آپ جو کچھ فرما رہے

ہیں یہی صحیح ہے اور درست ہے میں ہی غلطی پر ہوں۔ یہ منظر ایسا تھا کہ مجمع دم بخود تھا کیا سوچ کر آیا تھا اور کیا دیکھ رہا تھا۔ دیوبندی امام صاحب نے کہا کہ اچانک نمودار ہونے والی شخصیت میری نظر سے اس کے بعد اوجھل ہو گئی اور کچھ معلوم نہیں کہ وہ کون تھے اور یہ قصہ کیا تھا۔ یہاں تک اصل قصہ لکھنے کے بعد اب مولوی مناظر احسن گیلانی ایک نہایت پُراسرار اور حیرت انگیز واقعہ کی نقاب کشائی فرماتے ہیں۔ دراصل ان کے بیان کا یہی حصہ میں نے آپ کو بتانا ہے اور سمجھانا ہے اسی واقعہ پر نتیجہ آپ نے نکالنا ہے۔ مولوی مناظر صاحب اس کے بعد لکھتے ہیں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی فرماتے تھے کہ میں نے ان دیوبندی امام صاحب جنھوں نے مولانا واعظ صاحب سے مناظرہ کیا تھا پوچھا کہ اچانک نمودار ہونے والی شخصیت کا حلیہ کیا تھا ذرا بتاؤ۔ دیوبندی امام صاحب حلیہ بیان کرتے جاتے تو شیخ الہند مولوی محمود الحسن دیوبندی فرماتے تھے کہ سنتا جاتا تھا اور حضرت اُستاذ یعنی مولوی قاسم نانوتوی کا ایک خال وخط یعنی بالکل حلیہ شکل و شبہات سامنے آتا چلا جا رہا تھا۔ جب دیوبندی امام صاحب نے یہ مناظرے والا واقعہ بیان کیا تو میں نے ان سے کہا کہ یہ تمہاری مدد مناظرے میں کرنے والے حضرت الاستاذ مولوی قاسم نانوتوی تھے جو تمہاری مدد کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوئے تھے۔ حضرات یاد رہے کہ جس وقت دیوبندی امام صاحب نے مولانا واعظ کے ساتھ اس قصبہ میں مناظرہ کیا تھا تو اس وقت مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کا انتقال ہو چکا تھا یعنی وہ اس وقت قبر میں پڑے ہوئے تھے۔ حضرات گرامی خدا کے لیے اس واقعہ کو بھی پڑھیے اور دیکھیے کہ اس ایک واقعہ میں کتنے مشرکانہ عقائد کا برملا اعتراف کیا گیا ہے؛

خدارا انصاف کریں؛

خدارا انصاف فرمائیں۔ دیوبندی جن باتوں کو اولیاء انبیاء میں ماننے کو شرک کہتے ہیں وہ سب باتیں اس واقعہ میں موجود ہیں۔ مثلاً ۱۔ سب سے پہلے تو دیوبندی صاحبان نے بڑی فراخدلی سے مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے غیب دانی کی قوت کو مان لیا کیونکہ جس کے ذریعے سے انھیں عالم برزخ یعنی قبر کے اندر یہ معلوم ہوگیا تھا کہ ایک دیوبندی امام فلاں مقام پر میدان مناظرہ میں اکیلا اور تنہا ہے اور بے کسی اور بے بسی کی حالت میں دم توڑ رہا ہے چل کر اس کی مدد کریں۔ چنانچہ مولوی صاحب پھر دیوبند سے قبر سے نکل کر پنجاب کے اس قصبہ میں پہنچے اور انھوں نے اپنے شاگرد کے شاگرد کی مدد کی۔

۲۔ دوسرے یہ کہ ان کے حق میں یہ بات بھی تسلیم کرلی گئی کہ وہ اپنی قبر سے نکل کر اپنے جسم ظاہری کے ساتھ جہاں چاہیں بے روک ٹوک جا سکتے ہیں۔

۳۔ تیسرے یہ کہ مولوی قاسم صاحب مرنے کے بعد بھی زندوں کی مدد کرنا چاہیں تو بغیر حیل و حجت کے کرسکتے ہیں اور انھوں نے اپنے شاگرد کے شاگرد کی مدد کی۔ حضرات اگر یہی واقعہ آپ کسی نبی ولی کا بیان کردیں تو یہ دیوبندی وہابی صاحبان بگڑ جائیں گے اور ان کا دارالفتویٰ غریب سنیوں پر ایسا برسے گا کہ مشرک، بدعتی، کافر، قبر پرست نہ جانے آپ کو کیا کیا سننا پڑے گا۔ لیکن اب آپ دیکھیے یہی واقعہ مولوی قاسم صاحب کے بارے میں لکھا گیا تو دیوبندیوں کی توحید خالص میں ذرا بھی فرق نہیں آیا کسی نے چوں چراں نہیں کی کسی نے فتویٰ نہیں لگایا کوئی انگلی اٹھانے والا نہیں۔ اللہ غنی۔ لیکن

اللہ کے پیارے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان کا یعنی دیوبندیوں کا عقیدہ کیا ہے۔ دیوبند کے سب سے بڑے عالم مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ ص۶۵ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ لکھا ہے دل پہ ہاتھ رکھ کر پڑھو۔ جو شخص اللہ جل شانہٗ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کے لیے ثابت کرے وہ بے شک کافر ہے اس کی امامت اور اس سے میل جول رکھنا اور محبت و مودت کرنا حرام ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص۶۵۔ استغفر اللہ حضرات گرامی۔

اہلِ سنّت وجماعت کا عقیدہ :

یہ عقیدہ علمائے دیوبند کے مفتی اعظم کا تھا اب علمائے اہل سنّت ہی نہیں بلکہ جمہور علمائے کرام متکلمین معتقدمین متاخرین اور تمام مفسرین کرام کا یہ متفقہ عقیدہ ہے اور ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب سرور کائنات فخر موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوّل سے لے کر آخر تک ابتدا سے لے کر انتہا تک ابتدائے آفرینش سے لے کر تا قیامِ قیامت تک جو کچھ ہوا جو کچھ ہونے والا ہے کلّی طور پر علم عطا فرمایا۔ یہ عقیدہ گھڑا ہوا نہیں بلکہ قرآن پاک احادیث پاک اور علمائے مفسّرین کے اقوال کے مطابق ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک کے پ۲۹ پارے آیت ۲۶ ،۲۷ سورہ جن کے اندر فرمایا: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ؛ اللہ تعالیٰ غیب کا علم جاننے والا ہے پس وہ آگاہ نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو بجز اس رسول کے جس کو اس نے پسند کیا غیب کی تعلیم کے لیے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس رسول کو غیب دینا چاہے تو خدا تعالیٰ اس کو غیب کے لیے پسند کر لیتا ہے اور خدائے

ذوالجلال اس کو غیب دیتا ہے جس سے وہ راضی ہو جاتے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا راضی ہے اتنا اپنی مخلوق میں سے کسی سے راضی نہیں ہوگا۔ اللہ نے اپنے محبوب کے لیے اور اس کو راضی کرنے کے لیے قبلہ تبدیل کر دیا شب معراج کی رات حبیب سے اُمت کی بخشش کا وعدہ فرما کے محبوب کو راضی کیا۔ قیامت میں محبوب علیہ السلام کی شفاعت سے مومنوں کو جنت میں بھیج کر محبوب کو خدا راضی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پارہ ۳۰، سورۃ والضحیٰ آیت ۵۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔

اے میرے حبیبؐ قیامت میں تیرا رب تجھے اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵ میں اس آیت کی تشریح میں لکھا۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ اَحَدٍ یَطْلُبُ رِضَائِیْ وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاءَ لَکَ فِی الدَّارَیْنِ۔ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے کملی والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا کی ہر چیز میری رضا چاہتی ہے اور میں دونوں جہانوں میں تیری رضا چاہتا ہوں۔ اس جہاں میں تحویل قبلہ اور اس جہاں میں گنہگار اُمت کی بخشش۔ اللہ غنی۔ امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۷۹ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ۔ اللہ تعالیٰ تم کو علمِ غیب سے مطلع نہیں کرتا مگر وہ رسولوں میں سے جس رسول کو چاہے اس کے لیے چن لیتا ہے۔ پارہ ۵۔ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱۳۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو ہر چیز کا علم عطا کر دیا

جو تو نہیں جانتا تھا۔ اب اگر علمائے دیوبند کہیں کہ حضور علیہ السلام کو یہ علم نہیں تھا کہ کس کے پیٹ میں کیا ہے یا بارش کب برسے گی یا کس نے کہاں مرنا ہے کب مرنا ہے یا قیامت کب آئے گی اگر بفرضِ محال یہ بات ایک وقت کے لیے تسلیم کر بھی لی جائے کہ نبی کریم علیہ السلام کو ان باتوں کا علم نہیں تھا تو پھر بھی یہ ماننا پڑے گا کہ نبی کریم علیہ السلام ان تمام چیزوں کو جانتے تھے کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تو نہیں جانتا تھا ہم نے تمھیں ان سب کا علم عطا فرما دیا ہے۔ معلوم ہوا جس جس بات کا علم میرے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں تھا اس اس چیز کا علم خدا تعالےٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا۔ الحمدللہ۔ پارہ نمبر ۲۰ سورہ النمل آیت نمبر ۷۵۔ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔ زمین اور آسمانوں کا کوئی غیب ایسا نہیں جو قرآن مجید میں مذکور نہ ہو۔ پارہ نمبر ۷ سورۃ الانعام آیت ۵۹۔ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔ اللہ کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا انھیں سوائے اس کے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی میں اور سمندر میں ہے اور نہیں گرتا کوئی پتا مگر وہ جانتا ہے اس کو اور نہیں کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں نہ کوئی تر نہ کوئی خشک چیز مگر وہ لکھی ہوئی ہے اس قرآن پاک میں حضرات گرامی آپ غور فرمائیں جب قرآن پاک میں زمینوں آسمانوں کے تمام غیب اور کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز خشک و تر اشیاء لکھی ہوئی ہیں۔ پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۵۲۔ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز اس قرآن پاک میں لکھی ہوئی ہے اور مذکور ہیں تو پھر حضور علیہ السلام کے عالمِ مَا كَانَ

وَمَا يَكُونَ۔ یعنی جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں، میں کون سا شک وشبہ رہ گیا ہے کیونکہ جس قرآن پاک میں زمین وآسمان کے تمام غیب اور دین دنیا کی تمام چیزیں مذکور ہیں وہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت سکھا دیا تھا اور پڑھا دیا تھا جب فطرت الہیہ نے ابھی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا تصور بھی نہیں فرمایا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کا اعلان قرآن پاک کے مقدس الفاظ میں اس طرح فرمادیا۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ۔ رحمٰن نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا قرآن پیدا فرمایا انسان کامل کو۔ معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن پہلے اور تخلیق انسان بعد میں۔ حضرات ذرا غور فرمائیں پڑھنے والا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پڑھانے والا ہے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک، شاگرد ہے مکہ کا اُمّی اور اُستاد ہے عالم الغیب والشہادۃ اور پڑھایا کیا جارہا ہے قرآن پاک۔ کون سا قرآن پاک جو سراپا رحمت ہے جو مجسم ہدایت ہے نور علیٰ نور ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ یہ قرآن لوگوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت علم بخشا کیونکہ یہ تعلیم رحمت ومحبت کی بنا پر فرمائی اور مہربان استاد وہی ہوتا ہے جو اپنے لائق شاگرد سے کچھ چھپاتا نہیں سب کچھ پڑھا سکھا دیتا ہے اور خدا سے بڑھ کر کون مہربان ہوگا حضور علیہ السلام سے بڑھ کر کون لائق ہوگا۔ اب آپ پوچھو ان منکرین علم مصطفےٰ علیہ السلام سے جو کہتے ہیں حضور کو فلاں کا پتہ نہیں فلاں کا پتہ نہیں۔ ارے میاں یاد رکھو کوئی ایسا غیب نہیں جو میرے آقا کی نظروں سے پوشیدہ ہو۔ رب العالمین تمام غیبوں کا غیب ہے جو خدا ہی میرے مصطفےٰ علیہ السلام کی نظروں سے نہیں چھپا تو وہ خدا اور کیا غیب محبوب سے چھپائے

گا۔ کیا خدا سے بھی بڑھ کر کوئی غیب ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پر کروڑوں درود — طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پر کروڑوں درود

شافع روز جزا تم پر کروڑوں درود — دافع جملہ بلا تم پر کروڑوں درود

جان و دل اصفیا تم پر کروڑوں درود — آب و گل انبیاء تم پر کروڑوں درود

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا — جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں درود

ایک حدیث اور علم غیب

حضرات یہ آٹھ آیات کریمہ میں نے آپ کو سنائیں۔ اس کے علاوہ بھی قرآن پاک میں حضور علیہ السلام کے علم غیب کے دلائل بے شمار موجود ہیں۔ علم غیب کی تفصیل کے لیے قرآن حدیث اور علمائے اہل سنت کی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔ آخر میں ایک حدیث پاک سن لیں تاکہ دل مطمئن ہو جائے مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۳، ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲ حضرت عمر بن ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک دن نبی کریم علیہ السلام نے ہم کو صبح کی نماز پڑھائی اور منبر پاک پر تشریف لائے اور ہم کو خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا پھر حضور علیہ السلام نیچے اترے اور ظہر کی نماز پڑھائی پھر منبر پاک پر کھڑے ہو گئے پھر خطبہ ارشاد فرمانے لگے یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا پھر حضور علیہ السلام منبر سے نیچے اترے اور عصر کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پاک پر جلوہ افروز ہوئے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ بس امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہمیں سب کچھ بتا دیا۔ فَلَمْ یَدَعْ شَیْئًا یَكُوْنُ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ۔ قیامت تک

ہونے والی کوئی چیز نبی کریم علیہ السلام نے نہ چھوڑی کہ ہم کو نہ بتا دی۔ قَالَ فَاعْلَمْنَا وَاحْفَظْنَا۔ پس ہم نے جان لیا اور یاد بھی کر لیا۔ سبحان اللہ۔

ولیوں کی نظر پاک ہے۔

حضرات گرامی بات دور چلی گئی۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ خواجہ عثمان ہارونی رض نے اپنے مرید کامل خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور پھر حکم فرمایا کہ بیٹا حسن اب حج کر کے مدینے پہنچو اور مدینے کا والی جہاں چاہے گا تمہاری ڈیوٹی لگائے گا اور ایمان والو یہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کون ہیں جنت اہل بہشت کے سردار ہیں۔ اب آؤ نقشبندیو تم سنو کہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہمارے نزدیک اس وقت تک کوئی اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا جب تک کہ تمام عالم کو ایسے نہ دیکھے جیسے ہاتھ کے انگوٹھے کو دیکھا جاتا ہے۔ اب آؤ قادریو تم سنو۔ حضرت پیران پیر روشن ضمیر حضرت سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اے میرے مریدو آؤ اس دریا سے کچھ لے لو جس کا کنارہ ہی نہیں۔ قسم ہے اپنے رب کی تحقیق نیک بخت اور بدبخت لوگ مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ اور اِنَّ عَیْنِیْ فِیْ لَوْحِ الْمَحْفُوْظِ۔ بے شک میری آنکھیں لوح محفوظ پر لگی رہتی ہیں۔ یہ جتنے بھی انسان چلتے پھرتے مجھے نظر آتے ہیں میں سب کو جانتا ہوں۔ خدا کی قسم میرے منہ میں اگر شریعت کی لگام نہ ہوتی تو تمھیں بتا دیتا کون جنتی ہے کون جہنمی ہے اور اگر حضور علیہ السلام کے حکم کی خلاف ورزی کا ڈر نہ ہوتا تو میں تمھیں یہ بھی بتا دیتا کہ تم گھروں میں سے کیا کھا کے آتے ہو اور کیا کیا چھپا کے آتے ہو۔ کیوں اس لیے کہ وَاَنَا غَائِصٌ

فِیْ بِحَارِ عِلْمِ اللّٰہ ۔ میں اللہ کے علموں کے سمندر میں غوطے لگا رہا ہوں سبحان اللہ کیا شان ہے اللہ کے مقبولوں محبوبوں کی ۔

غریب نواز مکہ شریف میں :-

حضرات محترم حضرت خواجہ معین الدین چشتی سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی کے ساتھ ہارون آباد سے مکہ شریف پہنچے ۔ خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی نے میرا ہاتھ پکڑ کر بیت اللہ شریف کے سامنے کھڑا کیا اور عرض کی کہ اے خالق کائنات اس حسن کو میں نے اپنا مرید بنایا ہے اور اس کو تیرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض پہنچایا ہے اب تو بھی اس کو اپنے دربار میں قبول فرما ۔ خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ جب میرے پیر و مرشد نے خدا کی راہ میں یوں عرض کیا تو کعبہ میں سے خدا کی قدرت سے آواز آنے لگی کہ اے عثمان ہارونی خدائے ذوالجلال نے تیرے اس مرید کامل خواجہ معین الدین کو اپنا مقبول بندہ بنالیا ہے ۔ خواجہ غریب نواز کئی دن تک اپنے پیر و مرشد کے ساتھ مکہ شریف میں قیام پذیر رہے ۔ ایک دن خواجہ غریب نواز حرم کعبہ میں خدا کی یاد میں مستغرق ہیں کہ آپ نے غیب سے ایک آواز سنی آپ اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے ۔ آواز آئی اے معین الدین ہم تجھ سے خوش ہیں تجھے بخش دیا جو کچھ چاہے مانگ تمھیں عطا کیا جائے گا ۔ خواجہ غریب نواز یہ سن کر بڑے خوش ہوئے ۔ شکر گزار بندوں کی طرح اپنا سر بارگاہ ایزدی میں جھکا دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کی ، اے رب کائنات مجھے معلوم ہے کہ لوگ میرے مرید بنیں گے اور میرے مریدوں کے بھی مرید ہوں گے ۔ یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا ۔ یا اللہ میں تیری بارگاہ میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قیامت

تک کہ میرے مُریدوں کے مُریدوں کے مُریدوں کو بخش دے۔ سبحان اللہ۔ پیر ہو تو ایسا جو اپنے مُریدوں کو کبھی اور کسی حال میں فراموش نہ کرے۔ اور دُنیا سے اس وقت تک پردہ نہ فرمائے جب تک اپنے مُریدوں کو خدائے ذوالجلال سے بخشوا نہ لے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ اے معین الدین تمھیں مبارک ہو۔ اے حسن تم خوش ہو جاؤ، رب کائنات نے تمھاری دُعا کو قبول فرما لیا ہے۔ اے غریب نواز تو ہماری ملکیت میں ہے۔ اے معین الدین جو تیرا مُرید ہوگا اور تیرے مریدوں کے مُریدوں کا مرید ہوگا جو قیامت تک تیرے سلسلے میں داخل ہوتا رہے گا اے غریب نواز خدائے پاک اس کی بخشش فرما کے جنت میں بھیجا جائے گا۔ سبحان اللہ۔ غریب نواز نے اللہ پاک کی بارگاہ میں سر سجدے میں رکھ کر شکر کیا اور مُریدوں کو بخشوانے کے بعد پھر مدینہ شریف چل پڑے۔

غریب نواز مدینہ شریف میں:۔

اللہ اللہ کون سا مدینہ جہاں کائنات کے والی تاجدار دو عالم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آستانہ عالیہ ہے جہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے سلامی کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور جو ایک مرتبہ آجائے گا قیامت تک پھر اس کی باری نہیں آئے گی۔ وہ مدینہ شریف جس کی گلیوں کے چوکیدار اللہ کے نوری فرشتے ہیں سبحان اللہ۔ خواجہ اجمیری جب مدینہ شریف کے قریب پہنچے تو آنکھوں میں آنسو آگئے۔ سر مبارک ادب سے جُھک گیا اور زبان پاک سے یہ ترانہ شروع ہوگیا۔ کیا کہ جس کا ترجمہ ایک شاعر نے کیا۔

میں سجدہ کروں یا کہ دل کو سنبھالوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکھٹ نظر آرہی ہے
اسی بے خودی میں کہیں کھو نہ جاؤں تڑپ کملی والے کی تڑپا رہی ہے

دو عالم کا داتا میرے سامنے ہے کہ کعبے کا کعبہ میرے سامنے ہے
ادا کیوں نہ فرض محبت کروں میں خدا کی خدائی جھکی جارہی ہے

اسی طرح ایک اور شاعر اہلسنت محمد علی ظہوری قصوری نے اس کا تصور پیش کیا کہ خواجہ صاحب گویا یوں کہتے جارہے تھے۔

ادھر پاک مدینہ دِسّے ایدھر میریاں اکھاں
راہواں دے وچہ روندا جاواں تے چِاں پھڑ پھڑ کلّھاں

تھاں تھاں تے انوار دِسّن محبوب دے جلوے تکّاں
دو اکھاں مجبور ظہوری تے میں کتھے کتھے رکھاں

جب آپ مدینہ شریف پہنچے تو آپ کے ساتھ آپ کے پیرو مرشد خواجہ عثمان ہارونی بھی تھے۔ مدینہ شریف آپ سیدھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پہ پہنچے۔ خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ میرے پیرومرشد نے فرمایا حسن بیٹا میں نے عرض کی جی حضور، فرمایا بیٹا حسن اللہ کے پیارے حبیب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت اور صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش کرو۔ خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں میں نے نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں یوں سلام پیش کیا: الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو زندہ نبی کریم علیہ السلام نے یہ سلام جب اپنے باوفا امتی کا سنا تو کملی والے کے روضہ انور سے آواز آئی، وَعَلَیکُمُ السَّلامُ یا قطب المشائخ بَرّ و بحر۔ کہ اے میرے پیارے بیٹے معین الدین، اے تمام

مشائخ عظام خشکی تری کے بزرگوں کے پیشوا تم پر بھی میرا سلام ہو۔ سبحان اللہ حضرات گرامی یہ سلام حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے آپ کو معلوم ہے کہ کب حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پیش کیا؟ ۱۱۴۸ء بمطابق ۵۶۳ھ میں یہ سلام عرض کیا گیا یعنی حضور علیہ السلام کی وفات مبارک سے چھ سو سال بعد بھی نبی کریم علیہ السلام اپنے روضۂ انور میں زندہ موجود تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے جواب دیا۔ جب چھ سو سال تک حضور علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ رہ سکتے ہیں تو خدا کی قسم آج چودہ سو سال کے بعد بھی کملی والے آقا زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے لیکن افسوس وہابیوں، دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی قتیل پر جس نے کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنی کتاب میں یہاں تک لکھ دیا ہے کہ حضور علیہ السلام مر کر مٹی میں مل چکے ہیں۔ تقویۃ الایمان صـ۵۷۔ استغفر اللہ۔ حالانکہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے۔

حضور علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ:

قربان جاؤں میں اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خاک پر چونکہ حضور علیہ السلام کو علم تھا کہ میرے بعد ایسے بدعقیدہ لوگ بھی پیدا ہوں گے جو میری شان میں گستاخیاں کرتے ہوئے میری حیات کے منکر ہوں گے اس لیے آج سے چودہ سو سال پہلے فرما دیا: مشکوٰۃ شریف صـ۱۲۱، ابن ماجہ شریف صـ۱۱۹، حضرت ابی داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھا کرو۔ حضرت ابی داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کیا آپ کے وصال کے بعد بھی تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ فَیُرْزَقُ کہ ہاں میرے وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہما السلام کے جسم پاک کو زمین پر کھانا حرام کر دیا ہے اور اللہ کا نبی اپنی اپنی قبر میں زندہ ہے اور ان کو جنتی رزق بھی دیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ۔ کیا خوب نقشہ کھینچا اعلیحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے، میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت، بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے
مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے، غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ واللہ، میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

سبحان اللہ۔ کیا پیارے اشعار فرمائے اعلیحضرت نے کمال کر دیا۔ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو، جبریل پر بچھائیں تو پروں کو خبر نہ ہو
فریاد امتی جو کرے حال زار میں، ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو
اے خار طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے، یوں دل میں آکہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو
ان کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں، گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام دیا تو نبی کریم علیہ السلام نے بھی آگے سے جواب دیا جب پیر کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ اجمیری پر اسی طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت ہوتے دیکھی تو پیر کامل نے فرمایا بیٹا حسن اب تو درجۂ کمال کو پہنچ گیا ہے۔ جہاں میں تمھیں پہنچانا چاہتا تھا تو وہاں پہنچ گیا ہے (انیس الارواح ص ۱۳، ۱۴)

غریب نواز کو دیدارِ مصطفٰے علیہ السلام :

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب مدینہ شریف میں مسجدِ نبا شریف میں اللہ کی عبادت کرنے لگے اور عشقِ الٰہی میں سرشار رہنے لگے اسی طرح وقت گزرتا گیا چھ مہینے کے بعد آخر وہ وقت بھی آن پہنچا جب حضور علیہ السلام کا آپ کو دیدار ہوا۔ خواجہ صاحب رات کو سوئے لیکن اُدھر آپ کا نصیبا جاگ پڑا خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بیٹا حسن تم آج کے بعد معین الدین ہو یعنی میرے دین کے مددگار ہو۔ مسلمانو غور کرو یہ لقب معین الدین کا خواجہ صاحب کو کسی عام انسان نے نہیں دیا بلکہ خود کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا کہ اے معین الدین یعنی اے میرے دین کے مددگار۔ اے قطبوں کے قطب، اے ولیوں کے سردار بیٹا جاؤ ہم نے تمھاری ڈیوٹی ہندوستان میں لگادی ہے ہندوستان جاؤ اور وہاں جاکر دین کی سربلندی کے لیے دن رات کام کرو اور لوگوں کو دعوت اسلام دو اور میرا کلمہ پڑھا کر میرا غلام بناؤ اور بیٹا تمھارا ہیڈ کوارٹر ہندوستان کے شہر اجمیر میں ہوگا اور ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ اللہ تمہارا مددگار ہوگا۔

غریب نواز بغداد شریف :

خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ حضور علیہ السلام کا حکم سنتے ہی وہاں سے تیار ہوئے مدینہ پاک سے ملکِ شام پہنچے۔ ملک شام سے ہوتے ہوتے بغداد شریف پہنچے اور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے جب معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا

کہ اے میرے مُریدو' اس مرد قلندر اور مرد حق کو دیکھو جس کا نام حسن ہے اور کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معین الدین فرمایا ہے۔ بہت سے لوگ اس مرد خدا کی محنت سے منزل مقصود تک پہنچیں گے۔ جہنم سے نکل کر جنت میں جائیں گے۔ بتوں کو چھوڑ کر خدا کے مقبول بن جائیں گے مندروں کی بجائے مسجدوں کو آباد کریں گے اللہ پاک ان کو بڑا مرتبہ عطا فرمائے گا۔ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا معین الدین عرض کی جی حضور۔ فرمایا اب کہاں کا ارادہ ہے عرض کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ڈیوٹی ہندوستان میں لگائی ہے لہٰذا ہندوستان کی تیاری ہے۔ غوث پاک نے فرمایا اچھا معین الدین خدائے ذوالجلال تمھیں کامیاب فرمائیں لیکن ہندوستان کی سرحد پر ایک اللہ کا بہت بڑا شیر بیٹھا ہوا ہے۔ وہ خدا کا بڑا پیارا ہے ذرا اس سے ڈرنا عرض کی حضور وہ کون سا ایسا مقبول ہے جس کا نام آپ بھی بڑی محبت سے لے رہے ہیں۔ فرمایا نام اس کا سیدنا علی ہجویری ہے۔ لیکن اللہ کی مخلوق اس کو داتا گنج بخش لاہوری سے یاد کرتی ہے اس کو ذرا سلام کر کے جانا اور اس کی بارگاہ میں ادب سے پیش آنا۔ اللہ اللہ قربان جاؤں داتا گنج بخش تیری شان پر حضرات (قارئین کرام مجھے جو کچھ فیض ملا ہے داتا علی ہجویری کے در سے ملا ہے یہ انھیں کا انعام ہے جس کو میں آپ کے سامنے تحریری طور پر پیش کر رہا ہوں۔ میں سلام کرتا ہوں اس عظیم ہستی کو جس نے مجھ غریب کو اس مقام پر پہنچایا۔ میری دعا ہے کہ میرے داتا کا در تا قیامت اسی طرح لوگوں میں فیض بانٹتا رہے۔ آمین عرض مصنف)

خواجہ قطب الدین خواجہ غریب نواز کی غلامی میں؟

سامعین کرام خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ دنوں تک بغداد

شریف میں قیام پذیر رہے۔ اور خدا کی یاد میں مست رہے۔ ایک دن خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواجہ ابو اللیث سمرقندی کی مسجد میں تشریف فرما تھے اور اللہ کے حضور اپنی عاجزی کا اظہار کر رہے تھے کہ اچانک ایک جوان آیا آکر سلام پیش کیا۔ خواجہ صاحب نے سلام کا جواب دیا فرمایا بیٹھو۔ بیٹا کیا نام ہے تمہارا عرض کی حضور میری ماں نے میرا نام قطب الدین رکھا ہے اور لقب ہے۔ بختیار کاکی غریب نواز سرکار سن کر بڑے خوش ہوئے فرمایا بیٹا اہلاً وسہلاً تمہارا آنا مبارک ہو بتاؤ کیسے آئے ہو عرض کی حضور میں آپ کا مرید ہونا چاہتا ہوں۔ غریب نواز سرکار سوچ میں پڑ گئے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے عرض کی حضور کیا بات ہے فرمایا بیٹا قطب الدین میں نے ابھی تک کسی کو اپنا مرید نہیں بنایا اور پہلے شخص ہو تم جو مرید ہونے آئے ہو لہٰذا میں سوچوں گا اور مشورہ کروں گا بیٹا کل آنا اور معلوم کرنا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ گھر چلے گئے۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ رات کو نماز عشا پڑھ کر مصلّے پاک پر بیٹھ کر تسبیح پڑھ رہے ہیں درود پاک کا ورد کر رہے ہیں کہ اچانک درود پاک پڑھتے پڑھتے آقائے دو عالم سرکار مدینہ تاجدار اُمت حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں زیارت ہوئی۔ خواجہ غریب نواز نے کیا دیکھا اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت سارے اولیائے کرام، صحابہ کرام بھی تشریف لائے ہیں۔ خواجہ غریب نواز نے خواب کے اندر حضور سرور کائنات کا اُٹھ کر استقبال کیا پاؤں مبارک اور ید اللہ کے ہاتھوں کو چوما۔ تمام صحابہ کرام کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا خواجہ غریب نواز نے بڑے ادب سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداک ابی وامی میرے ماں باپ آپ کے قدموں پہ قربان ہوں بڑی کرم نوازی فرمائی ہے آپ نے اور اپنے دیدار سے اپنے غلام کو نوازا

ہے۔ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا بیٹا حسن عرض کی جی میرے آقا فرمایا آج کوئی جوان مسجد ابواللیث سمرقندی میں تمہارے پاس آیا تھا خواجہ غریب نواز نے عرض کی جی حضور ضرور آیا تھا۔ فرمایا کیا نام تھا عرض کی حضور وہ بتا رہا تھا کہ میرا نام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ کہتا کیا تھا عرض کی حضور وہ مجھے کہتا تھا کہ مجھے اپنا مرید بنا لو۔ کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر تم نے کیا جواب دیا عرض کیا حضور میں نے جواب دیا تھا کہ اچھا کل آنا میں سوچوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹا اب وہ جوان قطب الدین تمہارے پاس آئے تو اس کو اپنا ضرور مرید بنا لینا کیوں؟ اس لیے کہ وہ خود نہیں آیا تھا بلکہ میں محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تیرے پاس بھیجا تھا۔ بیٹا وہ تمہارے ساتھ ہندوستان بھی جائے گا۔ وہاں پہ تمہاری خدمت بھی کرے گا اور مدد بھی کرے گا۔ بیٹا حسن میں محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم قطب الدین کا سفارشی بن کے آیا ہوں قربان جاؤں قطب الدین تیری شان پر۔ کسی کا کوئی سفارشی بنا کسی کا کوئی لیکن قربان جاؤں تیری سفارش کرنے والے آقا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خاک پر جنہوں نے آپ کی سفارش فرمائی۔ سبحان اللہ کتنا پیارا نقشہ کھینچا شاعر نے محمد مصطفٰے علیہ السلام کی سفارش کا۔ شاعر کہتا ہے:

ایہہ کچہری اے حق دی حق دے لئی ایتھے ہور نہ کوئی دلیل ہوے
ایتھے کوئی نہیں کم سفارشاں دا بھاویں موسیٰ تے بھانویں خلیل ہوے
جھڑا حق دا فیصلہ ہو جاوے اوہدی پھر نہ کدی اپیل ہوئے
ایہہ رفیق مقدمہ کیوں ہارے جیہدے وکیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم وکیل ہوئے

غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب حضور علیہ السلام کی زبان پاک سے صلی اللہ علیہ وسلم قطب الدین کی سفارش کا سنا تو بڑے حیران ہوئے۔ غریب نواز کی حیرانگی کو حضور

نے پہچان لیا۔ ارے پہچانتے بھی کیوں نہ۔ ارے حضور علیہ السلام تو دلوں کے چھپے ہوئے رازوں کو بھی جانتے ہیں اس لیے کہ حضور علیہ السلام ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جو جان سے زیادہ قریب ہوگا کیا وہ دلوں کے بھید نہیں جانے گا۔ ارے قرآن پڑھیے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے اکیسویں پارے، پارہ ۲۱ آیت نمبر ۵ رکوع ۱۶ سورۃ الاحزاب۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ۔ نبی کریم علیہ السلام مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ ایمان والوں کے نزدیک اور نبی کریم علیہ کی ازدواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔ یہ تو حضور علیہ السلام کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے۔ اب آئیے خدا کا فرمان اپنے بارے میں سنیے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پارہ ۲۶ سورۃ قٓ رکوع ۱۵ آیت ۱۵ میں ارشاد فرماتا ہے: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ٥ بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے اور ہم دل کی رگ سے بھی زیادہ انسان کے قریب ہیں۔ اللہ غنی۔ اللہ پاک شہ رگ سے قریب اور حضور علیہ السلام مومنوں کی جانوں کے قریب یعنی جہاں خدا کی رحمت جلوہ گر ہوگی وہاں مصطفےٰ کی مصطفائی چمکارے مار رہی ہوگی۔ جہاں خدا ہوگا وہاں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور ہر ایمان والے کا یہ ایمان ہے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے تو خدا کا قرآن کہتا ہے اسی طرح حضور علیہ السلام بھی ہر جگہ جلوہ گر ہیں۔ لیکن یاد رکھیں خدا ہر جگہ موجود ہے کا یہ مطلب نہیں کہ خدا ہر جگہ ڈیرا لگا کر بیٹھا ہے کیونکہ خدا مکان اور جگہ سے پاک ہے لیکن پھر بھی ہر جگہ موجود ہے سبحان اللہ۔ مسئلہ سمجھ میں نہیں آیا آؤ مسئلہ سمجھنے کے لیے بابا بلھے شاہ قصوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس چلیں۔

بابا بلھے شاہ قصوری کا جواب:

سید محمد عبداللہ شاہ المعروف بابا بلھے شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے عرض کی حضور کیا خدا ہے۔ آپ نے فرمایا بالکل ہے عرض کی حضور خدا کہاں ہے ہمارے اندر ہے ہمارے باہر ہے یہاں ہے یا وہاں ہے قصور ہے یا لاہور ہے۔ مکہ پاک ہے یا مدینہ پاک ہے۔ ہم خدا کو ڈھونڈنا چاہیں تو کہاں ڈھونڈیں؟ تو بابا بلھے شاہ نے کیا جواب دیا ایمان والو سنو اور اپنا ایمان تازہ کرو۔ بابا جی نے فرمایا کہ :۔

جے میں اپنے اندر ڈھونڈاں تے فیر منقلب جانا
تے جے میں اپنے باہر ڈھونڈاں تے میرے اندر کون سماتا

پھر آخر میں یہ فیصلہ فرمایا کہ :۔

سب کجھ توں ہیں اتے سب وچ توں ہیں اتے میں سب تو پاک پہچانا
میں وی توں ہیں اتے توں وی توں ہیں نے فیر بلھا کون نمانا

معلوم ہوا خدا ہر جگہ موجود تو ہے لیکن وہ پاک پروردگار ہماری نظروں سے بالکل ورا ہے ہم لاکھ کوشش کریں وہ ہمیں دکھائی نہیں دے گا اسی طرح حضور علیہ السلام ہر جگہ موجود تو ہیں لیکن وہ بھی ہر انسان کو نظر نہیں آتے حضور علیہ السلام کو دیکھنا ہے تو آنکھیں خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی پیدا کرو۔ بات دور چلی گئی۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ خواجہ غریب نواز بڑے حیران ہوتے دل میں سوچنے لگے کہ قطب الدین کا بڑا مقام ہے تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا بیٹا حسن، قطب الدین خدا کا دوست ہے لہٰذا اب وہ آئے تو اسے خلافت بھی دینا اور اپنا جبہ بھی دینا اور اسے مرید بنا لینا۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ چالیس رات

مسلسل مجھے ہر روز نبی کریم علیہ السلام کا دیدار ہوتا رہا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم قطب الدین کے بارے تاکید فرماتے رہے کہ اسے مرید بنا لو۔ اللہ غنی

ربّ العالمین اور خواجہ معین الدّین ؒ۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چالیس روز حضورؐ کے دیدار کے بعد رات کو خدا کی عبادت کرتے کرتے مجھے اونگھ سی آئی تو خواب میں میں نے یہ غیبی ندا سنی۔ میں نے عرض کی کہ اے بولنے والی ذات آپ کون ہیں ؟ آواز آئی معین الدین ہم تیرے پیدا کرنے والے رب العلمین ہیں۔ غریب نواز نے جب یہ آواز سنی تو خواب میں ہی سر سجدے میں جھکا دیا۔ عرض کی کہ اے رب کائنات کیا حکم ہے اے پیدا کرنے والے کیا ارشاد ہے رب العلمین نے فرمایا کہ اے معین الدین قطب الدین بختیار کاکی ہمارا بھی دوست ہے اور ہمارے پیارے حبیب محمد مصطفےٰ علیہ السلام کا بھی دوست ہے۔ ہم نے قطب الدین کو اپنا برگزیدہ بندہ بنا لیا ہے اور اس کا نام اپنے خاص دوستوں میں لکھ دیا ہے لہٰذا اے معین الدین اب تمہارے پاس قطب الدین آئے تو اسے اپنا مرید بنا لینا اسے خلافت بھی عطا کرنا اور خرقہ خلافت بھی دے دینا۔ سبحان اللہ۔ حوالہ کے لیے۔ سید العارفین ص ۱۲۲، ص ۱۲۳، اردو، فارسی کا صفحہ ۲۔ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب خدائے ذوالجلال اور حضور علیہ السلام کے احکامات سنے تو خود خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کو بلا کر اپنا مرید بنا لیا۔ معلوم ہوا کہ خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی بھی بڑی شان ہے اور بڑی شان ہو بھی کیوں نہ کہ خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب سے پیدا ہوئے خدا کی عبادت میں ہی لگے رہے اور خدا کو مناتے رہے اور جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ خواجہ بختیار کاکی کی شان کا اندازہ آپ

اس واقعہ سے لگائیں۔ امام اہلسنت احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ملفوظات شریف ص ۳۷۸ میں لکھتے ہیں :

خواجہ قطب الدین کا بچپن :

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک جب پانچ سال کی ہوئی تو آپ کو والد قرآن پاک پڑھانے کے لیے ایک قاری صاحب کے پاس لے گئے۔ حضرت بختیار کاکی علیہ رحمتہ پہلے دن شاگرد ہو گئے۔ قاری صاحب نے قرآن پاک کے آداب اور صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھایا دوسرے دن سبق شروع ہوا۔ قاری صاحب نے اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ پڑھی حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اعوذ باللہ پڑھی۔ قاری صاحب نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا حضرت بختیار کاکی نے بھی بسم اللہ شریف پڑھی۔ استاذ صاحب نے اب پڑھا الحمدُ لِلّٰہِ رب العالمین۔ لیکن حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ خاموش ہو گئے۔ استاذ صاحب نے سمجھا کہ سبق شاید مشکل ہے کیونکہ اعوذ باللہ اور بسم اللہ تو بچے گھر میں بھی یاد کر لیتے ہیں۔ استاذ صاحب نے پھر پڑھا الحمدُ للہِ رب العالمین لیکن حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ پھر خاموش ہو گئے۔ استاذ صاحب نے فرمایا بیٹا قطب الدین پڑھتے کیوں نہیں کیا سبق مشکل ہے۔ حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی۔ استاذ جی مجھے یہ سارا سبق یاد ہے میں یہاں سے نہیں پڑھوں گا۔ استاذ صاحب نے فرمایا بیٹا قطب الدین پھر تم کہاں سے پڑھو گے تو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے کہا استاذ جی میں تو یہاں سے پڑھوں گا۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔ استاذ صاحب بڑے

حیران ہوئے پوچھا بیٹا قطب الدین یہ تو پندرھواں سپارہ ہے اور پہلے چودہ سپارے کون پڑھے گا۔ خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا استاذ جی پہلے چودہ سپارے مجھے اچھی طرح یاد ہیں۔ استاذ صاحب کی حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ پانچ برس کا بچہ ہے اور کہتا ہے کہ میں نے چودہ سپارے حفظ کیے ہوئے ہیں۔ استاذ صاحب نے پوچھا بیٹا یہ تو بتا یہ سپارے چودہ تم نے کیسے حفظ کر لیے ہیں۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ استاذ جی بات دراصل یہ ہے کہ میری والدہ چودہ سپاروں کی حافظہ ہے اور میری ماں کی یہ عادت ہے کہ جب تک صبح ان چودہ سپاروں کی تلاوت نہیں کر لیتیں دنیا کا کوئی کام نہیں کرتیں۔ جب تک میں چھوٹا ہوتا تھا تو میری ماں مجھے گود میں لے کر روزانہ صبح ان سپاروں کی تلاوت کرتی تھی۔ چونکہ میں روزانہ سنا کرتا تھا یہ چودہ سپارے میرے ذہن میں پختہ ہوتے چلے گئے استاذ جی اب میں بھی ماں کی طرح چودہ سپاروں کا حافظ ہوں اس لیے میرا سبق الحمدُ للہ رب العالمین نہیں بلکہ مجھے تو پڑھائیے۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا۔ سبحان اللہ۔ یہ شان ہے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے بچپن شریف کی۔ جب بچپن کا یہ عالم ہے تو آپ اندازہ لگا لیں حضرت کی جوانی کا کیا عالم ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے مرید ہونے کے لیے کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور خدائے ذوالجلال بھی خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کو حکم فرماتے ہیں:

ہمارے بچے:

حضرات گرامی یہ تو تھے قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو پانچ

برس کی عمر پاک میں چودہ سیپارے حفظ کر لیے لیکن ہمارے بچوں کا کیا عالم ہے
اللہ غنی ۔ ہمارے بچے جب بولنے کے قابل ہوتے ہیں تو بجائے قرآن پاک پڑھنے
کے فلمی گانے گاتے ہیں فلموں کے ڈائیلاگ اور بڑکیں لگاتے ہیں اور ایک دوسرے
کو گندی اور غلیظ گالیاں دیتے ہیں جن کو سن کر سر شرم سے جھک جاتا ہے آخر
اس کی وجہ کیا ہے ہماری نسل کیوں بگڑتی جا رہی ہے تو اس کا جواب صاف ہے
کہ یہ ہماری خود غلطی ہے ۔ ماں باپ کا جرم ہے والدین کا قصور ہے کہ بچے کو بچپن
سے کنٹرول میں نہ رکھنے کا نتیجہ ہے اگر ماں باپ بچپن سے اولاد کو کنٹرول میں نہ
رکھیں تو یہ کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے بچے بھی بڑے ہو کر اللہ کے مقبول اور محبوب
نہ بنیں لیکن ہماری اولاد بجائے مقبول بننے کے ایکٹر بنتی جا رہی ہے کیونکہ دن رات
گھر میں وی سی آر چلے گا گندی اور ہر طرح کی فلمیں بچہ دیکھے گا تو آپ خدا کے
لیے خود سوچیے اولاد کس طرح سدھر سکتی ہے یاد رکھو قیامت کے دن آپ
سے اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا ۔ اللہ پاک پوچھے گا کہ او دنیا والو بتاؤ تم
نے اپنی اولاد کو کیا تعلیم دی کیا شریعت کے احکامات سکھائے تو پھر ہم کیا
جواب دیں گے کہ مولا ہم نے بچوں کو بچپن میں فلمیں دکھائیں ان کو پیار و محبت
کی وجہ سے ان کی زندگی کو برباد کیا حضرات سامعین کرام ماں کا اولاد پر
بڑا اثر ہوتا ہے جیسے آپ نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے واقعہ سے
خود اندازہ لگایا ہو گا ۔ ماں اگر قرآن پڑھنے والی فاطمہ ہوتی ہے تو بیٹا بھی کربلا
کے نیزے کی نوک پر قرآن سنانے والا حسین پاک ہوتا ہے ۔ اگر ماں ہو نور بی بی
تو بیٹا بھی خواجہ معین الدین جیسا ۔ ۹۵ لاکھ ہندوؤں کو مسلمان کرنے والا
ہوتا ہے اگر ماں ہو گی عیاش فلم پرست تو بڑا ہو کر بیٹا بھی ہیرو بنے گا ۔ اللہ
معافی دے برے طریقوں سے ۔ خدائے ذوالجلال سے دعا ہے کہ اللہ تبارک

وتعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ساتواں وعظ نورانی خطبہ مبارکہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَہْلِ بَیْتِہٖ وَ اَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ وَاَہْلِ سُنَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ ھُوَ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَشَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰہِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ (پ ۲۶، سورۃ الحجرات، رکوع ۱۴، آیت ۱۳)

"تم میں سے زیادہ عزت والا اللہ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور سب کی خبر رکھنے والا ہے۔"

حضرات محترم اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر فرمایا ہے

جو اس کے نزدیک عزت والے عظمت والے اور شان والے ہیں۔ ایمان والو
یاد رکھو کسی خاندان میں پیدا ہونا کسی زمین کا باشندہ ہونا اور چہرے کی کوئی خاص رنگت
رکھنا اس میں انسان کی اپنی کوشش کا کوئی دخل نہیں کیونکہ اگر یہ تمام چیزیں انسان
کی کوشش سے بار آور ہوتیں تو انسان یہ سب کچھ اپنے بازوؤں کی ہمت سے حاصل
کر لیتا لیکن یہ سب کچھ خدا کی قدرت سے ہوتا ہے البتہ ایک چیز ہے جس سے
انسان کا مرتبہ دوسرے لوگوں سے برتر اور اعلیٰ ہو جاتا ہے اور اس میں انسان کی
ذاتی کوشش کا بھی دخل ہوتا ہے اور وہ تقویٰ۔ تقویٰ کی بنا پر جو انسان اللہ کی
بارگاہ میں معزز ہوگا وہ ہر طرح کے تکبر و غرور سے پاک ہوگا کیونکہ اللہ والوں کی یہ
شان ہوتی ہے کہ وہ انکساری اور عاجزی کے پتلے ہوتے ہیں۔ خواجہ غریب نواز
رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیت کریمہ پہ پورا عمل کیا حضرات آپ کو یاد ہوگا میں
نے پچھلے وعظ میں آپ کے سامنے یہ عرض کیا تھا کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہو گئے
خواجہ بختیار کاکی حضور غریب نواز کے ایسے مرید ہوئے کہ پھر ساری زندگی اپنے
پیر کامل غریب نواز کے ساتھ گزار دی۔

غریب نواز بغداد سے ہندوستان کی طرف :

خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد شریف سے چلے تو راستے
میں جگہ قیام فرماتے اور لوگوں کو دین مستقیم کی تبلیغ فرماتے جاتے حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ اوحد الدین
شیخ شہاب الدین سہروردی اور میرے پیر و مرشد خواجہ معین الدین چشتی
اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین خراسان کے ایک شہر میں اکٹھے ہوئے اور

یہ تینوں بزرگ بیٹھ کر دین و اسلام کے معاملے میں بات چیت کر رہے تھے کہ اچانک ایک لڑکا جس کی عمر بمشکل بارہ برس کی ہوگی نام اس کا تھا شمس الدین التمش سامنے سے گزرا تو خواجہ بختیار کاکی فرماتے ہیں کہ میرے پیرومرشد حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس لڑکے کو دیکھا اور فرمایا کہ اے میرے دوستو شیخ اوحدالدین شیخ شہاب الدین سہروردی نے فرمایا کیا بات ہے بھائی معین الدین خواجہ غریب نواز نے فرمایا یہ لڑکا جو جا رہا ہے آج تو یہ عام لڑکا معلوم ہو رہا ہے لیکن کل یہی بچہ دہلی اور ہندوستان کا بادشاہ ہوگا اللہ اللہ حضرات محترم خواجہ صاحب کی زبان سے جو بات نکلی وہ پوری ہوئی کر نہ ہوئی۔ تاریخ ہند اس بات کی گواہ ہے اور فوائد السالکین اس بات کو آج بھی ڈنکے کی چوٹ پر بیان کر رہی ہے کہ خواجہ کی زبان غیب سے جو نکلا وہ جملہ تیر قضا کی طرح نشانے پر بیٹھ گیا۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق ۶۰۷ھ میں ایک گمنام آدمی جس کا نام شمس الدین التمش تھا طوفان کی طرح اٹھا اور دیکھتے دیکھتے سارے ہندوستان پر چھا گیا اور میرے پیارے خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک کھلی ہوئی کرامت بن کر بالآخر ایک دن دہلی کے تخت اس نے قبضہ کر لیا۔ اب وہ صرف شمس الدین نہیں تھا بلکہ ہندوستان والوں کے لیے سلطان شمس الدین التمش تھا اور میرے خواجہ کی نکلی ہوئی بات بھی پوری ہوگئی اور لوگ پکار پکار کر یہ کہہ رہے تھے کہ اے میرے خواجہ۔

؎ تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
کہا جو دن کو کہ شب ہے تو رات ہو کے رہی

اللہ غنی۔ کہاں ہیں وہ دیوبندی حضرات اور وہابی حضرات جو کہتے ہیں کہ کہ نعوذ باللہ حضور علیہ السلام کو بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ کل کیا ہوگا۔ وہ غور کریں یہ

غریب نواز کوئی نبی نہیں بلکہ نبی کریم علیہ السلام کے بیٹوں کے بیٹے ہیں۔ میاں جب بچوں کا یہ حال ہے تو باپ سرور انبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام ہو گا۔ کتنا پیارا نقشہ کھینچا ایک شاعر نے اس بات کا شاعر فرماتا ہے:

؎ اللہ اللہ اللہ لا الٰہ الا ہُو آمنہ بی بی کے گلشن میں آئی ہے تازہ بہار
پڑھتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم آج درود دیوار نبی جی اللہ اللہ اللہ لا الٰہ الا ہُو

اوّل آخر سب کچھ جانیں دیکھے بعید قریب غیب کی خبریں دینے والا اللہ کا وہ حبیب
نبی جی اللہ اللہ اللہ لا الٰہ الا ہُو

غریب نواز اور سبزہ زار کا حاکم:

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خراسان سے چلے ایران پہنچے ایران سے افغانستان پہنچے۔ افغانستان میں ایک علاقہ تھا جس کا نام سبزہ زار تھا اس علاقے کا حاکم جس کا نام یادگار محمد تھا۔ یہ بہت ظالم، جابر، بدمزاج اور بدکردار تھا۔ اس حاکم یادگار محمد کا ایک بہت ہی خوب صورت قسم کا باغ جو کہ شہر سے کچھ فاصلے پر تھا۔ اس میں طرح طرح کے درخت لگے ہوئے تھے اور ان درختوں پر طرح طرح کے پھل بھی ہوتے تھے اس کے علاوہ بڑے پیارے پیارے پھولوں کے باغیچے لگے ہوئے تھے جب شام کا ٹائم ہوتا تو ان پھولوں سے ایسی پیاری پیاری خوشبو آتی کہ انسان کی طبیعت میں سرور آ جاتا تھا پھر جب ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلتیں تو پھولوں میں سے وہ خوشبوئیں نکل کر انسان کے دماغ کو معطر کر دیتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ ہر روز سبزہ زار کا حاکم یادگار محمد شام کو اس باغ میں سیر و تفریح کے لیے

آتا تھا اور اس کے تمام ملازمین تمام خادمین باغ میں سے ہر اُس آدمی کو نکال دیتے تھے جو بھی وہاں سیر و تفریح کی غرض سے آیا ہوتا جیسا کہ ہمارے ملک میں رواج ہے کہ گورنر یا وزیر آئے تو غریب عوام کو راستے میں روک دیا جاتا ہے۔ گورنر صاحب اور وزیر صاحب ائیر کنڈیشنڈ گاڑیوں میں مزے سے جا رہے ہوتے ہیں اور غریب بچارے دھوپ میں گل سڑ رہے ہوتے ہیں اور پولیس اور گورنر اور وزیر کو گالیاں دے رہے ہوتے ہیں اور کوس رہے ہوتے ہیں۔ بہر حال جب خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس علاقے سبزہ زار میں پہنچے تو آپ اپنے مُرید خاص حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ساتھ لیے اُسی باغ میں پہنچے اس باغ میں ایک بہترین قسم کا حوض یعنی فوارہ بنا ہوا تھا آپ اسی حوض کے پاس تشریف لے گئے اسی حوض سے وضو کیا اور دو رکعت نفل ادا فرمائے۔ تحیتہ الوضو کے نفل پڑھنے کے بعد اسی حوض کے کنارے مصلّیٰ بچھا کر بیٹھ گئے اور قرآن پاک کی تلاوت کرنی شروع کر دی اور ادھر شام کا ٹائم ہو گیا۔ یادگار محمد حاکم سبزہ زار آنے والا تھا تمام لوگ باغ سے جا رہے تھے کہ کہیں بادشاہ ہمیں دیکھ کر غصہ میں نہ آ جائے، چنانچہ ساری دُنیا چلی گئی لیکن خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ باغ سے تشریف نہ لے گئے وہیں بیٹھے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے رہے۔ دوسری طرف حاکم یادگار محمد کے ملازمین بڑے پریشان ہو گئے کہ اب یہ بزرگ جا نہیں رہے بادشاہ آ گیا حاکم پہنچ گیا تو کہیں ہماری نوکری کی چھٹی نہ ہو جائے۔ تمام ملازمین خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کرنے لگے حضور غریب نواز ہم لوگ بڑے غریب ہیں فرمایا تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ عرض کی حضور حاکم کا حکم ہے کہ جب میں باغ میں پہنچوں تو کوئی بندہ باغ میں نہیں ہونا چاہیے۔ وگرنہ تمہاری چھٹی بھی ہو جائے گی اور تمھیں سزا بھی دی جائے گی۔ حضور اب اس

کا ٹائم ہونے والا ہے وہ آنے والا ہے۔ اگر آپ نہ گئے تو پھر ہمارے بچوں کا کیا بنے گا ہماری نوکری کا کیا بنے گا اور ہمیں سزا کا کیا معاملہ ہوگا۔ حضور آپ کا تو لقب ہی غریب نواز ہے لہٰذا غریبوں پر کرم فرماؤ اور باغ سے تشریف لے جاؤ مہربانی ہوگی۔ خواجہ غریب نواز اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ بادشاہ کے ملازمو، حاکم کے خادمو ڈرنے کی ضرورت نہیں انشاء اللہ میں بھی یہاں سے نہیں جاؤں گا تمہاری نوکری بھی نہیں چھوٹے گی، تمہیں سزا سے ڈرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں لیکن ملازمین نے کہا کہ حضور ہمیں تو حاکم کے نام سے بھی خوف آتا ہے کیونکہ وہ بڑا جابر ظالم ہے کسی کا لحاظ نہیں کرتا فرمایا تم اپنے حاکم یادگار سے ڈرتے ہو لیکن میں تمہارے حاکم سے نہیں ڈرتا بلکہ میں تو اپنے معبود حقیقی، اپنے مالک خالق اپنے حاکم رب العالمین سے ڈرتا ہوں اس کے علاوہ مجھے کسی دنیا والے کا ڈر نہیں اگر تم کو زیادہ ہی ڈر لگ رہا ہے تو اس سامنے والے درخت کے پاس بیٹھ جاؤ اور پھر دیکھو کہ تمہارے حاکم کا کیا حال ہوتا ہے مجھے وہ ڈراتا ہے یا وہ میرے قدموں میں جھکتا ہے۔ اللہ اللہ۔ اتنے میں باغ کے ملازمین نے زور زور سے پکارنا شروع کر دیا کہ خبردار ہوشیار حاکم وقت تشریف لا رہے ہیں، تمام ملازمین تمام خدام تمام نوکر چاکر ہاتھ باندھ کر بڑے مؤدبانہ طریقے سے بادشاہ کے استقبال کے لیے صف بستہ کھڑے ہو گئے۔ حاکم وقت یادگار محمد باغ میں پہنچا تو کیا دیکھا کہ ایک نورانی چہرے والا انسان حوض کے کنارے مصلّٰے بچھائے قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول ہے۔ بادشاہ نے جب یہ منظر دیکھا تو بڑا غصّے میں آ گیا تمام ملازمین کو اپنے پاس بلایا اور غصہ میں لال پیلا ہو کر کہنے لگا کہ او کم بختو کیا تم نے میرا حکم نہیں سنا ہوا کہ جب میں سیر کی غرض سے باغ میں آؤں تو کوئی بندہ باغ میں نہیں ہونا چاہیے۔ تمام ملازمین نے بیک زبان ہو کر ہاتھ باندھ کر کہا جی

حضور آپ کا حکم ہمیں معلوم ہے۔ تو پھر بادشاہ گرجا کر بولا یہ بندہ کیوں یہاں بیٹھا ہے۔ تمام ملازمین خادمین کی ٹانگوں میں کپکپی طاری ہوگئی ملازمین دل ہی دل میں خواجہ صاحب کو کہنے لگے کہ باباجی نے ہمیں مروا دیا۔ ہم جو کہتے تھے کہ باباجی حاکم بڑا جابر ہے بڑا ظالم ہے لیکن ادھر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملازمین کی حالت بے کسی کو دیکھ رہے تھے۔ بادشاہ کو غصہ میں دیکھ کر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا نورانی سر مبارک اوپر اٹھایا اور حاکم یادگار محمد کو دیکھ کر مسکرانے لگے۔ یادگار محمد نے جب غریب نواز کو مسکراتے دیکھا بس پھر کیا تھا کہ خواجہ صاحب کے نورانی چہرے مبارک میں سے نور کی شعاعیں نکلیں۔ یادگار محمد اس نور کی ضیاؤں کو دیکھ کر بے ہوش ہو کر گر پڑا یادگار کے ملازمین خادمین نوکر چاکر بڑے پریشان ہوگئے کہ ہمارے حاکم ہمارے آقا ہمارے بادشاہ کو کیا ہوگیا۔ تھوڑی دیر تک یادگار بے ہوش پڑا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یادگار محمد کے ایک ملازم کو فرمایا کیوں بھئی کیا یہی تمہارا جابر اور ظالم حکمران ہے جو کسی بھی گنتی میں شمار نہیں کرتا تھا جس کے خوف سے تمہارے سانس اکھڑے ہوئے تھے جس کی دہشت سے تمہیں اپنی نوکری کا خطرہ ہوگیا تھا دیکھو اپنے جابر کو دیکھو۔ خادمو اپنے آقا کو دیکھو اپنے بادشاہ کو دیکھو اپنے سلطان کو دیکھو اور پھر میرے خدائے ذوالجلال کی شان کو دیکھو جس نے ہمیں یہ عزت، یہ مقام، یہ رتبہ، یہ فضیلت، یہ عظمت، یہ شان عطا فرمائی۔ ملازمین نے عرض کی حضور ہم آپ کی بزرگی کو مان گئے واقعی آپ اللہ کے بہت مقبول و محبوب بندے ہیں۔ خواجہ صاحب اب مہربانی فرماؤ ہمارے حاکم کو ہوش میں لاؤ۔ خواجہ صاحب نے حاکم کے ایک ملازم کو حکم دیا کہ جاؤ حوض میں سے تھوڑا سا پانی لے آؤ۔ ملازم گیا حوض میں

سے پانی لے آیا حضرت غریب نوازؒ نے اپنے نورانی ہاتھ میں پانی لے کر چھینٹا مارا بس چھینٹا پانی کا مارنا ہی تھا کہ یادگار محمد ہوش میں آگیا ہوش میں آتے ہی تمام غرور تکبر ختم ہو گیا جابریت، حاکمیت، ظالمیت مٹی میں مل گئی۔ فوراً عاجزی انکساری کے عالم میں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں گر پڑا اور سچے دل سے مسلمان ہو گیا اور حضرت صاحب کا غلام اور مرید بن گیا۔ اس کا مرید بننا ہی تھا کہ تمام سبزہ زار کے لوگوں نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں پر سچے دل سے توبہ کی اور تمام کے تمام بیعت ہو گئے پورا شہر سبزہ زار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہو گیا اور چشتیوں کا شہر بن گیا۔ اور گویا سبزہ زار کے ہر انسان کی زبان پر یہ ترانہ چل رہا تھا کیا جس کی ترجمانی شاعر اہلسنت جناب عبدالستار نیازی فیصل آبادی نے کی۔ نیازی صاحب لکھتے ہیں کہ سبزہ زار کے لوگ یوں کہہ رہے تھے: ؎

آج رکھنا نہ محروم خواجہ ۔ ہے تیرے فیض کی دھوم خواجہ
تیری محفل میں آئے ہیں ہم بھی شہرے سن کر تمہاری چھٹی کے

اے میرے خواجہ، ہے دلوں پر تیری حکمرانی، اولیا تیرا بھرتے ہیں پانی
شان و شوکت جھکی تیرے در پر، میرے خواجہ میں صدقے تیری سادگی کے

اللہ غنی حضرات سامعین کرام یادگار محمد نے تمام اپنے مال خزانے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں نچھاور کر دیئے۔ خواجہ صاحب نے وہ تمام سامان سبزہ زار کے غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بے سہاروں، لاوارثوں میں تقسیم کر دیا اور پھر یادگار محمد کو ایک ہی نگاہ عنایت سے قلندر اور اللہ کا ولی بنا دیا پھر اس کو خرقہ خلافت نوازنے کے بعد سبزہ زار کا حاکم بنا دیا اللہ اللہ۔ پہلے یہ یادگار محمد ساری رات عیاشی کرتا تھا شرابوں کا دور چلتا تھا لیکن اب وہی

یادگار محمد ساری رات مصلیٰ بچھا کر اللہ اللہ کرتے گزار دیتا۔ عشاء کی نماز پڑھتا تو صبح ہو جاتی۔ صبح کی پڑھتا تو ظہر کا ٹائم ہو جاتا میرے خواجہ نے اُسے اللہ کے محبوب کا سچا پکا غلام بنا دیا۔ سبحان اللہ۔ شاعر نے کیا خوب فرمایا۔ شاعر کہتا ہے:

کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے
دو عالم کی خبر رکھتا ہے دیوانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبزہ زار کے لوگوں کو اللہ کا سچا بندہ بنانے کے بعد افغانستان سے پشاور پہنچے اور پشاور سے سیدھے لاہور پہنچے۔ راستے میں اس کے علاوہ بڑے بڑے واقعات بڑی بڑی کرامتیں ظہور میں آئیں جن کو بیان کرنے سے میری تقریر کافی طویل ہو جائے گی۔ بہر حال خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور حضرت سیدنا و مولانا سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار شریف میں تشریف لے گئے۔

غریب نواز داتا صاحب کے قدموں میں:

حضرات محترم لاہور شریف میں ایک مقدس بزرگ کا مزار پاک ہے جن کا نام نامی اسم گرامی سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے یہ داتا صاحب خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور پیران پیر روشن ضمیر سیدنا و مولانا عبد القادر جیلانی المعروف غوث پاک سے بہت عرصہ پہلے گزر چکے ہیں حضرت سیدی و مولائی سیدنا علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رح بہت بڑی ہستی ہیں ان کی عظمت ان کی شان ان کا مقام کا اندازہ اس بات سے آپ خود لگالیں کہ ایک دن سیدنا عبد القادر جیلانی المعروف حضور غوث پاک

کے سامنے داتا گنج بخش لاہوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام لیا گیا تو غوث پاک نے فرمایا کہ اے میرے مُریدو، اگر داتا گنج بخش لاہوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میرے زمانے میں ہوتے تو ہم داتا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مُرید ہو جاتے۔ اللہ غنی۔ حضرات آپ کو معلوم ہے یہ غوث پاک کون ہیں۔ یہ وہ غوث پاک ہیں جن کا فرمان ہے کہ، قَدَمِیْ هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ۔ غوث پاک فرماتے ہیں کہ اے اللہ کے ولیو، میرا یہ قدم اللہ کے تمام ولیوں کی گردنوں پر ہے۔ اللہ اللہ یہ ولیوں کا شہنشاہ جس کا قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہے وہ بھی میرے داتا گنج بخش کا مُرید اور غلام بننا چاہتا ہے۔ قربان جاؤں داتا تیری شان پر۔ بہرحال خواجہ صاحب داتا صاحب کے دربار پُرانوار میں پہنچے۔ حضرات سامعین یہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وہ بزرگ ہیں جن کو آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معین الہند اور ولیوں کا سردار فرمایا تھا لیکن آج وہی خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب میرے داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار میں حاضری دیتے ہیں تو پیروں کی جانب سے اور پیروں کی جانب بیٹھ کر چالیس دن تک چِلّہ کاٹتے ہیں سُبحان اللہ۔ یہ اللہ والے اللہ والوں کے ادب کو جانتے ہیں اور ان کی عزت کو شان کو مقام کو رتبہ کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ حضرات محترم جب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار داتا حضور نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ پُرانوار پہ رُوحانیت اور معرفت حاصل کرنے کے لیے اور سند ولایت پانے کے لیے چِلّہ کشی کر رہے تھے تو آپ ہر روز نمازِ فجر کے بعد قرآن پاک کی ایسی تلاوت فرماتے کہ سننے والے عش عش کر اُٹھتے تھے۔ اللہ پاک نے پیاری اور ولایت کی زبان دی تھی ایسا کیوں نہ ہوتا؟ جب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چِلّہ کی مدت پوری کر لی تو داتا پاک کے مزار پاک کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی

کہ یا میرے داتا چلہ پورا ہو گیا ہے حاضری کے دن اختتام تک آن پہنچے ہیں حضرت نظرِ کرم فرمائیے اور اپنی بارگاہ سے سند ولایت عطا فرمائیے لیکن داتا صاحب کے مزار پاک سے کوئی آواز نہ آئی کوئی جواب نہ ملا میرے خواجہ پیا نے دل میں سوچا کہ شاید داتا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پُرانوار پر میری حاضری قبول نہیں ہوئی یہی وجہ ہے کہ جواب نہیں ملا۔ یہ سوچ کر رونے لگے اور گویا کہنے لگے کہ :-

ے ساقی تیرے کرم پہ بڑا ناز تھا مجھے
ناکام جا رہا ہوں مقدر کی بات ہے

لیکن سامعین کرام خواجہ پیا کے مقدر میں ناکامی نہیں تھی بلکہ ہندوستان کی ولایت لکھی جا چکی تھی۔ ابھی آپ انہی خیالات میں گم تھے کہ داتا پیا کے دربار سے جواب کیوں نہیں ملا۔ کہ آپ پر روحانی کشف کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اسی روحانی کیفیت میں داتا پاک کے مزار پُرانوار سے آواز آئی کہ معین الدین عرض کی جی حضور۔ فرمایا روکیوں رہے ہو میاں تمہاری حاضری ہماری بارگاہ میں مقبول ہے۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا حضرت میں نے آپ کے دربار کی طرف توجہ کر کے آپ سے سند ولایت مانگی لیکن جواب نہیں ملا تھا اس کی کیا وجہ ہے۔ داتا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک سے آواز آئی کہ معین الدین تم کمال خوش الحانی سے تلاوت قرآن پاک کرتے ہو اور ہمیں یہ تمہارا اندازِ بیان اور اس طرح پیاری آواز سے قرآن پاک پڑھنا بڑا پسند ہے اس لیے ہم نہیں چاہتے کہ تم اتنی جلدی ہمارے دربار سے چلے جاؤ۔ اے معین الدین اگر جانا ہی چاہتے ہو تو جاؤ ہم تمھیں ہند الولی یعنی ہندوستان کی ولایت کی سند عطا فرماتے ہیں۔ آج سے تم ہندوستان کے ولیوں کے بادشاہ ہو۔ اللہ اللہ۔

جب خواجہ پیا نے داتا پاک کا یہ کرم دیکھا تو رُوحانی کیفیت سے بیدار ہوئے اور اپنے باطن پر نظر ڈالی تو آپ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے مالا مال ہو چکے تھے معرفت اور روحانیت سے سرفراز ہو چکے تھے۔ اس موقعہ پر خواجہ صاحب جھُوم اُٹھے اور جھُوم کر فرمایا۔

جب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس دن تک قدموں میں بیٹھ کر چلّہ کاٹا اور فیوض و برکات کے خزانے داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار سے آپ کو ملے تو خواجہ صاحب غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شعر اپنی زبان مبارک سے فرمایا جو آج بھی وہ شعر میرے داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پُرانوار پر لکھا ہُوا ہے جہاں میرے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چلّہ مبارک کاٹا تھا وہ چلّے کی جگہ پر ایک سنگ مرمر کے پتھروں پر چار دیواری بنی ہوئی ہے اور وہ شعر جو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا وہاں چلّہ مُبارک کی چار دیواری پر بھی لکھا ہوا ہے وہ شعر کون سا ہے اللہ اللہ، وہ شعر ایسا ہے جس کو سُن کر آج بھی ہر انسان وجد میں آ جاتا ہے اور کیف و مستی میں جھُوم کر حق داتا حق داتا کے نعرے لگاتے ہیں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان میں یوں لب کشائی فرمائی کہ :-

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خُدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

حضرات گرامی اس شعر کو بار بار پڑھیے اور غور فرمائیے کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا فرما رہے ہیں۔ فرما رہے ہیں کہ

غریب نواز کے شعر کا مطلب : گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خُدا
یعنی سیدنا و مولانا سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ

بزرگ ہستی ہیں جو اپنے مزار پاک میں لیٹے لیٹے بھی لوگوں کو، صرف لوگوں کو ہی نہیں بلکہ پورے جہان کو خزانے لٹاتے جا رہے ہیں اور جھولیاں بھر بھر کے دے رہے ہیں۔ اور سائل جھولیاں بھر بھر کے لے جا رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما۔ کہ داتا گنج بخش صرف ناقصوں کے ہی پیر نہیں بلکہ کاملوں کے بھی پیر ہیں۔ حضرات گرامی اب ذرا اس شعر کو بھی پڑھیے اور پھر پندرھویں صدی کے نجدی مُلّاؤں کا عقیدہ بھی دیکھیے۔ دیکھو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا فرما رہے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ کا ولی قبر مبارک میں لیٹے لیٹے بھی لوگوں کو خزانے دے رہے ہیں۔ لیکن نجدی مُلّاؤں کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے ولی نبی کسی کو کچھ نہیں دے سکتے وہ تو مر کر مٹی میں مل چکے ہیں نعوذ باللہ۔ تقویۃ الایمان ص۵۷ جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مالک مختار نہیں۔ تقویۃ الایمان ص۴۳ مصنف مولوی اسمٰعیل قتل وہابی دیوبندی حضرات یہ نجدیوں، دیوبندیوں وہابیوں کا عقیدہ ہے لیکن خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے ولی خزانے دیتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صحیح فرماتے ہیں یا کہ یہ نجدی وہابی دیوبندی صحیح کہتے ہیں؟ اگر یہ نجدی وہابی دیوبندی مُلّاں صحیح کہتے ہیں تو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نعوذ باللہ غلط کہتے ہیں اور اگر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صحیح کہتے ہیں تو یہ نجدی وہابی دیوبندی جھوٹے ہیں۔ فیصلہ آپ کریں۔ لیکن ہمارا اہلسنّت والجماعت کا تو عقیدہ ہے کہ خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری المعروف غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سچے ہیں اور ان کا فرمان بالکل صحیح ہے یہ نجدی مُلّاں بہ وہابی مولوی یہ دیوبندی گرد غلط کہتے ہیں یہی جھوٹے ہیں یہ حق سے دُور ہیں۔ میاں یہ کہتے ہیں کہ جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مالک مختار نہیں، لیکن میں خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں اور میرا یہ ایمان ہے کہ خدائے ذوالجلال

خالق ہیں لیکن اُس خالق کائنات نے اپنے پیارے حبیب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنی ہر چیز کا مالک و مختار بنا دیا ہے یہ میرا ہی عقیدہ نہیں یہ میرا ہی ایمان نہیں بلکہ قرآن و حدیث اور علمائے محققین کا بھی فیصلہ ہے۔ اب پہلے قرآن سُنیے اور پھر ملّاں نجدی کے عقیدے کو دیکھیے اور پھر اندازہ لگائیے کہ حق پر اہلسنت ہیں یا یہ حضرات شرک بدعت کے فتوے لگانے والی قوم۔ اللہ کا قرآن پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۵۷ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔

کملی والے آقا کا اختیار:۔

میرے محبوب پاک علیہ السلام کی شان تو یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے لیے پاک اور ستھری چیزیں حلال فرماتا ہے اور گندی اور ناپاک چیزوں کو حرام فرماتا ہے۔ نبی کریم علیہ السلام کے اختیار اور مختار ہونے کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ حضور علیہ السلام کو یہ اختیار دے کہ اے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلّم جس چیز کو تو چاہے حرام کر دے جس چیز کو تو چاہے حلال کر دے۔ پھر کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حرام کی ہوئی چیز کو کوئی حلال نہیں کر سکتا۔ دُنیا کا انسان کو در کنار اللہ تعالیٰ بھی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلّم کے کیے ہوئے فیصلے کو رَد نہیں فرماتا میں نہیں کہتا بلکہ خدا خود قرآن پاک کے پارہ نمبر ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۶۵ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ ۔ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تیرے ربّ کی قسم کوئی انسان اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ زندگی کے ہر معاملے میں حکومت تسلیم نہ کرے اور تیرے فیصلے کے سامنے اپنا سر تسلیم خم نہ کرے۔ سبحان اللہ قربان جاؤں خدائے پاک کے کلام پر کہ حبیب اللہ تعالیٰ قسم اُٹھاتا ہے تو یہ نہیں فرماتا کہ مجھے لوگوں کے ربّ کی

قسم حالانکہ خدا سب جہان کا رب ہے خدا یہ نہیں فرماتا مجھے انبیاء کرام علیہم السلام کے رب کی قسم، خدا یہ نہیں فرماتا کہ مجھے فرشتوں کے رب کی قسم، خدا یہ نہیں فرماتا کہ مجھے زمین آسمان کے رب کی قسم۔ حالانکہ کائنات کے ذرّے ذرّے کا خدا رب ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے پیارے قرآن کے شروع میں یہ ارشاد فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام تعریفیں اس خالق کے لائق ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جب قسم اٹھاتا ہے تو فرماتا ہے محبوب مجھے تیرے ربّ کی قسم۔ کیا مطلب! مطلب یہ کہ محبوب بندے تو میرے سارے ہی ہیں لیکن اگر اپنی مخلوق میں کسی ہستی پر مجھے ناز ہے اگر کسی اپنے بندے پر مجھے ناز ہے تو وہ بندہ وہ ہستی اے میرے حبیب پاک تو ہے۔ معلوم ہوا رب کو اپنے حبیب پاک سے بڑی محبّت ہے اگر محبّت نہ ہوتی تو محبوب کے شہر کی، محبوب کے زمانے کی، محبوب کے مکھڑے کی، محبوب کی عمر پاک کی، محبوب کے ربّ کی قسمیں کیوں اُٹھاتا۔ سبحان اللہ۔ کتنا پیارا نقشہ کھینچا ایک شاعر نے۔ شاعر کہتا ہے:- ؎

اُنہاں گلیاں دی اُنہاں راہواں دی چاوے قسم خدا اُنہاں تھاواں دی
جُھکے عرش وی اُنہاں گلیاں نوں جتھے قدم حضور علیہ السلام ٹکایا اے۔

حضرات گرامی میں نے آپ کے سامنے تقریر کے دوران ایک لفظ ایسا سُنا دیا ہے ہو سکتا ہے جس پر آپ اعتراض کر بیٹھے ہوں نہیں تو اور کوئی صاحب آپ پر یہ بات کرنے سے اعتراض کر دے، وہ لفظ کون سا تھا کہ نبی کریم علیہ السلام اگر کسی کے لیے کوئی چیز حرام فرما دیں تو اللہ تعالیٰ بھی وہ چیز محبوب کی عظمت کے لیے حلال نہیں فرماتا چاہے وہ پہلے حلال ہی کیوں نہ ہو۔ اس مسئلے کے لیے اور اس کو سمجھنے کے لیے یہ حدیث پاک سنیئے اور پھر مسئلہ آپ کو

خود بخود ان شاء اللہ سمجھ آجائے گا۔

رسولِ دو عالم مختارِ کُل ہیں:۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۶۸، ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۲۶، مسلم شریف جلد ۲ صفحہ نمبر ۲۹۰، حضرت علی المرتضیٰ مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا جب حضور علیہ السلام کو اس نکاح کا پتہ چلا تو نبی کریم علیہ السلام منبر ختمِ نبوت پر جلوہ افروز ہوئے اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے میرا کلمہ پڑھنے والے امتیوں میری طرف دیکھو میں کسی چیز کو حلال نہیں کرتا جو کہ حرام ہو اور حرام کو حلال نہیں کرتا لیکن وَلٰکِنْ وَاللّٰہِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰہِ مَکَانًا وَّاحِدًا اَبَدًا - لیکن خدا کی قسم اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مکان میں کبھی بھی اکٹھی نہیں رہ سکتیں مطلب یہ کہ میری لختِ جگر میرا دل کا ٹکڑا حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے دشمن یعنی ابو جہل کی بیٹی سے نکاح نہیں کر سکتے۔ حضرات آپ غور فرمائیں یہ نبی کریم علیہ السلام کا حکم ہے لیکن آپ ذرا قرآن پاک کا فیصلہ بھی دیکھو۔ قرآن پاک نکاح کے بارے میں کیا فرماتا ہے۔

قرآن کا فیصلہ:۔

پارہ ۴ سورۃ النساء آیت ۲۔ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۔ نکاح کرو جو پسند آئیں تمھیں عورتوں سے دو دو، تین تین اور چار چار۔ کیا مطلب کہ مسلمان بیک وقت اگر انصاف کرے تو چار بیویاں اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ قرآن پاک کی اس آیت سے

معلوم ہوا کہ آدمی چار بیویوں کو اپنے نکاح میں بیک وقت رکھ سکتا ہے کیونکہ یہ خدا کا فرمان ہے جائز ہیں حلال ہیں۔ اب جب نبی کریم علیہ السلام نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسری بیوی کرنے سے منع فرمایا تو حق تو یہ تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے اس اعلان اور فیصلہ کے بعد عرض کرتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ کریم نے چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہے تو پھر آپ مجھے کیوں دوسرا نکاح کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ نہیں نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی ایسی بات عرض نہیں کی بلکہ حضرت علی یہ نبی کریم علیہ السلام کا حکم سن کر خاموش رہے۔ کیوں خاموش رہے، اس لیے کہ حضرت علی یہ جانتے تھے اور ان کا عقیدہ تھا اور ایمان تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے مختار کل اور مختار دو عالم بن کر آئے ہیں اور اللہ کریم نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار اور حکومت دے رکھی ہے وہ جو چاہیں کسی کے لیے کوئی بھی فیصلہ فرمادیں تو ان کے فیصلے کو کوئی ٹھکرا نہیں سکتا۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ جب نبی کریم علیہ السلام نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں حضرت علی کے لیے دوسرا نکاح حرام فرمادیا تو اللہ نے بھی کوئی وحی نازل نہیں فرمائی کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تم کون ہوتے ہو ایسا فیصلہ فرمانے والے جب کہ میں نے چار عورتوں سے شادی بیک وقت جائز رکھی ہے اور تم حضرت علی کو دوسری بیوی حرام فرما رہے ہو لیکن خدا گواہ ہے اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی حکم نازل نہیں فرمایا بلکہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر خدا خاموش ہو گیا۔ خدا کی خاموشی اس بات کی دلیل ہے کہ او دنیا والو یاد رکھو میرا وہی قانون اور فیصلہ ہے جو میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جس کو وہ حلال کرے وہی میرے نزدیک بھی حلال جس کو وہ حرام کرے وہی میرے

نزدیک بھی حرام سبحان اللہ، کیا خوب فرمایا محمد اعظم چشتی نے۔ اعظم صاحب لکھتے ہیں :۔ ؎

اک پاسے محبوب خُدا تے اک پاسے کل خُدائی
اوہدی شان تے اوہدی عظمت کِسے ہور انسان نہ پائی
سارے نبیاں ناں اُچّا تے اوہدا اُچّا ہور نہ کوئی
اعظم اونہوں کون گھٹاوے تے جہدی رب کرے وڈیائی

ایک اور دلیل :۔

اب حضور علیہ السلام کے مختار ہونے کی دوسری دلیل سُنیے۔ پارہ ۵، سورۃ النساء آیت نمبر ۱۰۵۔ اِنَّا اَنزَلنَا اِلَیکَ الکِتَابَ بِالحَقِّ لِتَحکُمَ بَینَ النَّاسِ بِمَا اَرٰکَ اللّٰہ۔ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو یہ کتاب اس لیے عطا فرمائی تاکہ لوگوں کے درمیان اپنے خُدا کے عطا کیے ہوئے اختیارات کی بدولت فیصلہ فرماؤ۔ سامعین کرام اس آیت پر غور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصلے کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرات گرامی آپ خود ہی بتائیں۔ فیصلہ وہی کر سکتا ہے جس کے پاس اختیار بھی ہو۔ اگر اختیار نہیں ہوگا تو وہ فیصلہ کیا کرے گا۔ دیکھیں اپنی حکومت کو دیکھ لیجیے جب وہ کسی کو قاضی یا حاکم یا چیف جسٹس بناتی ہے تو بتاؤ اس قاضی یا حاکم یا چیف جسٹس کو اختیار بھی دیتی ہے یا کہ ویسے ہی قاضی بنا دیا جاتا ہے۔ اگر اختیار نہ ہو تو وہ قاضی بننے والا، وہ جسٹس بننے والا حکومت وقت کو کہہ سکتا ہے کہ جناب اگر مجھے قاضی بنانا ہے تو اختیار بھی دینا پڑے گا۔ اگر مجھے جسٹس مقرر کیا ہے تو پھر فیصلے کرنے کی آزادی بھی مجھے دینی پڑے گی تو ماننا پڑے گا کہ جب دُنیا کا کوئی قاضی یا جسٹس مقرر ہوگا تو اس کو کُل اختیارات بھی ملیں گے۔ ایمان والو یہ تو دُنیا کے حاکم کی بات

ہے یہ تو دُنیا کے قاضی کی بات ہے لیکن میرے اور آپ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کی طرف سے قاضی بن کر آئے مختار بن کے آئے چیف جسٹس بن کے آئے جب دُنیا کے قاضیوں کو فل اختیارات ملتے ہیں تو اللہ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے اختیارات دیئے ہوں گے خود اندازہ کرلیں سبحان اللہ اب وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں تو گویا انھوں نے نبی کریم علیہ السلام کی شان کو دُنیا کے فانی قاضیوں اور حاکموں سے بھی کم کیا یا نہیں۔ یہ آپ ان سے سوال کریں ؟

اختیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم :۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۹۴ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن تیرے چار لاکھ امتیوں کو میں بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل فرما دوں گا۔ جب نبی کریم علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیق، حضرت فاروق اعظم اور دیگر صحابہ کرام بھی تشریف فرما تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ زِدْنَا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ یا رسول اللہ یہ تو بہت کم تعداد ہے جنتیوں کی اس میں اور زیادتی کیجیے تو نبی کریم علیہ السلام نے اپنا چلو مبارک ہوا میں بھرا اور ایسے ہی پلٹ دیا اور فرمایا لو ابوبکر اللہ تعالیٰ نے میرے اور امتیوں کو جنت میں داخل فرما دیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کی زدنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی تھوڑے ہیں اور زیادتی فرمایئے تو حضور علیہ السلام نے اپنی مٹھی مبارک پھر ہوا میں لہرا کر فرمایا کہ لو ابوبکر میں نے اور زیادہ کر دیئے ہیں۔ حضرت ابوبکر پھر کہنا

ہی چاہتے تھے کہ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنَا یَا اَبُوبَکرٍ ۔ اتنے میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے کہ اے ابوبکر چھوڑ بھی دو یعنی اب بس کرو اگر یہی معاملہ رہا تو لوگ نیک اعمال کرنا چھوڑ دیں گے۔ فاروق اعظم کی یہ بات سن کر حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا فَقَالَ اَبُوبَکرٍ وَمَا عَلَیْكَ اَنْ یُّدْخِلَنَا اللّٰہُ کُلَّنَا الْجَنَّۃَ ۔ کہ اے عمر آج خدا بھی رحمت میں اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شفقت میں ہے اس لیے اگر آج خدا تعالیٰ اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہم سب کو جہنم سے آزاد فرما کے جنت میں داخل کر دے تو تجھے کیا اعتراض ہے تو سیدنا فاروق اعظم نے آگے سے فرمایا کہ اے ابوبکر آپ کی بات بالکل درست ہے لیکن اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اِنْ شَآءَ اَنْ یُّدْخِلَ خَلْقَہٗ الْجَنَّۃَ بِکَفٍّ وَّاحِدٍ ۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنی ساری مخلوق کو اپنے ایک ہی چلو سے جنت میں داخل فرما دے۔ یعنی اے ابوبکر اللہ کی عظمت اور بڑائی کے پیش نظر اس کے چلوؤں کو بھی دیکھو اس کے ایک چلو کی بھی وسعت اس قدر ہے کہ یہ ساری مخلوق اس کے ایک چلو میں ہی آ سکتی ہے۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمیں بھی اسی چلو میں اٹھا لے جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں چلا جائے گا۔ آمین ثم آمین جب فاروق اعظم نے یہ پیاری دلیل پیش کی تو نبی کریم علیہ السلام نے فاروق اعظم کی یہ بات سن کر فرمایا کہ ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَ عُمَرُ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوبکر عمر سچا ہے۔ یعنی خدائے ذوالجلال اگر مہربانی کرے تو ایک ہی چلو سے میری تمام امت کو جنت میں داخل فرما دے سبحان اللہ

میرے دوستو ! اس حدیث پاک سے حضور علیہ السلام کے اختیارات کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ دیکھیے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ چار لاکھ میرے امتی بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا۔ اس پر

صدیق اکبر نے عرض کی کہ زِدْنَا یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور زیادہ فرمائیے۔ یہ جملہ وہابیوں کے لیے مثل بم کے ہے گویا صدیق اکبر کا یہ ایمان ہے کہ اس مقدار میں اضافہ کر دینا یہ حضور کے اختیار میں ہے اور جو کچھ حضور علیہ السلام یہاں فرما دیں گے وہی کچھ وہاں بھی ہوگا اور مزے کی بات یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ اے ابُو بکر جو کچھ خدا نے فیصلہ فرما دیا ہے وہی کچھ ہوگا میری کیا مجال کہ میں خدا کے سامنے دم ماروں یا اللہ کے دربار میں کلام کروں۔ نہیں ایسا جملہ حضور علیہ السلام نے نہیں فرمایا بلکہ حضور علیہ السلام صدیق اکبر کے کہنے پر زیادتی فرماتے جاتے ہیں اور میں تو کہتا ہوں کہ اگر فاروق اعظم راستے میں صدیقِ اکبر کو منع نہ کرتے تو صدیقِ اکبر کہتے جاتے اور کملی والے اپنے گناہ گار اُمتیوں کو جنت میں داخل فرماتے جاتے۔ کیوں اس لیے کہ جنت بنائی خدا نے لیکن مالک میرا مصطفٰے علیہ السلام ہے اللہ کی عطا سے۔

حضرت مولانا حسن رضا خان فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا کہ :-

دکھائی جائے گی محشر میں شانِ محبوبی
کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہوگا

خدائے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی
خدائے پاک خوشی ان کی چاہتا ہوگا

جنت پر میرے آقا کا نام۔

حضرت امام الحدیث حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۹ میں یہ حدیث مبارک نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے انتقال کا وقت آیا تو حضرت آدم نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ اے میرے بیٹے میرے بعد جب

بھی تمھیں کوئی مصیبت درپیش آئے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنا اور نبی کریم علیہ السلام یعنی محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ پیش کرنا اللہ تعالیٰ تیری دعا کو جلدی قبول فرمائے گا۔ حضرت شیث علیہ السلام نے عرض کی کہ ابا جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں فرمایا بیٹا وہ میری اولاد میں سے ہوں گے عرض کی ابا جان دنیا میں کب تشریف لائیں گے حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تقریباً چھ ہزار سال بعد دنیا میں تشریف لائیں گے اور ان کے اوصاف ہوں گے۔ وہ مکہ میں پیدا ہوں گے مدینے شریف میں ان کا روضہ انور ہو گا تو حضرت شیث علیہ السلام نے عرض کی کہ ابا جان آپ نے کیسے پہچان لیا کہ یہ نام حل مشکلات کے لیے اکسیر ہے تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا بیٹا میں یہ تجربے کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں۔ جب اللہ نے تیری امی حضرت حوا علیہا السلام اور مجھے جنت میں بھیجا تھا اور فرمایا تھا کہ گندم کا درخت نہ کھانا اور سب کچھ جنت میں پھل کھانا لیکن بیٹا ہم خطاً وہ گندم کا دانا کھا بیٹھے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جنت سے نکال کر دنیا میں بھیج دیا۔ میں تین سو سال تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روتا رہا توبہ کرتا رہا لیکن خدائے ذوالجلال نے میری توبہ قبول نہ فرمائی، میرا رونا قبول نہ فرمایا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے میرے دل میں یہ خیال پیدا فرمایا کہ میں اللہ کی بارگاہ میں اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کروں تو میں نے فوراً دعا مانگی۔ یَارَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرْلِیْ ۔ کہ اے رب کائنات میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور ان کے صدقے اپنی مغفرت کی دعا کرتا ہوں یا اللہ میری خطا معاف فرما دے۔ تو اللہ پاک نے فرمایا کہ اے آدم تو نے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر پہچانا تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی، اِنَّ رَبِّیْ اَسْکَنِیْ الْجَنَّۃَ فَلَمْ اَرَیٰ الْجَنَّۃَ قَصْرًا وَلَا غُرْفَۃً

اِلَّا اِسْمَ مُحَمَّدٍ مَکْتُوْبًا عَلَیْہِ وَلَقَدْ رَاَیْتُ اِسْمَ مُحَمَّدٍ مَکْتُوْبًا عَلٰی نُحُوْرِ الْحُوْرِ الْعِیْنِ عَلٰی وَرَقِ قَصَبِ اٰجَامِ الْجَنَّۃِ وَعَلٰی وَرَقِ شَجَرَۃِ طُوْبٰی وَعَلٰی وَرَقِ سِدْرَۃِ الْمُنْتَہٰی وَعَلٰی اَطْرَافِ الْحُجُبِ وَبَیْنَ اَعْیُنِ الْمَلٰئِکَۃِ ۔ اے ربّ کائنات جب تُو نے مجھے جنّت میں ٹھہرایا تو میں نے ہر جگہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا دیکھا۔ ہر محل پر ہر چبارے پر مجھے یہ نام نظر آیا۔ حضور علیہ السلام کا نام نامی میں نے ورِ عین کے سینوں پر، جنت کے پتوں پر، شجر طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں میں لکھا پایا اور یا اللہ جب تو نے مجھے پیدا فرمایا تو میں نے سر اُٹھایا تو عرشِ اعظم پر لکھا ہوا تھا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تیرے نام کے ساتھ تیرے حبیب کا نام دیکھ کر یہ پہچان لیا کہ تُو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہوا ہے جو تجھے تمام جہانوں سے پیارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: صَدَقْتَ یَا اٰدَمُ اِنَّہٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ اِذْ سَاَلْتَنِیْ بِحَقِّہٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ ۔ یعنی اے آدم علیہ السلام تُو نے درست کہا واقعی میرا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سارے جہانوں سے زیادہ پیارا ہے۔ اے آدم جب تو نے اُن کا واسطہ پیش کیا تو میں نے تجھے بخش دیا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو اے آدم میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ اللہ اللہ۔ ایک روایت میں یوں الفاظ ہیں کہ آدم علیہ السلام نے عرض کی یا رب بِحُرْمَۃِ ھٰذَا الْوَلَدِ اِرْحَمْ ھٰذَا الْوَالِدِ ۔ اے میرے پروردگار اس ولد یعنی بیٹے کی برکت سے اس والد یعنی باپ پر رحم کر اور خطا معاف فرما۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز آئی، فَنُوْدِیَ یَا اٰدَمُ لَوْ تَشَفَّعْتَ اِلَیْنَا مُحَمَّدٍ فِیْ اَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَشَفَّعْنَاکَ ۔ کہ اے آدم اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش

تمام آسمان والوں اور زمین والوں کے حق میں کرتا تو میں تیری سفارش قبول کرتا اور سب کو بخش دیتا۔ سبحان اللہ۔ سیرت النبی۔ صد ۴ ۔ مدارجہ (نبوت دو) صد ۴ ، انوار محمدیہ من مواہب مدینہ صد ۱۲ ، انوار محمدیہ من مواہب مدینہ صد ۱۴ ۔ کیا خوب فرمایا شاعر نے شاعر بھی عاشق رسول حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی نعت شریف میں لکھتے ہیں : ۔

وصلی اللہ علیٰ نور کزو شد نوھا پیدا
زمیں از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا
اگر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

آسمانوں پر کملی والے کا نام :۔

حضرت علامہ امام شیخ یوسف بن اسماعیل بنہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب حجۃ اللہ علی العالمین صد ۲۱۱ میں یہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں شب معراج کی رات اللہ تبارک و تعالیٰ کا دیدار کرنے کے لیے آسمانوں سے گزرا تو، مَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ اِلَّا وَجَدْتُ اِسْمِی فِیْهَا مَکْتُوْبًا۔ میں جس آسمان سے گذرا سب آسمانوں پہ اپنا نام لکھا پایا۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا خواب :۔

تفسیر روح البیان جلد ۳ صد ۱۴۸ حضرت علامہ شیخ التفسیر محمد اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح البیان میں یہ حدیث مبارک لکھتے ہیں :۔ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ رَایٰ فِی الْمَنَامِ جَنَّةً عَرِیْضَةً مَکْتُوْبٌ عَلٰی اَشْجَارِھَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ جنّت کے درختوں پر توحید بھی لکھی ہوئی ہے اور رسالت بھی یعنی خدا کا نام بھی اور مصطفٰے علیہ السلام کا نام بھی۔

شیخ محقق حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ شریف کی شرح اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں۔ وارد شدہ امت کتابت اسم شریف او بر عرش و آسمان ہا و قصور بہشت و غرفہائے آں و بر سینہ ہائے حور العین و برگ ہائے درختاں جنّت۔ کہ عرش پر آسمانوں پر جنّت کے دروازوں پر جنّت کے محلات پر جنّت کے درختوں پر درختوں کے پتوں پر حوروں کے سینے پر اور فرشتوں کی آنکھوں پر نبی کریم علیہ السلام کا نام نامی اسمِ گرامی لکھا ہوا ہے۔ حضرات محترم اب آپ خود ہی غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جو ہر جگہ پر اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ السلام کا نام لکھا ہوا ہے آخر کیوں لکھا ہوا ہے؟ تو یاد رکھیے صرف اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو بتانا تھا کہ اے میرے بندو! پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تمام چیزوں کا مالک بنا دیا ہے۔ کیا خوب فرمایا عالی حضرت عظیم البرکت حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے۔ فرماتے ہیں:

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

کل عالم و ما فیہ کے سیاہ و سفید کا
خالق نے انہیں مالک و مختار بنا دیا

ایک مثال :-

حضرات دیکھیے آپ ہر روز صبح وشام دیکھتے ہیں کہ طرح طرح کے بنگلے طرح طرح کی کوٹھیاں طرح طرح کے مکانات اور پھر ہر کوٹھی ہر بنگلے، ہر مکان پر کچھ الفاظ لکھے ہوتے ہیں۔ کسی کوٹھی پر لکھا ہوتا ہے۔ قاضی منزل، کسی بنگلے پر لکھا ہوتا ہے قاری منزل۔ کسی مکان پر لکھا ہوتا ہے شیخ منزل۔ کسی جگہ لکھا ہوتا ہے قادری منزل، کسی جگہ پر لکھا ہوتا ہے نواب منزل، کسی جگہ لکھا ہوتا ہے اعوان منزل۔ غرضیکہ ہر آدمی نے اپنے مکان، اپنی کوٹھی اپنے بنگلے اپنے آستانے، اپنے غریب خانے، اپنے شاہی خانے پر اپنا اپنا نام لکھوایا ہوتا ہے۔ اب کوئی ان مالکان مکان سے بندہ یہ پوچھے کہ تم نے اپنے اپنے مکانوں اپنے اپنے آستانوں پر اپنی اپنی کوٹھیوں پر اپنے نام کیوں لکھوائے ہیں تو وہ کہیں گے کہ ہم اس مکان کے مالک اور مختار ہیں۔ بلا تشبیہ اور بلا مثال جنت کے دروازوں پر، عرش کے پایوں پر، درختوں کے پتوں پر، جنت کی حوروں پر، خدا کے فرشتوں پر، آسمانوں کے کناروں پر، جنت کے محلات پر، لوح اور قلم پر۔ اگر میرے محبوب کائنات کی جان اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہوا ہے تو اس کا مطلب سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ شہنشاہِ کون ومکاں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام چیزوں کے مالک اور مختار ہیں۔ اگر قاری منزل کا یہی مطلب سمجھا جاتا ہے کہ قاری اس مکان کا مالک ومختار ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم منزل کا بھی یہی مطلب لیا جائے گا کہ کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مالک و مختار ہیں۔ حضرات محترم پھر قاری منزل والے کو بہ کلی اختیار ہوتا ہے جسے چاہے اندر آنے دے جسے چاہے اندر آنے سے روک دے کیونکہ وہ اپنے مکان کا مالک و

مختار ہے بلا تشبیہہ وبلا مثال جب نبی کریم علیہ السلام جنت کے مالک ومختار ہیں تو پھر حضور علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ حق دے دیا ہے۔ اے محبوب یہ تیری جنت ہے یہ تیرے محلات ہیں جس کو چاہے اندر آنے دے جس کو چاہے اندر آنے سے روک دے حضرات گرامی یاد رہے کہ کوئی انسان بھی اپنے مکان اپنی کوٹھی اپنے بنگلے میں کبھی بھی اپنے دشمن اپنے مخالف اپنے ویری اپنے گستاخ اپنے بے ادب کو داخل نہیں ہونے دیتا۔ اگر وہ دشمن اس کے مکان میں داخل بھی ہونا چاہے تو وہ مالک مکان اس کو دھکے دے کر یا نوکروں سے ذلیل کرا کے نکال دے گا۔ اسی طرح کل قیامت کے دن جنت کے دروازوں پر کھڑا ہو گا اپنے غلاموں کو اپنے نوکروں کو اپنے خادموں کو اپنے عاشقوں کو اپنے چاہنے والوں کو تو بلا جھجک بغیر روک ٹوک جنت میں داخلہ عطا فرمائے گا لیکن حضور علیہ السلام کے گستاخ بے ادب دشمن نمک حرام بے وفا اور نجدی وہابی دیوبندیوں کو کبھی بھی جنت میں داخلہ نہیں ملے گا۔ اگر وہ آنا بھی چاہیں گے تو حضور علیہ السلام اپنے نوکروں (یعنی فرشتوں) سے دھکے دے کر ان کو جنت کے دروازوں سے دُور ہٹا دیں گے۔ اگر یہ حضرات جنت میں جانا چاہتے ہیں تو آج ہی یہ نبی کریم علیہ السلام کو مالک ومختار مان لیں ورنہ کل حضور علیہ السلام فرمائیں گے کہ او نجدیو دُور ہو جاؤ۔ کیونکہ تمہارا تو یہ عقیدہ تھا کہ جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں۔ حالانکہ کل قیامت کو تو نبی بھی میرے آقا مدنی تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر بھکاری بن کے آئیں گے۔ سبحان اللہ کیا خوب فرمایا اعلیٰ حضرت عظیم المبرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرماتے ہیں:

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا صلی اللہ علیہ وسلم
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول کی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا صلی اللہ علیہ وسلم
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

تجھ سے اور جنّت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنّت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

نجدی اُس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر و مُرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

ہم بھکاری وہ کریم اُن کا خدا ان سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

اے رضاؔ خود صاحب قرآں ہے مدّاح حضورؐ
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک اور مثال :۔

حضرات محترم آپ بازار سے کوئی قیمتی چیز خرید لیتے ہیں مثلاً تھائی لینڈ کی گھڑی روس کی گھڑی چینا کا صندوق جاپان کی گاڑی تو اس چیز پر آپ اپنا نام لکھوا لیتے ہیں کیوں اس لیے تاکہ دیکھنے والے دیکھ کر سمجھ جائیں کہ اس گھڑی کو بنانے والا اس صندوق کا تیار کرنے والا اس گاڑی کا مستری تو کوئی اور ہے لیکن اس کا مالک میں ہوں عرش پر کملی والے کا نام، جنت پر کملی والے کا نام، جنت کی حوروں پر کملی والے کا نام، جنت کے درختوں پر کملی والے کا نام، جنت کے محلات پہ کملی والے کا نام

جنت کے رضوان کے سینوں پہ کملی والے کا نام، سدرۃ المنتہیٰ پر کملی والے کا نام، لوح و قلم پر کملی والے کا نام، آسمانوں پہ کملی والے کا نام۔ کیوں؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا والوں کو یہ بتانا تھا کہ اے لوگو سنو، ساری کائنات کا خالق تو میں رب العالمین ہوں اور مالک میرا محبوب رحمۃ اللعالمین۔ پیدا کرنے والا میں خدا ہوں اور بانٹنے والا میرا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ مسلمانو! یاد رکھو، نبی کریم علیہ السلام جنت کے مالک ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار دیا ہوا ہے کہ محبوب جنت میں نے بنا دی ہے لیکن جنت تقسیم تو کرتا جا۔ اللہ غنی۔

جنت کی تقسیم :۔

حضرت علامہ امام قسطلانی شارح بخاری اپنی مشہور معروف کتاب مواہب لدنیہ ج ۱ صفحہ ۱۷۵ میں یہ حدیث لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کی ایک کینت ابوالقاسم ہے حضور علیہ السلام کی یہ کینت اللہ تعالیٰ نے کیوں رکھی فرماتے ہیں: وَكُنْيَتُهٗ اَبُوالْقَاسِمِ لِاَنَّهٗ يُقَسِّمُ الْجَنَّةَ بَيْنَ اَهْلِهَا۔ یعنی نبی کریم علیہ السلام کی کینت ابوالقاسم ہے اس لیے کہ نبی کریم علیہ السلام جنت کے مستحقین میں جنت بانٹتے ہیں۔ اب آپ سوچیں اگر حضور علیہ السلام جنت کے مالک و مختار نہیں ہیں تو اسے تقسیم کیسے فرما دیں گے، چیز وہ تقسیم کرے گا جس کے پاس اختیار بھی ہو گا۔ اسی طرح حضور علیہ السلام جو جنت تقسیم فرما رہے ہیں تو حضور علیہ السلام کے پاس جنت بانٹنے کے اختیارات بھی خدا کی طرف سے ہیں اور ایسا ہو بھی کیوں نہ جنت جو حضور علیہ السلام کی ہے اور ہم گناہ گار، بدکار بھی حضور علیہ السلام کے در کے گدا ہیں اور انشاء اللہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو حضور علیہ السلام کے فضل و کرم سے اُمید ہے کہ ہم جنت میں ضرور جائیں گے اس لیے کہ:

گناہ گاروں کو جنّت سے کوئی روکے تو کیوں روکے
جو یہ جنّت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کی تو یہ اُمّت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کی ۔

ربیعہ کو جنت مِل گئی :

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۸۴ ۔ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی ہیں ۔ اصحاب صفّہ میں سے ہیں ۔ ہر وقت حضور علیہ السلام کی خدمت شریفہ میں رہتے تھے چاہے گھر ہوتا یا جنگل ہوتا ، سفر میں ہوتے یا حضر میں ، رات ہوتی یا دن ۔ جہاں نبی کریم علیہ السلام جلوہ افروز ہوتے وہاں حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ موجود ہوتے تھے ۔ حضرت ربیعہ بن کعب رات کو حضور علیہ السلام کے گھر کے دروازے کے سامنے سوتے تھے تاکہ رات کو اگر حضور علیہ السلام کو کسی قسم کی کوئی ضرورت پیش آئے تو نبی کریم علیہ السلام کو مجھے بُلانے کی مشقت نہ اُٹھانا پڑے ۔ جب حضور علیہ السلام رات کو تہجد کی نماز پڑھنے کے لیے اُٹھتے تو حضرت ربیعہ حضور علیہ السلام کے وضو کے لیے لوٹا بھر کے لاتے ۔ حضور علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے وضو کراتے ، مصلّےٰ بچھاتے ۔ حضور علیہ السلام جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو جوتیاں اُٹھا کر اپنے سینے سے لگاتے سبحان اللہ یہ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈیوٹی تھی ۔ اے ربیعہ قربان جاؤں تیری اس نورانی ڈیوٹی کے ۔ کوئی ملازم وزیر کی جوتیاں اُٹھاتا ہے کوئی سفیر کی اُٹھاتا ہے کوئی گورنر کی اُٹھاتا ہے کوئی صدر کی اُٹھاتا ہے کوئی وزیر اعظم کی اُٹھاتا ہے اور فخر کرتا ہے لیکن نثار جاؤں ربیعہ تیری ملازمت کے تجھے نوکری ملی تو کس کی تجھے ملازمت ملی تو کس کی تجھے صحبت نصیب ہوئی تو کس کی ۔ وہ اللہ کے پیارے حبیب شب معراج کے دولہا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس کی خاطر ربّ کائنات نے دُنیا کو پیدا فرمایا

زمین آسمانوں کی تخلیق فرمایا اگر وہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ اللہ اللہ۔ کیا خوب فرمایا اعلیحضرت نے :

؎ کہ وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

ارے جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

ہاں تو حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہر روز حضور علیہ السلام کے پاس رات گزارا کرتا تھا۔ ایک دن نبی کریم علیہ السلام تہجد کی نماز کے لیے اُٹھے میں پانی کا لوٹا بھر کے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آج جب حضرت ربیعہ حاضر ہوئے تو قسمت جاگ پڑی نصیبا جاگ اُٹھا حضرت ربیعہ پہلے بھی وضو کراتے تھے لیکن آج جب وضو کرالیا تو رحمت عالم رحمت جوش میں آگئی اور پھر جوش رحمت سے فرمایا : سَلْ رَبِیْعَہ۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ربیعہ مانگ حضرات محترم اس مانگ کے لفظ پر غور کرو حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ فلاں چیز مانگو اور فلاں چیز نہ مانگو۔ یہ بھی نہیں فرمایا کہ دُنیا مانگو دین نہ مانگو۔ یہ بھی نہیں فرمایا کہ یہاں کی چیز مانگو وہاں کی نہ مانگو بلکہ مطلق فرمایا کہ ربیعہ مانگ۔ حضرات محترم یہ لفظ وہی کہہ سکتا ہے جس کے اختیار میں سب کچھ ہے۔ یہ بات وہی فرما سکتا ہے جو ساری کائنات میں تصرف فرما سکتا ہو ورنہ وہ اپنے وعدے پر جھوٹا پڑ جائے گا۔ مثلاً میرے دروازے پر فقیر آئے تو میں اس کو کہوں کہ مانگ جو کچھ مانگنا چاہتا ہے تو وہ کہے کہ اجی مجھے آپ پانچ لاکھ روپے دے دیجیے تو بولو میں اس حیثیت کا مالک نہ ہوں گا تو جھوٹا پڑوں گا نہیں یقیناً ایسا ہی ہوگا تو اپنی حیثیت کے مطابق اس سوالی کو کہوں گا کہ میاں سوالی میں اس چیز کا مالک و مختار ہوں اس دائرے میں رہ کر آپ مانگ سکتے ہیں۔ میں مطلقاً بھی سائل کو یہ نہیں کہوں گا کہ مانگ۔ مطلقاً مانگنے کا لفظ وہی ہستی دہرا

سکتی ہے جو ہر چیز کی مالک و مختار ہو اور وہ ہستی کون ہے جو اللہ کی عطا سے یہ الفاظ فرما سکتی ہے تو وہ ذاتِ پاک مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ربیعہ مانگ۔ رحمت عالم کا ارشاد سن کر ربیعہ نے مانگا لیکن ربیعہ کی جگہ اگر کوئی نجدی وہابی دیوبندی مُلاّ ہوتا تو صاف صاف کہہ دیتا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے کس طرح مانگوں کیونکہ غیر اللہ سے مانگنا تو شرک ہے حضور بس میں تو ڈائریکٹ اللہ سے ہی مانگوں گا لیکن میرے ہم وطن سا بھو حضرت ربیعہ صحابی تھے کوئی گستاخ وہابی نہیں تھے اور ان کا عقیدہ تو یہ تھا کہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم شرک کو مٹانے کے لیے تشریف لائے ہیں شرک پھیلانے نہیں اور یاد رکھو اگر اللہ کے مقبولوں سے مانگنا شرک ہوتا تو حضور علیہ السلام کبھی بھی یہ نہ فرماتے کہ اے ربیعہ مانگ جو کچھ مانگنا چاہتا ہے اور حضرت ربیعہ کا بھی یہ عقیدہ کہ اللہ دینے والا ہے اس کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرمانے والا ہے۔ حضرت ربیعہ نے مانگا کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَسْئَلُكَ مَرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّۃِ۔ میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت بھی دیجیے اور اپنی رفاقت بھی عطا فرمائیے گویا حضرت ربیعہ نے حضور علیہ السلام کو حضور علیہ السلام سے مانگ لیا۔ کسی شاعر نے اس کو اپنے الفاظ میں یوں ادا کیا کہ حضرت ربیعہ نے عرض کی: ؎

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں

تیرے کرم سے بے نیاز کون سی شے ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

حضرات جب حضرت ربیعہ نے جنت مانگی تو نبی کریم علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ اے ربیعہ یار یہ تو تو نے بڑی اونچی چیز مانگی ہے یہ تو میرے بس کی بات نہیں کیونکہ جنت تو قیامت کے دن اعمال وحساب کتاب کے بعد ملے گی لہٰذا تو کوئی اور سوال کر۔ یہ نبی کریم علیہ السلام نے نہیں فرمایا بلکہ فرمایا اَوغَیرَ ذَالِکَ ۔ اے ربیعہ یہ تو نے کیا مانگا ہے یعنی یہ تو تجھے مل ہی گئی ہے اس کے علاوہ کچھ اور مانگ۔ مطلب کیا کہ اے ربیعہ تو نے مخلوق کا سوال کیا۔ اے ربیعہ آج اگر تو خالق کے دیدار کا سوال کرتا تو میں مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم تجھے مدینے بیٹھے بیٹھے خالق کائنات کا دیدار کرا دیتا سبحان اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی آپ کی بارگاہ میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ کیا خوب فرمایا شاعر نے جناب محمد امجد صاحب لکھتے ہیں : ؎

کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں
دُنیا تیری گلی میں عقبیٰ تیری گلی میں

سُورج تجلیوں کا ہر دم چمک رہا ہے
دیکھا نہیں کسی دن سایہ تیری گلی میں

دیوانہ کر دیا ہے دیوانہ ہو گیا ہوں
دیکھا ہے میں نے ایسا جلوہ تیری گلی میں

حضرات آپ غور فرمائیں کہ ربیعہ نے حضور علیہ السلام سے کیا چیز مانگی؟ کیا جنت مانگی ؟ نہیں جی کیونکہ جنتیں تو آٹھ ہیں۔ اعلیٰ بھی ادنیٰ بھی۔ ربیعہ نے صرف جنت ہی نہیں بلکہ جنت کا اعلیٰ وہ محل مانگا جو رب العالمین نے خاص رحمتہ اللعالمین کے لیے تیار کر کے رکھا ہے کیونکہ ربیعہ جنت میں حضور علیہ السلام کی خدمت گاری مانگ رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ آقا اگر کراچی ہو گا تو نوکر لاہور

رہے تو خدمت کیسے کرے گا۔ خدمت گزاری تبھی ہو سکتی ہے کہ آقا جس محل میں ہو غلام بھی اسی محل میں رہے۔ ربیعہ جب جنت میں حضور علیہ السلام کی غلامی و خدمت کا سوال کر رہے ہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ وہ حضور علیہ السلام سے اسی محل کا سوال کر رہے ہیں جو خاص حضور علیہ السلام کے لیے تیار کیا گیا ہے معلوم ہوا حضور علیہ السلام مالک و مختار ہیں لیکن اندھے نجدی کہتے ہیں جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ یہ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے آمین۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نورانی خطبہ مبارک آٹھواں وعظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ وَاَھْلِ سُنَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ ھُوَ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَشَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓءُ ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ۔

(پ ۲۲، آیت ۲۸، سورۃ فاطر)

اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی پوری طرح اس سے ڈرتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ سب پر غالب بہت بخشنے والا ہے ۔

حضرات محترم اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیۃ کریمہ میں اپنے اُن بندوں کا ذکر فرمایا ہے جو اس کے علماء میں سے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں ۔ معلوم ہوا کہ

اللہ سے جو سب سے زیادہ ڈرتے ہیں وہ علمائے کرام ہیں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف عالم ہی نہیں بلکہ عالم گر تھے یعنی ایک نظر سے علم عطا فرما دیتے تھے۔ یاد رکھیں جتنا انسان زیادہ خدا کے دین کو حاصل کرے گا خدا کی معرفت اس کو زیادہ حاصل ہوگی اور وہ خدا سے زیادہ ہی ڈرنے والا ہوگا۔ حضرات آپ کو معلوم ہوگا میں نے پچھلے وعظ میں آپ کو یہ بتایا تھا کہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد شریف سے ایران آئے، ایران سے افغانستان آئے افغانستان سے پشاور پہنچے اور پشاور سے ہوتے ہوئے داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے اور قدموں میں چالیس دن چلّہ کاٹنے کے بعد ایک شعر فرمایا جو آج بھی زبانِ زدِ خاص و عام ہے :

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

یعنی داتا صاحب اپنے مزار شریف میں لیٹے لیٹے لوگوں کو خزانے لٹائے جا رہے ہیں اور میرے داتا صرف ناقصوں کے ہی پیر نہیں بلکہ کاملوں کے بھی پیر ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے ولی خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ کے ولی اپنے مزار میں لیٹے لیٹے لوگوں کو خزانے دیتے ہیں اور دے رہے ہیں۔ سبحان اللہ۔ لیکن آج کل نجدی کہتے ہیں کہ اللہ کے ولی مر کر مٹی میں مل گئے یہ کسی کو کچھ نہیں دے سکتے۔ حضرات اب آپ انصاف فرمائیے خواجہ غریب نواز سچے ہیں یا نجدی سچے ہیں۔ اگر غریب نواز سچے ہیں تو یہ نجدی جھوٹے ہیں اور ہم تو یہی کہتے ہیں کہ غریب نواز سچے ہیں۔ یہی نجدی ہی جھوٹے ہیں لہٰذا ان نجدیوں کو چاہیے کہ اپنے مولویوں کی بات چھوڑ کر میرے خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ والا عقیدہ اختیار کریں۔

نجدی مُلاّ :

لیکن مسلمانو یاد رکھو، یہ جو آج کل کے نجدی مُلاّ ہیں اُنھوں نے مسلمانوں کو بدعتی مشرک بنانے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ یہ لوگ کافروں کو تو مسلمان کر نہیں سکتے البتہ مُسلمانوں کو کافر مشرک بدعتی بنا رہے ہیں۔

میرے داتا کی کرامت :

حضرات محترم میرا تو عقیدہ ہے کہ میرے داتا کی کرامات کا ظہور آج بھی ہو رہا ہے اور صدیاں گزرنے کے بعد بھی میرے داتا کے منکر میرے داتا کے قدموں میں آنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اللہ اکبر۔ آپ کو یاد ہوگا کہ قومی اتحاد کے قائد مفتی محمود نجدی دیوبندی جس نے یہ فتوے جاری کیے تھے کہ بزرگوں، اللہ والوں اور اللہ کے مقبولوں کے مزارات پر جانا پھول چڑھانا، حلوے شلوے کھانا، یہ سب بدعت ہیں حرام ہیں۔ لیکن خدا کی قدرت اور میرے داتا کی کرامت کا ظہور تو دیکھو کہ جب یہی نجدی مفتی محمُود دیوبندی ۱۹۷۷ء میں قومی اتحاد کا سربراہ بنا تو پھر یہی مفتی محمود میرے پیارے داتا گنج بخش سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ حلوے کی دیگیں چڑھائیں، پھولوں کی چادریں چڑھائیں، میرے داتا کے لنگر کا حلوہ شریف کھایا، میرے داتا کے مزار شریف کے ادچھاڑے سے اپنے سر پر پگڑی بندھوائی۔ تسلّی کے لیے ۱۹۷۷ء کے اخبارات ملاحظہ فرمائیں۔ معلوم ہوا کہ نجدیوں، دیوبندیوں کے مفتی جو پہلے شرک بدعت کے فتوے لگاتے تھے وہ بھی مجبُور ہو کر میرے داتا کے قدموں میں گئے۔ اگرچہ اقتدار کے لالچ میں گئے، اگرچہ کرسی کی خاطر گئے، اگرچہ سُنّی مسلمانوں کو دھوکہ دے کر ووٹ حاصل کرنے کے لیے گئے۔ بہرحال گئے تو ضرور چاہے ان کو کرسی ملی نہ ملی چاہے ان کو اقتدار ملا کہ نہ ملا، چاہے ان کو سنّی مسلمانوں کے ووٹ ملے یا نہ ملے،

لیکن سیدنا علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت تو ظاہر ہو ہی گئی۔ اللہ اکبر۔ گویا میرے پیارے داتا صاحب نے فرمادیا کہ اومیرے دربار پر آنے والے مسلمانوں پر شرک و بدعت کے فتوے لگانے والو' اوسیدھے سادے مسلمانوں کو کافر بنانے والے نجدیو' وہ تو مسلمان جو میرے دابار پر میری سلامی کے لیے آتے ہیں مسلمان ہیں مسلمان رہیں گے لیکن تم تو شرک و بدعت کے فتوے لگاتے ہو۔ آؤ میرے قدموں میں آؤ' میرے لنگر کا حلوہ شریف کھاؤ' آؤ میرے غلاف مزار شریف کی اپنے سر پر پگڑی بندھواؤ تاکہ لوگ دیکھ لیں کہ داتا صاحب کے دربار پر جانا شرک نہیں بلکہ شرک کہنے والے' بدعتی بنانے والے خود ہی مشرک ہیں خود ہی بدعتی ہیں اور خود ہی حرام کھانے والے ہیں۔ بہر حال مسلمانو یاد رکھو' ان نجدیوں کا بنا کچھ بھی نہیں اس لیے کہ کام اس کا ہوتا ہے کام اس کا بنتا ہے جو خلوص دل سے اللہ والوں کے مزاروں پر جاتے۔ ان کا کام کیسے بن سکتا ہے جو سنیوں کو دھوکہ دینے کے لیے جائیں۔ اللہ غنی۔ کیا خوب فرمایا سلطان الواعظین حضرت علامہ مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب سیالکوٹی مدظلہ العالی نے۔ فرماتے ہیں:

لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے ابنائے وقت ہیں
دین اپنا جیسا وقت ہو ویسا بنا لیا

محمود اور عبید ہیں حاضر مزار پر
داتا نے منکروں کو بھی در پہ بلا لیا

ان اولیاء کے صدقے میں ملتی ہیں نعمتیں
داتا کے در پہ آئے تو حلوہ بھی کھا لیا

دستار بندی کا منظر ذرا بشیر دیکھ
میرے داتا کے در پہ آئے تو سر ان کو جھکا لیا

تو بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ان اللہ والوں کے دربار سے آج بھی فیض جاری ہے۔ لیکن یاد رکھو فیض اُسے ملتا ہے جو غلام ہو وفادار ہو مطیع و فرمانبردار ہو جوتے اُٹھانے والا ہو۔ لیکن جو گستاخ ہوگا نافرمان ہوگا بیوفا ہوگا بے ادب ہوگا وہ کبھی بھی اللہ والوں کے در سے فیض حاصل نہیں کر سکتا جب غلاموں کو اللہ والوں کے در سے ملتا ہے تو یوں گویا ہوتے ہیں کہ،

در فیضِ حق بند جب تھا نہ اب کچھ — فقیروں کی جھولی میں اب بھی ہے سب کچھ
یہ اللہ والے ہیں دیتے ہیں سب کچھ — مگر ان سے چاہیے لینے کا ڈھب کچھ

حضرات گرامی یہاں سے معلوم ہوا کہ مزاروں پر جانا قبروں پر حاضری دینا یہ جائز ہے جائز ہی نہیں بلکہ قرآن پاک احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے اقوال وافعال سے یہ ثابت ہے کہ مزارات پر جانا باعث ثواب ہے لیکن یہ نجدی حضرات اپنی اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ بزرگوں کے مزارات کی طرف جانا شرک ہے اور تو اور انھوں نے تو نبی کے علیہ السلام کے روضے کی طرف بھی جانا شرک لکھ دیا۔

بزرگانِ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات پر جانا جائز ہے؟

حاجی جب حج کرے تو مدینہ شریف جائے تو حضور علیہ السلام کے روضے کی نیت کر کے نہ جائے بلکہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے جائے اور نماز پڑھے تو وہیں کھڑے ہو کر حضور علیہ السلام کے روضے پر بھی سلام کرے۔ اللہ غنی۔ تفصیل کے لیے نجدی وہابی حضرات کی کتابیں ملاحظہ فرمائیں۔ فتویٰ ثنائیہ جلد ۱، صفحہ ۷۸۔ ملا زیادۃ قبر نبوی صفحہ ۱۸۔ ملا سماع موتی صفحہ ۱۹۔ فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۲۱۵، فقہ محمدیہ کلاں ص ۱۰۵، تقویۃ الایمان ص ۲۲۔ یہ تو تھے نجدی حضرات لیکن ہم اہلسنت کہتے ہیں کہ جب رب تعالیٰ ہمیں اپنے

گھر کعبے کی زیارت کے لیے اور اپنے گھر کا حج کرانے کے لیے بلائے گا تو ہم تو
یہاں سے حج کی نیت سے نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے کے
دیدار کے لیے روضہ شریف کی حاضری کے لیے جائیں گے اور پھر اسی بہانے حج
بھی کرلیں گے۔ کیا مطلب یہ کہ کملی والے آقا کی زیارت کے لیے جائیں گے
جاتے جاتے کعبہ شریف کا حج بھی ہو جائے گا۔ سبحان اللہ۔

قبروں کی زیارت اور اللہ کا قرآن :

حضرات محترم آئیے اب میں آپ کو یہ بتاؤں کہ اللہ والوں کے مزارات سے
فیض لینا اور اُن کے مزارات پر جانا جائز ہی نہیں بلکہ یہ مسئلہ قرآن پاک سے بھی
ثابت ہے۔ قرآن پاک پ ۲۸ سُورَۃِ اَلْمُمْتَحِنَۃ۔ رکوع ۸ آیت نمبر ۱۳
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا
غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ۔ اے ایمان والو ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ
کا غضب ہوا۔ قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا یَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ
اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ۔ وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں جیسے کافر آس توڑ
بیٹھے ہیں قبر والوں سے۔ سامعین کرام اس آیت کریمہ کے مطلب اور ترجمہ کی طرف
غور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان والو، کافروں، مشرکوں اور یہودیوں سے
دوستی نہ کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہیں اور ان کا آخرت پر ایمان
نہیں اور سب سے بڑھ کر یہ مشرک کافر قبر والوں سے مایوس ہیں یعنی ان کا عقیدہ
یہ ہے کہ یہ مُردے نہ ہی قیامت کو دوبارہ قبر سے اُٹھیں گے اور نہ ہی یہ مُردے
اپنی قبروں میں سے ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ بس یہ اب مر کر مٹی میں مل گئے ہیں
اب ان کا تعلق ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا لہٰذا ان کی قبروں پر جانا، ان سے مدد

مانگنا بے کار ہے۔ دوستو معلوم ہوا کہ قبر والوں سے مایوس ہونا یہ اہلِ کفر کا عقیدہ ہے کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے لیکن اہلِ ایمان کا تو یہ عقیدہ ہے کہ بزرگوں کے مزارات پر جانا چاہیے کیونکہ یہ اللہ والے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قبر پر آنے والوں کو پہچانتے بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے آنے والوں کی مدد بھی کرتے ہیں۔

قبروں کی زیارت اور احادیث مبارکہ :

اب آیئے قرآنِ پاک کے بعد احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کائنات کے آقا رسولوں کے سردار رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین حضرت سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اے ہمارے آقا آپ ہمارے رہبر ہیں آپ ہمارے ہادی، آپ ہمارے محسن ہیں۔ آپ کے طفیل دین و دنیا کی نعمتیں ملیں۔ آپ کے صدقے ہم مسلمان بنے۔ اے آقا کیا قبروں پر جانا چاہیے کہ نہیں تو سنو۔ ے

مسلم شریف جلد ۱، صفحہ ۳۱۴، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۱۰۵، المستدرک جلد ۱ صفحہ ۳۷۷، نسائی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۸۵، بیہقی شریف جلد ۴ صفحہ ۷۷، حضرت بریدہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنْتُ نَہَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لیکن اَلَا فَزُوْرُوْھَا فَاِنَّہٗ یُرِقُّ الْقَلْبَ وَتُدْمِعُ الْعَیْنَ وَتُذَکِّرُ الْاٰخِرَۃَ

وَلَا تَقُوْلُوْا هُجْرًا۔ اب زیارت کیا کرو. کیونکہ قبروں کی زیارت کرنا دل کو
نرم کرتا ہے آنکھیں بہاتا ہے اور آخرت یاد دلاتا ہے اور زیارت چھوڑنا نہیں
حضرات گرامی ان احادیث سے ثابت ہوا کہ قبروں کی زیارت سے نبی کریم علیہ السلام
نے پہلے بحکم خداوندی منع فرمایا تھا اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت
دے دی تو نبی کریم علیہ السلام نے اپنی اُمت مسلمہ کو مسلمانوں کی قبروں کی زیارت
کا حکم جاری فرمایا ہے لیکن نجدی حضرات کہتے ہیں کہ قبروں کی زیارت کے لیے جانا
شرک ہے۔ اب عوام اہلسنت خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ ان نجدیوں کی بات مانیں
یا اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مانیں۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ نمبر ۱۲۵
حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضرور
میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لیکن اب فَقَدْ اُذِنَ لِمُحَمَّدٍ فِیْ
زِیَارَۃِ قَبْرِ اُمِّہٖ فَزُوْرُوْھَا بیشک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی والدہ
(حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی قبر کی زیارت کی اجازت مل گئی تم اب قبروں
کی زیارت کیا کرو کیونکہ قبریں آخرت یاد دلاتی ہیں. حضرات محترم نبی کریم علیہ السلام
کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مزار شریف مکہ اور مدینہ شریف
کے درمیان میں تھی اور مکہ شریف سے مدینہ شریف تقریباً پانچ سو کلومیٹر کا فاصلہ ہے
تو اب آپ اندازہ لگائیں کہ نبی کریم علیہ السلام جب مکہ شریف میں رہتے تھے تو ڈھائی
سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے تشریف لاتے تھے۔ اب بتاؤ کہ قبروں کی زیارت
شرک ہے تو کیا نبی کریم علیہ السلام نعوذ باللہ شرک کرتے تھے۔ اگر جائز ہے اور
یقیناً جائز ہے تو کیوں تم شرک کہتے ہو جواب دو۔ المستدرک جلد ۱ صفحہ ۳۷۶
حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبرستان سے تشریف لائیں تو فَقُلْتُ میں نے عرض کیا

يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَيْنَ اَقْبَلْتِ ۔ کہ اُم المومنین آپ کہاں سے تشریف لائی ہیں تو حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا قَالَتْ مِنْ قَبْرِ اَخِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَکْرٍ ۔ کہ اے عبداللہ میں اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر سے آئی ہوں ۔ فَقُلْتُ لَهَا اَلَيْسَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ ۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور کی زیارت سے منع نہیں فرمایا تھا قَالَتْ نَعَمْ کَانَ نَهٰى ثُمَّ اَمَرَ بِزِيَارَتِهَا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اے عبداللہ ٹھیک ہے حضور علیہ السلام نے پہلے منع فرمایا تھا لیکن پھر قبور کی زیارت کا حکم جاری فرمایا ۔ المستدرک ج ۱ صفحہ ۳۷۶

سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا بنت سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کو اپنے پیارے چچا سید الشہدا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر تشریف لے جاتی تھیں اور وہاں جا کر قبر کے پاس نماز بھی پڑھتی تھیں اور قبر شریف کو دیکھ کر روتی بھی تھیں مسلمانو یہ دونوں حدیثیں پڑھو اور غور کرو کہ قبروں پر جانا بدعت اور حرام نہیں بلکہ نبی کریم علیہ السلام اور اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سُنّت مبارکہ ہے ۔ ترمذی شریف

مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۳۳۹ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے تھوڑی دیر آرام فرمانے کے بعد جلدی اُٹھ کر تشریف لے گئے حالانکہ اس رات میری باری تھی نبی کریم علیہ السلام کی گیارہ بیبیاں تھیں ۔ آپ نے ایک ایک رات ایک بی بی کے لیے مقرر فرمائی ہوئی تھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور علیہ السلام

میرے پاس سے تشریف لے گئے تو میں بھی حضور علیہ السلام کی تلاش میں پیچھے پیچھے چل پڑی۔ آخر کار حضور علیہ السلام مجھے جنت البقیع یعنی مدینہ شریف کے قبرستان میں مل گئے۔ میں نے کیا دیکھا کہ نبی کریم علیہ السلام نے اپنا سرِ انور آسمانوں کی طرف اٹھایا ہوا ہے اور قبرستان والوں کے لیے دعائے مغفرت فرما رہے ہیں۔ جب حضور علیہ السلام دعا سے فارغ ہوئے تو مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اے عائشہ اَکُنْتِ تَخَافِیْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْکِ وَرَسُوْلُہٗ۔ کیا تمھیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ اور اللہ کا پیارا رسول علیہ السلام تم پر ظلم کریں گے۔ (یعنی تمھیں چھوڑ کر تمہاری باری کی جگہ میں کسی اور بیوی کے پاس چلا جاؤں گا) تو حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں نے یوں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنَّکَ اَتَیْتَ بَعْضَ نِسَائِکَ۔ میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ کسی اور زوجہ مطہرہ کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں اپنے آپ اٹھ کر نہیں آیا بلکہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور جبرائیل علیہ السلام نے مجھے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج شعبان کی پندرہویں شب ہے لہٰذا خدا کا حکم ہے مدینہ کے قبرستان میں تشریف لے جائیے اور اپنی گناہ گار اُمت کے مرحوم لوگوں کے لیے دعا فرمائیے پھر نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عائشہ صدیقہ تمہیں معلوم ہے کہ اس شعبان کی پندرہویں رات کو کیا ہوتا ہے؟ تو حضرت عائشہ نے عرض کی اللہ و رسولُہٗ اَعلم۔ اللہ اور اس کا پیارا رسول ہی بہتر جانتا ہے تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا فِیْھَا اَنْ یُّکْتَبَ کُلُّ مَوْلُوْدٍ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ فِیْ ھٰذِہِ السَّنَۃِ۔ اے عائشہ جو بچہ اس سال پیدا ہوتا ہے وہ اس رات میں لکھا جاتا ہے۔ وَفِیْھَا اَنْ یُّکْتَبَ کُلُّ ھَالِکٍ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ فِیْ ھٰذِہِ السَّنَۃِ۔ اور اس سال میں جو آدمی ہلاک ہونے والا ہوتا ہے اس کا نام بھی اسی رات کو لکھا جاتا ہے۔ وَفِیْھَا تُرْفَعُ

اَعْمَالُهُمْ۔ اور اس رات میں لوگوں کے اعمال اُٹھائے جاتے ہیں۔ وَفِيهَا تُنْزَلُ اَرْزَاقُهُمْ۔ اور اسی رات کو لوگوں کے لیے رزق اُترتے ہیں سبحان اللہ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا اے عائشہ بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ فَيَغْفِرُ لِاَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ بَنِي كَلْبٍ اور بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ گناہ گاروں کو بخش دیتا ہے قبیلہ بنی کلب کے پاس اس وقت بیس ہزار سے زیادہ بکریاں تھیں سبحان اللہ۔ اس مقام پر کسی شاعر نے کتنے پیارے اشعار فرمائے۔ شاعر فرماتا ہے: ؎

مبارک ہو مومنو آئی شب برات
رحمت خدا کی بن کے چھائی شب برات

ربِ قدیر یوں بندوں سے کہتا ہے
مانگ لو ہم نے بنائی ہے اس واسطے شب برات

کرتے رہے عبادت تلاوت تمام رات
خود مصطفےٰ نے ایسے منائی شب برات

سُنّت رسول کی ہے زیارت قبور کی
کیجیے کچھ اُن کے حق میں بھلائی شب برات

آپ اندازہ فرمالیں کہ شعبان کی رات اللہ تعالیٰ کی رحمت کس قدر جوش میں ہوتی ہے۔ بیس ہزار بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ گناہ گار انسان بخشے جاتے ہیں حضرات ایک بکری پر کتنے بال ہوتے ہیں کبھی آپ نے سوچا ایک بکری پر ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بال ہوتے ہیں اور پھر بیس ہزار بکریوں کے بالوں کا حساب بھی لگا لیں تو کروڑوں کی تعداد بنتی ہے گویا شعبان کی پندرہویں رات کو کروڑوں انسان

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے صدقے سے بخش دیتا ہے لیکن ایسی راتوں میں ہم اپنے بستروں پر آرام کر رہے ہوتے ہیں کتنے افسوس کا مقام ہے کتنا ظلم کرتے ہیں ہم اپنی جانوں پر۔ اللہ اللہ۔ ادھر اللہ کی رحمت جوش میں ہوتی ہے اور پکار پکار کر فرما رہی ہوتی ہے اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَہٗ۔ ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں۔ اَلَا مِنْ مُّسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَہٗ ہے کوئی بے روزگار جسے رزق کی تنگی ہو آئے وہ ہم سے مانگے ہم اُس کو رزق عطا فرمائیں گے کوئی لا علاج مریض جس کو ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہو اپنی بیماری سے تنگ آچکا ہو بڑے بڑے ڈاکٹروں بڑے بڑے طبیبوں سے علاج کرا کے عاجز آچکا ہو آئے ہم سے بیماری کی شفا مانگے ہم اُس کو شفا عطا فرمائیں گے ہے کوئی زمانے کا ستایا ہوا مظلوم آئے ہماری بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جائے ہم اس کی مدد فرمائیں گے۔ اَلَا مِنْ کَذَا اَلَا مِنْ کَذَا حَتّٰی یَطْلَعَ الْفَجْرُ۔ ہے کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہم اس کی حاجت کو پورا فرمائیں حتیٰ کہ فجر صبح تک یہ منادی فرماتا رہتا ہے سبحان اللہ۔ کیا خوب فرمایا شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال نے کہ گویا اللہ پاک کی طرف سے یہ ندا ہوتی ہے :

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی راہروِ منزل ہی نہیں

میاں محمد صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اسی بات کو پنجابی میں پیش فرماتے ہیں۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ :

پچھلی راتیں رحمت رب دی تے کرے بلند آوازہ
بخشش منگن والیاں کارن تے کھلا ہے دروازہ

اللہ والوں کے مزارات پر جانا نبی کریم علیہ السلام اور صحابہ کرام کی سنت ہے :

البدایہ والنھایۃ جلد ۴، صفحہ ۲۴۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام ہر سال شہدائے اسلام کی قبروں پر تشریف لے جاتے، فَاِذَا اَتٰی فُرْصَۃَ الشِّعْبِ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ۔ جب ان کی قبروں کے پاس تشریف لے جاتے تو فرماتے اے اللہ کے راستے میں اپنی جانوں کو قربان کرنے والو، اے اللہ کے راستے میں شہادت کے مرتبہ سے سرفراز ہونے والو تم پر سلامتی ہو اس لیے کہ تم نے صبر سے کام کیا، اور کتنا اچھا ہے آخرت کا ٹھکانہ۔ جب تک نبی کریم علیہ السلام دنیا میں تشریف فرما رہے تو آپ ہمیشہ شہداء کی قبروں پر تشریف لے جاتے جب میرے کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا تو آپ کے بعد سیدنا و مولانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومنین کے امیر بنے آپ بھی حضور علیہ السلام کی طرح ہمیشہ شہدائے اسلام کی قبروں پر تشریف لاتے رہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سیدنا و مولانا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے امیر بنے تو جب تک آپ حیات رہے تو آپ بھی ہر سال شہدائے اسلام کی قبروں پر تشریف لاتے رہے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا و مولانا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے امیر بنے تو آپ بھی ہر سال شہدائے اسلام کی قبروں پر تشریف لاتے رہے۔ حدیث کے الفاظ سماعت فرمائیں: ثُمَّ کَانَ اَبُوْبَکْرٍ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُہٗ۔ پھر نبی کریم علیہ السلام کی وفات کے بعد ہمیشہ حضرت ابوبکر صدیق اسی طرح شہدائے اسلام کی قبروں پر تشریف لاتے رہے وَکَانَ عُمَرُ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ یَفْعَلُہٗ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروق بھی اسی طرح شہداء کی قبروں پر تشریف لاتے رہے۔ وَکَانَ عُثْمَانُ بَعْدَ عُمَرَ یَفْعَلُہٗ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہدائے اسلام کی قبروں

پر تشریف لاتے رہے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کے دیگر اصحابہ کرام بھی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے حضرت سیدہ اُم سلمہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا حضرت سیّدنا ابوسعید حضرت سیّدنا ابوہریرہ حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عمر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرات محترم اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ والوں کے مزارات پر ہر سال جانا عرس منانا دعائیں مانگنا، وہاں اللہ کا ذکر کرنا یہ شرک حرام بدعت نہیں بلکہ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماعی مسئلہ ہے اور ان بزرگوں کی سنّت ہے۔

موسیٰ علیہ السّلام کا مزار شریف:

حضرات محترم آپ علمائے کرام سے سُنتے رہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبوّت کے بارہویں سال رجب شریف کی ۲۷ شب کو لامکانوں میں بُلاکر بغیر حجاب بغیر پردے کے اپنا دیدار کرایا اور جنت و دوزخ، عرش و سدرہ مکان ولامکان اور آسمانوں کے عجائبات دکھلائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بلانا چاہا اور اپنا دیدار کرانا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جبرائیل! عرض کی جی ربِ جلیل۔ فرمایا جلدی کر آسمانوں کو سجا دے جنت کو دُلہن بنا دے عرش کو بھی مزیّن کر دے اور فرشتوں کو آسمانوں کے راستے پر لائن وار کھڑا کر دے۔ سُورج کی روشنی اور تیز کر دے چاند اور ستاروں کو بھی مزید چمکا دے اور تمام نبیوں کو بیت المقدس میں جمع ہونے کا میری طرف سے حکم دے دے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ مولا کریم خیر تو ہے۔ فَقَالَ یَا رَبِّ اَقْرَبَ قِیَامُ السَّاعَۃِ۔ اے ربّ کائنات کہیں قیامت تو قریب نہیں آگئی۔ قَالَ لَا وَلٰکِنْ لَنَا اللَّیْلَۃُ مَعَ یَتِیْمِ اَبِیْ طَالِبٍ سِرٌّ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جبرائیل نہیں قیامت قریب نہیں آگئی بلکہ

آج کی رات میرے اور ابوطالب کے دُرِّ یتیم جناب محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان رازو نیاز کی باتیں ہوں گی جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ مولا کریم تمام انتظامات مکمل ہو گئے ہیں۔ اللہ پاک نے فرمایا جاؤ جنت میں سے ایک نورانی براق لے لو۔ جنتی لباس بھی لے لو جنتی عمامہ بھی لے لو ستر ہزار نورانی فرشتے بھی لے لو اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ میرا محبوب اپنی بہن امّ ہانی کے گھر سویا ہوا ہے جگانا نہیں کنڈی بھی نہ ہلانا بلکہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر اپنا نورانی چہرہ رکھ دینا یہ نورانی آنکھیں محبوب کے تلووں پر ملنا تاکہ تیرے نورانی چہرے کی قیمت بھی ادا ہو جائے اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ بھی کھل جائے اور جب میرا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جاگ پڑے تو میری طرف سے سلام کہنا اور پھر یوں کہنا کہ اِنَّ اللہَ اَشْتَاقَ اِلٰی لِقَائِکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ۔ اے اللہ تعالیٰ کے حبیب، اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے جب میرا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آنے کا ارادہ ظاہر کرے تو حوض کوثر کے پانی سے غسل دلوا کر جنتی لباس پہنا کر جنتی عمامہ زیب سر کرا کر براق پر چڑھا کر اور جنتی دولہا بنا کر میرے پاس لاؤ۔ اللہ اللہ قربان جاؤں عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ ایک وقت تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پہ خدا کا دیدار کرنے آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ۔ اے ربِ لم یزل مجھے اپنا دیدار کرا میں تمھیں دیکھنا چاہتا ہوں تو جواب آتا ہے لَنْ تَرَانِیْ۔ اے موسیٰ علیہ السلام تو میرا دیدار نہیں کر سکتا۔ کلیم کہتا ہے یا اللہ دیدار کرا جواب ملتا ہے نہیں لیکن قربان جاؤں حبیب کہتا بھی نہیں تمنّا بھی نہیں کرتا بلکہ خود رب العالمین جبرائیل کو نورانی براق دے کر ستر ہزار فرشتے ساتھ بھیج کر محبوب کو بلاتا ہے اور پھر سارے حجابات ہٹا کے سارے پردے ختم کر کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دیدار بخشتا ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مقام پر

جھوم جاتے ہیں اور فرماتے ہیں:

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

یہی سماں تھا کہ پیک رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

ہاں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جنتی براق لے کر کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچتا ہے اور کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو دولہا بنا کر خدا کی بارگاہ اقدس میں لے جاتا ہے۔ نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں براق پر سوار ہو کر جب خدا کا دیدار کرنے چلا تو جبرائیل علیہ السلام مجھے سیدنا موسیٰ کلیم علیہ السلام کی قبر شریف پر لے گئے پھر کیا ہوا کہ اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ عِنْدَ قَبْرِهٖ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔ حضور علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی قبر شریف کے پاس اترے اور دو رکعت نماز نفل ادا فرمائے۔ قبر شریف پر حاضری دینے کے بعد نفل پڑھنے کے بعد پھر حضور علیہ السلام کی سواری آگے چلی۔ روح البیان پ۱۵ جلد ۵ صفحہ نمبر ۱۱۱

سامعین کرام آپ غور فرمائیں کہ شب معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا تھا عرش کی سیر کرانے جنت کی بہاریں دکھلانے کے لیے فرشتوں سے سلامی کرانے کے لیے اور اپنا دیدار کرانے کے لیے، لیکن یہ کیا بات ہے کہ اپنا دیدار کرانے سے پہلے آسمانوں کی سیر کرانے سے قبل انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت سے پہلے عرش کا نظارہ کرانے سے پہلے، جنت کی سیر کرانے سے پہلے اور اپنا دیدار کرانے سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیارے کلیم علیہ السلام کے مزار شریف پر لے جاتا ہے پھر حکم ہوتا ہے محبوب یہاں اترو اور نفل بھی پڑھو اور قبر موسیٰ علیہ السلام کی زیارت بھی کر لو

تو سنو میرے سُنّی مسلمان بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مزار کلیم علیہ السلام پر اس لیے حاضر ہونے کا حکم دیا کہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے ولیوں نبیوں کے مزارات شریف پر جانا یہ بدعت نہیں شرک نہیں، حرام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور سیّد الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتِ مبارکہ ہے لیکن افسوس نجدی حضرات کہتے ہیں کہ قبروں پر جانا شرک ہے حرام ہے ناجائز ہے پوچھا جائے کہ آپ کے پاس کیا دلیل ہے تو جواب میں یہ حدیث پاک پیش کرتے ہیں کہ بخاری شریف مسلم شریف مشکوٰۃ شریف ۶۸ میں یہ حدیث پاک موجود ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے صحابی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ ھٰذَا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کجاوے باندھوں یعنی نہ سفر کرو مگر تین مسجدوں کی طرف۔ ایک مسجد حرام کی طرف ایک مسجد اقصیٰ کی طرف اور ایک میری مسجد یعنی مسجد نبوی شریف کی طرف تو اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ولیوں نبیوں کے مزارات کی طرف سفر کرنا اور وہاں فاتحہ وغیرہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اللہ اکبر۔ چنانچہ حرم شریف کے امام و خطیب عبدالعزیز بن عبداللہ بن حسن نے حاجیوں کی رہنمائی کے لیے ایک رسالہ لکھا ہے۔ حج و زیارت کے شرعی آداب۔ اس رسالہ کے صفحہ ۱۹ پر حرم کے خطیب نے لکھا ہے کہ جو شخص مدینہ شریف سے دور ہو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ خصوصی طور پر سفر کر کے قبر شریف کی زیارت کے لیے آئے بلکہ آئے تو مسجد نبوی علیہ السّلام کی زیارت کے لیے اور اس کے ساتھ قبر مبارک کی زیارت بھی ہو جائے گی۔ استغفر اللہ ربی۔ حضرات ہم یہ کتنی زیادتی اور کتنا ظلم ہے کہ جس مولوی کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے حرم شریف

کا خطیب بنایا اور جس کی طفیل یہ مولوی عیش وعشرت کرتا ہے بلکہ پورا سعودیہ عیش کرتا ہے۔ ان کو تو چاہیے تھا کہ اس حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک کی زیارت کرنے کے لیے لوگوں کو ترغیب دیتے لیکن بجائے لوگوں کو ترغیب دینے کے لیے ناجائز اور حرام کے فتوے لگانے شروع کر دیئے۔ میرے بزرگو دوستو اگر یہی حدیث پاک کا مطلب لیا جائے جو ان حضرات نے لیا ہے کہ سوائے ان تین مسجدوں کے اور کہیں سفر نہیں کر سکتے تو پھر تو معاملہ بڑا مشکل ہو جائے گا دیکھو مسلمان شروع سے لے کر آج تک تحصیل علم کے لیے سفر کرتے رہے۔ اسی طرح جہاد کے لیے بھی سفر کرتے رہے ہجرت کے لیے بھی سفر مسلمان کرتے تھے اور کرتے آتے ہیں اور تجارت کے لیے بھی صبح و شام سفر کیا جاتا ہے۔ سیر و تفریح کے لیے مسلمان پاکستان سے باہر کے ممالک میں جاتے ہیں مثلاً برطانیہ، امریکہ، پیرس، ایران، عراق، شام، لیبیا، ہندوستان، افریقہ وغیرہ وغیرہ تو کیا یہ سارے سفر حرام ہو جائیں گے اگر حرام ہو جائیں گے تو پھر تو کوئی مسلمان گناہ سے ہرگز بچ سکتا بھی نہیں؟ حضرات محترم آپ بھی کہیں گے کہ پھر اس حدیث پاک کا کیا مطلب ہے تو سنو اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مسجدوں میں یعنی مسجد حرام، مسجد بیت المقدس، مسجد نبوی شریف میں اگر کوئی آدمی نماز پڑھے تو ثواب زیادہ ملتا ہے مثلاً مسجد حرام میں اگر ایک نماز پڑھی جائے تو ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ملتا ہے اگر بیت المقدس اور مسجد نبوی شریف میں ایک نماز پڑھی جائے تو ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے لہٰذا ان تینوں مسجدوں کی طرف دور سے سفر کر کے آنا چونکہ فائدہ مند ہے لہٰذا جائز ہے لیکن کسی اور مسجد کی طرف اس نیت سے سفر کرنا کہ ثواب زیادہ ملے گا غلط ہے اور ناجائز ہے۔ یہ ہے اس حدیث پاک کا مطلب البتہ سفر کرنا یہ بالکل جائز ہے چاہے جس مسجد کے لیے کرو لیکن ثواب کی زیادتی کی نیت نہ ہو۔ صحیح بخاری شریف

کی حدیث ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ میں ہفتہ والے دن کبھی پیدل کبھی سواری پر سوار ہو کر مسجد قبا شریف جو کہ مدینہ شریف سے تین میل کے فاصلے پر ہے تشریف لے جاتے تھے اور وہاں جا کر برکت کے لیے دو رکعت نماز نفل ادا فرماتے تھے اور حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اَلصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِ قُبَا کَعُمْرَۃٍ۔ میرے غلامو مسجد قبا میں دو رکعت نماز نفل پڑھنا اتنا ثواب ہے جتنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے گھر بیت اللہ شریف کے عمرا کرنے کا ثواب ملتا ہے آج بھی مسجد قبا شریف کے محراب پر یہ حدیث پاک لکھی ہے۔ حاجی جب مدینہ شریف کی حاضری کے لیے حاضر ہوتے ہیں تو مسجد قبا شریف میں دو رکعت نماز نفل ضرور ادا کرتے ہیں۔ اب پوچھا جائے ان نجدیوں سے کہ ان تین مسجدوں کے علاوہ اگر بقول تمہارے سفر کرنا ناجائز اور حرام ہے تو کیا نعوذ باللہ حضور علیہ السلام یہ ناجائز کرتے تھے یا حاجی حضرات حرام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے، آمین۔

اللہ کے ولی کا روضہ اور اللہ کا نبی :۔

امام المحدثین علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے انیس المجلس صـ۲۲۳ میں اور علامہ محدث ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ سے مشارق الانوار صفحہ ۴۹ میں یہ روایت موجود ہے۔ علامہ جوزی اور علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس زمانے میں لوگوں کو شریعت مصطفےٰ علیہ السلام کا درس دیا کرتے تھے تو لوگ دور دور سے آتے اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاگردی حاصل کرتے اور فخر کیا کرتے تھے کہ ہم وقت کے امام اعظم کے شاگرد ہیں انہی دنوں میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت سیدنا ومولانا خضر علیہ السلام جو اللہ کے پیارے نبی ہیں وہ بھی امام اعظم کے پاس آتے اور شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس لیتے تھے۔

اور ہر روز صبح کے وقت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں آتے تھے جب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے خالق کائنات، ربِّ کریم نے فرمایا کیا بات ہے میرے نبی۔ عرض کی مولا کریم ابھی تک میں نے مکمل طور پر تیرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا دین نہیں سیکھا۔ مولا کریم اس کا کوئی انتظام فرما۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ اے میرے پیارے نبی گھبرانے کی ضرورت نہیں بلکہ تو میرے پیارے ابوحنیفہ کی قبر پر چلا جا کہ ہم ہر روز ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روح کو ان کے جسم میں لوٹا دیں گے تاکہ تو علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پوری طرح حاصل کر لے۔ چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام اپنی عادت کے مطابق ہر روز صبح کے وقت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر تشریف لے جاتے اور ان سے فقہ حنفی اور شریعت مصطفےٰ علیہ السلام کے مسائل سیکھتے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام مزار شریف کے پاس بیٹھ جاتے اندر مزار شریف سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ پڑھاتے رہتے اللہ کا نبی حضرت سیدنا خضر علیہ السلام پڑھتا رہتا۔ سبحان اللہ۔

حضرات محترم معلوم ہوا اللہ والے اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور اگر اللہ چاہے تو وہ قبریں سے بول کر لوگوں کو بتا بھی دیتے ہیں کہ ہم زندہ ہیں اور دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے مزارات پر جانا شرک نہیں ہے بدعت نہیں حرام نہیں ہے۔ اگر شرک بدعت حرام ہوتا تو کیا اللہ تعالےٰ اپنے نبی کو شرک کرنے کا حکم دیتا۔ کیا خدائے ذوالجلال اپنے نبی کو خود نہیں دینِ مصطفیٰ علیہ السلام کی تعلیم دے سکتا تھا؟ دے سکتا تھا لیکن پھر اللہ نے کیوں اپنے ولی کے پاس بھیجا تو بتانا یہ تھا کہ لوگو! اللہ والوں کے دربار میں جانا اور ان سے فیض حاصل کرنا یہ جائز ہی نہیں بلکہ میرے نبی حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی سنّت ہے اور

میرا حکم ہے۔ اللہ اللہ۔

امام اعظم اور امام شافعی:

فتاوی شامی جلد اوّل ۵۱ ۔ امام ابو عبداللہ محمد المعروف امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ چار اماموں میں ایک شریعت کے امام ہیں۔ امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل۔ یہ چار شریعت کے امام ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ کے مقلدین اور پیروی کرنے والوں کو حنفی کہا جاتا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین اور پیروی کرنے والوں کو شافعی کہا جاتا ہے۔ امام مالک کے مقلدین اور ان کی فقہ پر عمل کرنے والوں کو مالکی کہا جاتا ہے۔ امام احمد بن حنبل کے مقلدین اور ان کی فقہ پر عمل کرنے والوں کو حنبلی کہا جاتا ہے۔ یہ چاروں امام برحق ہیں۔ یہ چاروں سلسلے بالکل صحیح ہیں۔ یہ چاروں طریقے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے لیے گئے ہیں لیکن ان میں سے زیادہ افضل اور اعلیٰ طریقہ اور سلسلہ وہی ہے جو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اس لیے پورے عالم اسلام میں حنفی زیادہ پائے جاتے ہیں۔ بہرحال میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ جلیل القدر امام ہیں۔ یہ ہر سال فلسطین سے پیدل چل کر بغداد شریف میں تشریف لاتے۔ کس لیے؟ صرف اور صرف امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر حاضری دینے کے لیے اور آپ اپنے شاگردوں کو فرماتے تھے کہ۔ اِنَّہٗ قَالَ اِنِّی لَاَتَبَرَّكُ بِاَبِی حَنِیْفَۃَ وَاَجِیْ ءُ اِلٰی قَبْرِہٖ۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر شریف پر حاضری دیتا ہوں اور امام اعظم کے مزار شریف سے برکت حاصل کرتا ہوں۔ فَاِذَا عَرَضَتْ لِیْ حَاجَۃٌ صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَسَاَلْتُ اللّٰہَ تَعَالٰی عِنْدَ قَبْرِہٖ فَتُقْضٰی سَرِیْعًا۔ پھر فرماتے ہیں کہ جب مجھے کوئی مشکل پیش آتی ہے تو میں فلسطین سے آکر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے

پاس دو رکعت نماز نفل پڑھتا ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں تو اللہ تعالیٰ میری دعا امام اعظم کے صدقے جلدی قبول فرما لیتا ہے۔ سبحان اللہ۔ جب امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز امام صاحب کے روضے کے پاس پڑھتے تو رفع یدین (یعنی ہر رکن نماز میں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا یہ امام شافعی کا مذہب اور مسلک ہے) نہیں فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ شاگردوں نے عرض کی کہ حضور ہم دیکھتے ہیں کہ آپ یہاں اپنے اجتہاد اپنے مسلک اپنے طریقے اپنے مذہب پر عمل نہیں کرتے بلکہ اس اجتہاد اس مسلک اس مذہب اس طریقے پر عمل فرماتے ہیں جو کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا تو امام شافعی جواب دیتے تھے کہ اے میرے شاگردو مجھے یہاں پہنچ کر اتنے بڑے امام کے سامنے اپنے اجتہاد پر عمل کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اللہ اکبر۔ حضرات گرامی آپ بتائیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو فلسطین سے چل کر بغداد شریف حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لاتے تھے کیا وہ شرک کرتے تھے حرام بدعت کرتے تھے۔ آپ جواب دیں اگر آپ کہیں کہ شرک کرتے تھے تو کیا اتنے بڑے امام اتنے بڑے بزرگ مشرک تھے تو یہ جتنی بھی قومیں ان کی معتقد ہیں وہ بھی مشرک ہوئیں حالانکہ ایسا نہیں۔ اگر وہ شرک نہیں کرتے تھے ہرگز شرک نہیں کرتے تھے تو اتنے بڑے امام کو شرک کا پتہ نہ چلا لیکن آج بارہ سو سال بعد ان نجدیوں کو پتہ چل گیا۔ پتہ نہیں ان پر مرزا قادیانی کی طرح نیچی نیچی فرشتہ وحی لے کر آتا ہے یا پھر رات کو خواب میں ان کو ایسا سبق ابلیس پڑھاتا ہے۔ اللہ اکبر۔ حضرات حالانکہ بزرگوں کے مزارات پر جانا ایسا مسئلہ ہے جس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔ ان نجدی حضرات کے ... ہیں پڑھ کر دیکھیں ان کے بزرگ بھی بزرگوں کے مزارات پر جاتے تھے وہاں جا کر بزرگوں کو ایصال ثواب کرتے تھے اور نذر و نیاز بھی کھاتے تھے۔ پتہ نہیں اس نئی نسل کو کیا ہو گیا

ہے؟

اللہ کے ولی کا مزار اور شاہ عبدالرحیم :

انفاس العارفین صفحہ نمبر ۴۵ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کتاب کے مصنف ہیں اور واقعہ انھوں نے ہی اپنے والد ماجد کا لکھا ہے حضرات یہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ وہ عظیم بزرگ ہیں جن کی بزرگی میں کسی مسلک کسی فرقے والے کو اعتراض نہیں یعنی تمام لوگ ان کو اپنا بزرگ اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں یہی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اسی اپنی کتاب انفاس العارفین فارسی صفحہ ۴۵ میں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے چند مریدوں کے ساتھ دہلی سے کچھ دور ایک گاؤں داسند میں تشریف لے گئے۔ وہاں اس گاؤں میں ایک اللہ تعالیٰ کے ولی کا مزار ہے جن کا نام ہے شاہ مخدوم شیخ اللہ دیہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔ میرے والد ماجد اس مزار پر حاضر ہوئے۔ والد ماجد اور مریدین نے حضرت کے مزار پاک پر فاتحہ شریف پڑھی فاتحہ شریف پڑھنے کے بعد حاضری سے فارغ ہو کر میرے والد ماجد نے اور مریدین نے واپس دہلی آنے کا ارادہ فرمایا تو رات کا وقت تھا۔ والد ماجد اور مریدین نے کھانا بھی کھانا تھا لیکن ابھی ارادہ ہی کر رہے تھے کہ مخدوم شیخ اللہ دیہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پاک سے آواز آئی کہ عبدالرحیم ذرا ٹھہر جاؤ کھانے کا وقت ہے کھانا کھا کے جانا۔ سبحان اللہ۔ شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ اور مریدین وہیں مزار پاک پر رک گئے غور سے دیکھا تو وہاں کوئی کھانے کا انتظام نہیں تھا یعنی کوئی درگاہ شریف پر لنگر وغیرہ یا کوئی پکانے والا یا کوئی کھانے کا ہوٹل غرضیکہ وہاں کھانے کے کوئی آثار نہیں تھے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو تمام زیارت کرنے والے اپنے گھروں میں چلے گئے لیکن شاہ عبدالرحیم اور مریدین وہیں مزار پر بیٹھے ہیں کھانے کا انتظار کر رہے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ کافی دیر ہو گئی کھانا نہ آیا تو آپ کے ساتھی مریدین کچھ پریشان دکھائی دینے لگے لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک عورت آئی اور اس نے ہمارے سامنے کھانا رکھ دیا۔ کھانا کیا تھا مرغ کا گوشت پکا ہوا چاول اور مٹھائی تھی۔ ہم نے اس عورت سے پوچھا کہ بی بی تو اس وقت کھانا کیسے لائی ہے تو اس عورت نے جواب دیا۔ گفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ساعتے ایں طعام پختہ بر نشستگان درگاہ مخدوم اللہ دیہ رسانم۔ کہ جناب میرا خاوند کہیں باہر گیا ہوا تھا اور میرے گھر میں میرے پاس ایک مرغا تھا میں نے منت مانی تھی کہ یا اللہ میرا خاوند خیریت سے گھر واپس آجائے۔ اگر میرا خاوند خیریت سے گھر واپس آجائے گا تو میں اسی وقت اس مرغے کا گوشت اور چاول پکا کر مخدوم شاہ اللہ دیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر جو بھی درویش بیٹھے ہوں گے میں ان کو یہ کھانا کھلاؤں گی۔ دریں وقت آمد نذر ایفا کردم و آرزو کردم کہ کسے آں جا باشند تناول کنند۔ تو آج ابھی ابھی میرا خاوند گھر آیا تو میں نے اپنی منت پوری کرنے کے لیے کھانا پکا کر لائی ہوں۔ میری تمنا تھی کہ کوئی مزار شریف پر موجود ہو جو اس کھانے کو کھالے چنانچہ ان سب نے کھانا کھایا۔ حضرات محترم اس حکایت کو اس عبارت کو غور سے بار بار پڑھیں اور اندازہ لگائیں کہ اس حکایت سے کتنے مسئلے کتنی باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اس حکایت سے پہلا مسئلہ تو یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ولی اپنے مزاروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ سنتے بھی ہیں دیکھتے بھی اور خدا کے حکم سے حاجت روائی بھی کرتے ہیں۔ کیونکہ شاہ اللہ دیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی قبر کے اندر سے دیکھ لیا کہ میرے مزار پر شاہ عبدالرحیم صاحب آئے ہوتے ہیں اور یہ بھی دیکھ لیا کہ فلاں عورت نے اپنے خاوند کے گھر آنے کے لیے منت مانی ہے اور پھر اس کا خاوند آبھی چکا ہے اور آج رات وہ ابھی میرے مزار پر کھانا پکا کر بھی لا رہی ہے اور

صاحب مزار کو یہ بھی پتہ چل گیا کہ شاہ عبدالرحیم اور ان کے مریدوں کو کھانے کی حاجت بھی ہے اور کھانے کا ٹائم بھی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے مزارات پر جانا بھی جائز ہے اگر ناجائز ہوتا شرک ہوتا بدعت ہوتا حرام ہوتا تو سوچو اتنے بڑے بزرگ جن کی بزرگی سب کو مسلّم ہے جن کو تمام عقیدے والے حضرات اچھی نظروں سے جانتے ہیں وہ کبھی اس صاحب مزار کی مزار پر تشریف نہ لے جاتے لیکن وہ گئے کیوں؟ اس لیے کہ بزرگوں کے مزارات پر جانا بالکل جائز ہے اور تھا۔ اب خود سوچو کہ یہ لوگ جو مزارات پر جانے کو ناجائز کہتے ہیں یہ سچے ہیں یا وہ بزرگ۔ واقعی وہ بزرگ سچے تھے۔

تو اب ان حضرات کو چاہیے کہ کم ازکم ہماری بات نہیں مانتے تو نہ مانیں کم ازکم اپنے بزرگوں کی تو مان لیں حالانکہ ان کے بزرگوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ قبر والوں سے بعد وفات بھی فائدہ ہوتا ہے اور پیر قبر میں رہتے ہوئے اپنے مریدوں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ کیسے فائدہ پہنچاتا ہے تو سُنیے۔ دیوبندیوں کے متفقہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے خود اپنی کتاب **امداد المشتاق** میں لکھا ہے۔ یہ کتاب مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کی شان میں لکھی ہے اور ان کے ملفوظات یعنی ان کے اقوال ان کی باتیں ان کے ارشادات لکھے گئے ہیں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مریدں اپنے خاص خادموں اور چیلوں میں بیان فرمائی وہ درج کی ہیں۔ اس لیے اس کتاب کا نام بھی مولانا نے رکھا امداد المشتاق یعنی امداد اللہ کی چاہت' امداد اللہ کا دیدار۔ بہرحال مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی اسی کتاب صفحہ ۱۱۳ میں یہ واقعہ لکھا کہ:

پیر کی قبر: ہمارے مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ جو مرید تھے حضرت خواجہ نور محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے۔ ایک مرتبہ حاجی صاحب

اپنے مرشد خواجہ نور محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ کر رہے تھے اور فرمایا کہ جب ہمارے مرشد خواجہ نور محمد رحمتہ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو ہمارے مرشد حضرت خواجہ نور محمد رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ مجھے اپنے وطن جھنجانہ لے چلو۔ مریدین آپ کو لے کر چلے حضرت جب تھانہ بھون تشریف لائے اور تھانہ بھون کی مسجد کے قریب میانہ رکھوا دیا یعنی چارپائی رکھوا دی گئی تو میں بھی (یعنی امداد اللہ) حاضر خدمت شریف ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ امداد اللہ تم مجرد تھے یعنی اکیلے تھے اور حافظ ضامن اور مولوی شیخ محمد صاحب عیالدار یعنی صاحب اولاد تھے میرا ارادہ تھا کہ تم سے مجاہدہ اور ریاضت لوں گا لیکن مشیت باری سے چارہ نہیں ہے یعنی خدا کو منظور نہیں تھا۔ عمر نے وفا نہ کی۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میرے مرشد نے یہ کلمہ فرمایا تو میں پٹی میانہ کی یعنی چارپائی پکڑ کر رونے لگا۔ حضرت نے تشفی دی سہارا دیا اور فرمایا امداد اللہ فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے اور امداد اللہ فقیر کی قبر سے تمھیں بعد وفات وہی فائدہ ہو گا جو ظاہری زندگی میں میری ذات سے ہوتا تھا۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب میرے پیر و مرشد کا وصال ہوا تو میں نے حضرت صاحب کی قبر سے وہی فائدہ اٹھایا جو حالت حیات میں اٹھاتا تھا اور فرمایا کہ میں ہی حضرت پیر و مرشد کی قبر سے فائدہ نہیں اٹھاتا تھا بلکہ حضرت کا فیض تمام مریدوں پر جاری تھا۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ ہمارے پیر و مرشد خواجہ نور محمد چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک جولاہا (پنجابی میں کہتے ہیں پاؤلی) مرید تھا لیکن تھا بہت غریب۔ ایک دن وہ جولاہا اپنے مرشد خواجہ نور محمد صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت میں مالی حالات سے بہت پریشان ہوں حتیٰ کہ وقت پر اپنی دو روٹیوں کا بھی محتاج ہوں۔ خدارا

میری دستگیری فرمائیے امداد فرمائیے۔ جب اُس جولاہا مُرید نے اپنے پیر کی قبر انور پر یہ دستِ سوال بڑھایا تو خواجہ نور محمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر شریف سے آواز آئی کہ اے میرے مرید گھبرانے کی ضرورت نہیں تم ہر روز ہمارے مزار شریف پر آجایا کرو تمھیں ہر روز ہمارے مزار شریف سے دو آنے یا آدھ آنہ ملا کرے گا۔ یہ بات سن کر وہ مرید بہت خوش ہوا اور ہر روز اپنے مرشد خواجہ نور محمد چشتی کے مزار شریف پر آتا اور دو آنے قبر شریف کی پائنتی سے غلاف شریف کے نیچے سے اُٹھا کر لے جاتا اور خوشحال طریقے سے اپنے گھر کا خرچہ چلانے لگا۔ حضرات محترم آپ سوچتے ہوں گے کہ بھلا دو آنے سے وہ کیسے خوشحال ہوتا ہوگا۔ دو آنے کا ملتا کیا ہے لیکن یہاں یہ بات پندرھویں صدی کی نہیں جس میں دو آنے کی قدر نہیں۔ یہ بات تیرھویں صدی کی ہے کیونکہ حاجی امداد اللہ مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہے ۱۳۱۷ھ۔ تو آپ کے مرشد تو آپ سے بہت پہلے وصال فرما گئے تھے۔ آج کل تو دو آنے کی کوئی قدر نہیں لیکن آج سے دو صد سال پہلے یہی دو آنے سو روپے کا مقابلہ کرتے تھے۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا پیر بھائی وہ جولاہا روزانہ خواجہ نور محمد چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف پر آتا اور دو آنے قبر شریف کی پائنتی کے پاس غلاف قبر کے نیچے سے اُٹھا کر لے جاتا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے پیر و مرشد خواجہ نور محمد چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف پر حاضری کے لیے گیا تو وہی ہمارا پیر بھائی جولاہا مجھے مزار شریف پر ملا تو اس نے مجھے تمام واقعہ سُنایا کہ کیسے میں اپنے مرشد کے پاس غریبی کی شکایت لے کر حاضر ہوا اور کیسے قبر شریف سے تسلی بھری صدا آئی اور کیسے میں روزانہ یہاں سے وظیفہ لے جاتا ہوں اور ساتھ ساتھ مجھے وہ جگہ بھی دکھائی جہاں سے اُسے ہر روز دو آنے

ملا کرتے تھے سبحان اللہ، حبیب حاجی صاحب نے اپنے پیر کی یہ کرامت یہ کمال یہ شان دیکھی تو حاجی صاحب نے اپنے مرشد کو یوں مخاطب کیا، اپنے مرشد کی یوں ثنا کی اپنے رہبر کی یوں تعریف کی۔ کیسے کہ:

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا
ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا
عشق کی پھیرن کے باتیں کانپتے ہیں دست دپا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

جام الفت سے ترے میں ہی نہیں اک جرعہ نوش
سینکڑوں در پر تیرے مدہوش ہیں اے مے فروش

دل میں ہے ان کے بھرا اک بادہ وحدت کا جوش
پر یہی کہہ کر اٹھے ہیں جب ہے آیا ان کو ہوش

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز نہیں ہے التجا

بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

امداد المشتاق صفحہ ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۷ پر یہ واقعہ لکھا ہوا موجود ہے،
سامعین کرام ان واقعات پر غور کرو تو بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں پہلا مسئلہ تو یہ ثابت ہوا کہ مزارات پر جانا یہ حرام بدعت نہیں بلکہ یہ حاجی امداد اللہ صاحب

کی سُنت ہے دُوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ پیر کی قبر سے بھی بعد وفات وہی فائدہ ہوتا ہے جو ظاہری زندگی میں ہوتا ہے تیسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ پیر اگر چاہے تو اپنے مُرید کو اپنے مزار پر بُلا کر دُنیا کی دولت بھی دے سکتا ہے۔ چوتھا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ اگر ولیوں کے مزارات سے دُنیا کی دولت لے کر کھائی جائے تو یہ حرام نہیں۔ پانچواں مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ اللہ کے ولی اپنے مزارات میں زندہ ہیں یہاں جب ولی قبروں میں زندہ ہیں۔ دنیا کی دولت سے نواز سکتے ہیں۔ مُریدوں کی مشکلات حل کر سکتے ہیں تو انبیاء کرام علیہ السلام کا کیا مقام ہوگا۔ پھر نبیوں کے آقا سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان ہوگی۔ اگر دیو بندی حضرات ان واقعات کو ایمانداری سے پڑھ لیں تو تمام اختلافات ختم ہو سکتے ہیں لیکن ان اللہ کے بندوں کو کون سمجھائے اگر سمجھایا بھی جائے تو نہیں سمجھتے۔ سوچو آج پر جو سُنی حضرات کام کرتے ہیں یہ کوئی غلط نہیں بلکہ یہ تو وہ کام ہیں جو بزرگانِ دین ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں نئے کام تو یہ ہیں جو آج کل ان کے گستاخ لوگوں نے نکال لیے کہ جو غریب سنی قبر پر آئے یا کسی ولی کے روضے پر حاضری اور زیارت کے لیے جائے تو فوراً ان کی شرک بدعت کی مشین حرکت میں آجاتی ہے اور غریب سنیّوں پر کفر، شرک، بدعت نا جانے کون کون فتوے برساتی ہے

اللہ والوں کی نظر:۔

لو ایک اور واقع سنو اور خود اندازہ لگاؤ کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون؟ ارواح ثلاثہ المعروف حکایات اولیاء یہ کتاب بھی دیو بندیوں کے پیشوا مولانا اشرف علی تھانوی نے لکھی ہے۔ حکایات اولیاء صفحہ ۱۷۱ حضرت امیر خان شاہ صاحب نے فرمایا کہ جب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی والدہ کے بطن میں تھے تو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم

رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن خواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے اور مراقب ہوئے (مراقبہ کہتے ہیں آنکھیں بند کرلینا اور دل اس ہستی کی طرف لگالینا جس کو دیکھنے کی تمنا ہو اور یوں محسوس کرناکہ یہ بزرگ میرے پاس تشریف فرما ہیں۔) حضرت شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ادراک بہت تیز تھا یعنی دل کی باطنی قوت اور دل کی آنکھیں بہت تیز تھیں۔ جب حضرت شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آنکھیں بند کر کے اور اپنی تمام تر توجہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف کیطرف منسوب کر کے بیٹھے تو آپ کی آنکھوں کے سامنے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے اور خواجہ صاحب نے فرمایا "عبدالرحیم تمہاری بیوی کے پیٹ میں ایک قطب الاقطاب ہے، یعنی قطبوں کا بھی قطب۔ قطب کہتے ہیں اس اللہ کے ولی کو جو ایک ھی نظر سے انسان کو خدا تک پہنچا دے۔ یہ قطب اللہ والوں کا ایک بہت بڑا لقب ہوتا ہے" تو خیر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے فرمایا عبدالرحیم جب تمہارا لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا جب خواجہ صاحب نے یہ فرمایا تو شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ حضور میں اپنے بیٹے کا نام یہی رکھوں گا جو آپ نے فرمایا ہے۔ آپ نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اقرار کرلیا اور گھر تشریف لے آئے لیکن گھر آکر خواجہ قطب الدین والا قصہ بھول گئے۔ ایک دن شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیوی نماز پڑھ رہی تھیں جب نماز سے فارغ ہوئیں اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنے لگیں تو ان کے دونوں ہاتھوں میں خدا کی قدرت سے دو چھوٹے ہاتھ نمودار ہوئے شاہ عبدالرحیم کی بیوی ڈر گئیں اور گھبرا کر شاہ عبدالرحیم صاحب سے فرمایا کہ اے زوجہ محترمہ ڈرنے کی ضرورت نہیں

اور یہ جو دو چھوٹے چھوٹے ہاتھ تمہارے ہاتھوں میں آتے ہیں۔ یہ اس بچے کے ہاتھ جو تمہارے پیٹ میں اس وقت موجود ہے اور اے میری اہلیہ تمہیں مبارک تمہارے پیٹ میں کوئی معمولی بچہ نہیں بلکہ وہ اللہ کا ولی ہے۔ جب شاہ عبدالرحیم صاحب کے گھر میں وہ لڑکا پیدا ہوا تو شاہ عبدالرحیم صاحب نے اپنے بچے کا نام رکھا قطب الدین احمد اور اکثر تحریرات میں شاہ صاحب اسی نام کو استعمال کرتے تھے یعنی قطب الدین احمد لیکن مشہور ولی اللہ سے ہوئے۔

حضراتِ محترم! انصاف کیجیے کہ اگر مزارات پر جانا ممنوع ہوتا تو کیا شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جو اتنے بڑے بزرگ تھے جاتے؟ اگر کہو کہ شاہ عبدالرحیم کے جانے سے کیا ہوتا ہے۔ وہ گئے تو کیا ہوا۔ کیا وہ ہمارے لیے حجت ہیں؟ تو میاں پھر خود ہی سمجھ لو کہ جو اتنے بڑے بزرگ کو بزرگ مانتے ہوئے بھی ان کے کردار میں شکوک وشبہات کرتا ہے۔ ان کے اقوال اور افعال میں نکتہ چینیاں کرتا ہے تو وہ بھلا تمہارے میرے بزرگوں کی بات کہاں مانے گا۔ اور اگر کہو کہ شاہ عبدالرحیم مزارات پر جاتے تھے اور ان کا یہ اقدام صحیح تھا تو پھر پوچھو ہمارا کیا قصور ہے کہ شاہ عبدالرحیم مزارات پر جائیں تو صحیح ہو کوئی شرک نہ ہو اور اگر کوئی غریب سُنی مزاروں پر چلا جائے تو مشرک بدعتی بن جائے۔ خدارا انصاف سے کام لو۔

دوسری بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ اللہ والے اپنی قبروں میں لیٹے لیٹے یہ بھی معلوم کر لیتے ہیں کہ عورت کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا۔ دیکھو شاہ عبدالرحیم صاحب کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مزار شریف میں لیٹے لیٹے یہ بتا دیا کہ عبدالرحیم تمہاری بیوی کے بطن میں لڑکا ہے لڑکا اور ہے بھی ولیوں کا سردار۔ سبحان اللہ جب نبی کریم علیہ السلام کے غلاموں کا یہ مقام ہے کہ اپنے مزار شریف میں لیٹے لیٹے عورت کے اندر سے یہ دیکھ سکتے ہیں کہ پیدا

ہونے والا لڑکا ہے یا لڑکی تو ان کے آقا و مولا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پاک کا کیا عالم ہوگا۔ کیا نبی کریم علیہ السلام نہیں جانتے ہوں گے کہ ماؤں کے رحموں میں کیا ہے؟ جانتے ہیں اور ضرور جانتے ہیں اور ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کیا!

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دُنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا
جب حُسن تھا ان کا جلوہ نُما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

الحمدُ للہ، معلوم ہوا ہمارا عقیدہ کہ مزارات پر جانا وہاں دعائیں مانگنا یہ کوئی نیا گھڑا ہوا عقیدہ نہیں ہے بلکہ یہ عقیدہ تو ہمیں قرآن پاک، احادیث پاک اور اولیاء کرام اور مخالفین کے اقوال سے ملا ہے اور پھر مزے کی بات تو یہ ہے کہ جن غیر مقلدوں کا جن اہلحدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر جانا اور روضہ پاک کی نیت کر کے مدینہ شریف جانا شرک ہے ان کے بزرگ بھی اللہ والوں کے مزارات پر گئے اور مراقبے کیے دعائیں مانگیں اور اللہ کے ولیوں سے باتیں بھی کیں کیسے کیں۔ تو سنو!

امام ربانی کا مزار اور اہلحدیثوں کا پیشوا۔

مولانا عبدالمجید صاحب خادم سوہدروی شاگرد مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی غیر مقلد نے ایک کتاب لکھی ہے 'کرامات اہلحدیث' اس کتاب میں اہلحدیث کے چند علماء کی کرامات کا انھوں نے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اس کتاب 'کرامات اہلحدیث' کے صفحہ نمبر ۱۹، پر قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری کی ایک کرامت درج ہے جس کو سُن کر آپ خود اندازہ لگالیں کہ یہ اہلحدیث حضرات آج کل قبروں

پر جانے والوں کو مشرک، بدعتی نہ جانے کیا کیا القابات سے نوازتے ہیں لیکن انہی اہلحدیث حضرات کے مایہ ناز بزرگ جناب قاضی محمد سلیمان منصور پوری قبروں پر جاتے تھے اور یہ قاضی صاحب اہلحدیث کے ایسے مستم بزرگ ہیں کہ جن کی بزرگی پر کسی غیر مقلد کو شک نہیں۔ چنانچہ ان کے بارے میں مولانا عبدالمجید صاحب نے اپنی اسی کتاب کرامات اہلحدیث ص۱۵ میں یہ لکھا کہ قاضی صاحب کے والد کا نام قاضی احمد شاہ صاحب تھا۔ انھوں نے لیلۃ القدر کی رات رمضان شریف کی ستائیسویں تاریخ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں دُعا مانگی کہ مولا کریم بیٹا عطا فرما اور بیٹا بھی ایسا ہو کہ عالم باعمل، متقی پارسا، اور دین دُنیا میں باعزت ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اور اسی سال ۲۷ شعبان ۱۲۸۲ھ بمطابق ۱۵ جنوری ۱۸۶۶ء بروز پیر کو پیدا ہوئے۔ جب قاضی صاحب پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ صاحبہ نے یہ عہد کر لیا تھا کہ میں اپنے بیٹے محمد سلیمان کو کبھی بغیر وضو کے دُودھ نہیں پلاؤں گی۔ چنانچہ جب تک قاضی سلیمان صاحب بچپن میں ماں کا دودھ پیتے رہے آپ کی ماں آپ کو وضو کر کے دُودھ پلاتی رہی اللہ اکبر معلوم ہُوا کہ قاضی صاحب بچپن سے ہی تقوے والے گھر میں پلے پوسے۔ تو خیر اب سنیں قاضی صاحب کا واقعہ۔

صُوفی حبیب الرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۱۰ء میں جب حضرت ضیاءٔ معصوم صاحب مرشد امیر حبیب اللہ خان شاہ کابل پٹیالہ تشریف لائے تو انھوں نے سرہند جانے کے لیے قاضی محمد سلیمان منصور پوری کو اپنے ساتھ لے لیا حضرت ضیاء معصوم جب امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مراقبہ کے لیے بیٹھے تو قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے دل میں یہ خیال کیا کہ شاید ان بزرگوں (یعنی امام ربانی اور ضیاء معصوم صاحب) نے آپس میں کوئی

رازکی بات کرنی ہو، لہٰذا مجھے روضے شریف سے باہر نکل کر ان دونوں حضرات سے الگ ہوجانا چاہیئے تاکہ یہ دل کھول کر راز کی باتیں کرلیں۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ ابھی میرے دل میں یہ خیال گزرا ہی تھا اور میں یہ گمان لے کر اُٹھنے ہی لگا تھا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے دل کے خیالات سے مطلع ہوگئے اور اپنا نورانی ہاتھ اپنے مزار شریف سے باہر نکالا اور میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ سلیمان بیٹھے رہو۔ ہم دونوں کوئی بات تجھ سے راز میں رکھنا نہیں چاہتے۔ چنانچہ قاضی صاحب وہیں امام ربانی کے روضے کے پاس بیٹھ گئے۔ صوفی حبیب الرحمٰن کا بیان ہے کہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے بعض دوستوں سے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ یعنی امام ربانی کا قبر شریف سے ہاتھ نکالنا اور باتیں کرنا مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں بلکہ بیداری کا ہے۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ میں نے آنکھیں بند کر کے مراقبہ کیا ہوا اور میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہو نہیں بلکہ بالکل میں حالت بیداری، کھلی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ چکا ہوں۔

سامعین کرام اس واقعہ کو بار بار پڑھیں اور خود اندازہ لگائیں کہ اللہ والوں کے مزارات پر جانا ایسا متفقہ مسئلہ ہے کہ جس پر کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اگر اولیاء کرام کے مزارات پر جانا شرک ہوتا ناجائز اور حرام ہوتا تو اہلحدیث حضرات کے اتنے بڑے بزرگ اور مسلم شخصیت کبھی بھی امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر نہ جاتی۔ معلوم ہوا کہ اہلحدیث حضرات کے بزرگوں کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ مزارات پر جانا جائز ہے اس واسطے وہ مزارات پر گئے۔ اگر یہ عقیدہ ناجائز ہوتا تو توحید کے یہ بڑے بڑے داعی کبھی بھی مزاروں پر نہ جاتے۔ اب اگر اہلحدیث کے علماء یا عوام یہ کہیں کہ بزرگوں کے مزارات پر جانا

ناجائز ہے یا شرک ہے تو ان سے پوچھو کہ قاضی محمد سلیمان صاحب بھی تو امام ربّانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر جاتے تھے ان کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ اگر یہ اہلحدیث حضرات کہیں کہ شریعت کسی کی کوئی رعایت نہیں کرتی بس جی وہ بھی مشرک تھے تو پھر خاموش ہو جاؤ کیونکہ جو اپنے بزرگوں کو مشرک بدعتی بنانے سے باز نہیں آتے تو وہ تمھیں مجھے کہاں مشرک بدعتی بنانے سے باز آئیں گے۔ اگر کہیں کہ قاضی صاحب کا یہ مزارات پر جانا جائز تھا تو پھر سوال کرنا کہ یہ تمہاری کیسی توحید ہے کہ اپنے مولوی قبروں پر جائیں تو تمہاری توحید میں تمہارے ایمان میں کسی قسم کا کوئی فرق نہ آئے۔ اگر کوئی سُنّی مسلمان محبّت کی وجہ سے بزرگوں کے مزاروں پر چلا جائے تو فوراً مشرک بدعتی۔ جواب دو۔ معلوم ہوا تمہارا عقیدہ اصلی نہیں بلکہ گھڑا ہوا اور جعلی ہے۔ اللہ بچائے جعلی عقیدے سے اور بُرے راستے سے۔ آمین۔ ثم آمین۔ دُوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ اللہ کے ولی اپنے مزار شریف میں اللہ کی قدرت سے اب بھی زندہ ہیں۔ دیکھو قاضی سلیمان منصور پوری سن ۱۹۱۰ء میں امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر گئے۔ حالانکہ امام ربّانی مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال شریف تقریباً ۱۵۷۹ء پندرہ صد نواسی عیسوی یعنی چار صد سال پہلے ہوا تھا اور قاضی صاحب چار سو سال کے وصال کے بعد امام ربانی کی قبر پر گئے اور چار سو سال کے بعد بھی امام ربّانی نے اپنے مزار شریف سے ہاتھ نکال کر قاضی صاحب کو اپنے پاس بٹھالیا تو خود سوچو کہ امام ربانی نبی نہیں صحابی نہیں تابعی نہیں تبع تابعی نہیں بلکہ ایک ولی ایک مجدّد ہیں اور یاد رکھو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کا مقام وَلی اور مجدد سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اگر ساری دُنیا کے ولی غوث قطب ابدال مل کر ایک تبع تابعی کی شان کا مقابلہ

کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے اور اگر ساری دُنیا کے تبع تابعی مل کر ایک تابعی کی شان کا مقابلہ کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ اسی طرح اگر ساری دُنیا کے تابعی مل کر ایک نبی کریم علیہ السّلام کے صحابی کی شان سے مقابلہ کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے اور اسی طرح اگر سارے نبیوں کے صحابی مل کر ایک نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابی کی شان کا مقابلہ کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے اور اسی طرح اگر سارے انبیاء کرام علیہم السّلام ہمارے پیارے نبی سیّدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان کا مقابلہ کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ سبحان اللہ۔ کیونکہ ہمارے پیارے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مقام تمام نبیوں سے بلند ہے۔ تو میاں پھر خود سوچو کہ امام ربّانی جو ہمارے پیارے نبی کریم علیہ السّلام کے غلاموں کے غلاموں کے غلاموں کے غلاموں کے غلام ہیں۔ جب وہ چار سو سال کے بعد بھی اپنے مزار شریف میں زندہ ہیں اور اپنا ہاتھ مبارک نکال کر اہلحدیثوں کے پیشوا کو اپنے پاس بٹھا سکتے ہیں تو کیا پھر امام ربّانی کے آقا تمہارے میرے سردار نبیوں کے پیشوا، اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت سیّدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے مزار شریف میں زندہ نہیں۔ ہیں خدا کی قسم ضرور زندہ ہیں۔ سنیوں کے شہنشاہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

واللہ کے معنی ہیں خدا کی قسم۔ اعلیٰ حضرت عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم خدا کی قسم آپ زندہ ہیں۔ خدا کی قسم آپ زندہ ہیں اور آگے فرماتے ہیں کہ:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ — میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے۔
تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھیں — ہیں منکر عجب کھانے غرّانے والے۔

رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا　　کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

تو میاں آؤ ہم سب مل کر یہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سچے ولیوں بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین ثم آمین۔ کیا خوب نقشہ کھینچا ہے ایک پنجاب کے شاعر نے۔ ان نجدی مولویوں کے بارے میں شاعر لکھتا ہے

گُل گئے غنچے گئے جنگلی دھتورے رہ گئے

علم والے چل بسے بے شعورے رہ گئے

سامعین محترم ان تمام واقعات کو پڑھنے کے بعد اور سُننے کے بعد اب کسی کو مزارات پر جانے سے اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ فقیر نے بڑے مختصر انداز میں اس مسئلے کو لکھا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے قرآن و حدیث اور علمائے اہلسنّت کی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اہلسنت کے عقیدے پر دائم قائم رکھے آمین ثم آمین۔

خواجہ غریب نواز لاہور شریف سے اجمیر شریف تک :

حضرات محترم بات دُور چلی گئی۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پشاور سے لاہور شریف پہنچے تو سیّد علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دی چالیس دن تک چلّہ کاٹا۔ چلّہ کاٹنے کے بعد لاہور شریف سے چلے۔ دہلی، سونی پت، پانی پت، کرنال سے ہوتے ہوئے اجمیر شریف پہنچے تو آپ کی عمر مُبارک سینتالیس سال تھی۔ آپ نے ابھی شادی اور نکاح وغیرہ نہیں کیا تھا۔ جب آپ اجمیر شریف گئے تو آپ کے ساتھ چند مُرید تھے۔ ایک حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دُوسرے چند مُرید جو راستے میں آپ کے مُرید بنے تھے اس کے علاوہ اور آپ کے پاس کچھ بھی نہیں تھا کوئی اسلحہ بندوقیں تلواریں فوج کچھ بھی نہیں تھا کیوں؟

اس لیے کہ ان اللہ والوں کو فوجوں تلواروں بندوقوں کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہ اللہ والے جو کچھ کرنا چاہتے ہیں تو اپنی پاک نظروں سے ہی کر دیتے ہیں۔ اللہ والوں کی پاک نظر کے بارے میں ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے فرماتے ہیں:

انھیں کیا ضرورت ہے تیر و کماں کی
نظر سے اُڑائیں جو دل کا نشانہ

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
ارے جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے۔

یعنی یہ اللہ والے وہ پاک ہستیاں ہیں جن کی نگاہیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان کو منزلِ مقصود تک پہنچا دیتی ہیں اس لیے ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

خسروی شمشیر و درویشی نگاہ
این دو گوہر از محیط لا اِلٰہ

ہندوستان کے حالات:

یعنی ان اللہ والوں کے پاس دو چیزیں ہوتی ہے ایک درویشی نگاہ اور ایک خسروی تلوار ہوتی ہے۔ وہ تلوار لوہے کی نہیں بلکہ وہ تلوار نگاہ کی ہوتی ہے جو کچھ کرنا ہوتا ہے وہ اپنی ایک نگاہ پاک سے کر دیتے ہیں۔ ایمان والو جب حضرت سیدنا خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمیر شریف پہنچے تو آپ نے جاکر وہاں دین کی تبلیغ اور اشاعت کرنی شروع کر دی۔ کیسے آپ نے تبلیغ فرمائی تو سنیے۔ دہلی کا جو راجہ تھا وہ ہندو تھا اور اس کے ہاں کوئی نرینہ اولاد

نہ تھی اس نے اپنے نواسے کو یعنی بیٹی کے بیٹے جس کا نام تھا
پرتھوی راج اس کو اجمیر کی حکومت دی ہوئی تھی وہ اجمیر کا راجہ تھا
اسے کو رائے پتھورا بھی کہتے تھے۔ دہلی میں تلوار خاندان کا عروج تھا۔
اجمیر میں چوہان۔ قنوج میں راٹھور کا غلبہ تھا۔ گجرات میں کاٹھیاواڑ کا عروج تھا۔ پورے
ہندوستان میں سب سے زیادہ تاریک زمین یہی زمین تھی۔ کفر گڑھ تھا۔ اس زمین پر
ڈیڑھ سو راجے مہاراجے رہتے تھے چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں۔ ان ریاستوں کے مختلف راجے
ان کو چلاتے تھے۔ اسی لئے آج تک اس سرزمین کا نام ہے راجستان۔ مثلاً عرب علاقے میں جو
رہتے ہیں انکو کہتے ہیں عربستان۔ جہاں انگریز رہتے اس کو کہتے انگلستان جہاں افغان رہتے
ہیں اسکو کہتے افغانستان جہاں پاک لوگ رہتے ہیں اسکو کہتے ہیں پاکستان۔ جہاں راجے
رہتے تھے وہ راجستان۔ یہ علاقہ راجوں مہاراجوں کا گڑھ تھا وہ تھے سب کے
سب ہندو۔ بت پرست۔ اور بت پرستی میں بھی پورے ہندوستان
میں سب سے آگے۔ بت پرستی کے لحاظ سے سب سے زیادہ تاریک علاقہ
اجمیر کا تھا۔ اجمیر میں بڑے بڑے مندر تھے۔ ان میں ایک مندر بہت
ہی بڑا تھا۔ اس مندر میں بڑے بڑے لوگ پوجا پاٹ کے لئے آتے تھے۔
غریب لوگ اس مندر میں نہیں آسکتے تھے۔ بلکہ غریب لوگوں کے لئے چھوٹے
لوگوں کے لئے چھوٹے چھوٹے اور مندر بنے ہوئے تھے وہ مندر خاص
راجوں مہاراجوں اور انکی رانیاں اور مہارانیوں کے لئے مختص تھا۔ غریب
لوگ تو اس میں کسی حال میں جاسکتے ہی نہیں تھے کیونکہ اس مندر میں جو خدا
تھے وہ امیروں رئیسوں کے خدا تھے۔ اس مندر کی یہ کیفیت تھی کہ راجے
نے کئی گاؤں اس مندر کے نام لگا رکھے تھے ان تمام زمینوں کی آمدنی اس
مندر پر صرف ہوتی تھی۔ اس کا ہر روز کتنا خرچہ تھا۔ آپ صرف اسی بات سے اندازہ لگائیں

کہ ہر روز رات کے وقت اس مندر میں اتنے چراغ جلتے تھے کہ روزانہ ساڑھے تین سو من سرسوں کا تیل ان چراغوں میں جلتا تھا۔ اللہ غنی ایک سال میں نہیں۔ چھ مہینے میں نہیں۔ ایک مہینے میں نہیں بلکہ ہر روز۔ اور اس مندر کی خدمت کے لئے سینکڑوں کی تعداد میں ہر وقت ملازمین رہتے تھے۔ اُن ملازمین کی مختلف ڈیوٹیاں تھیں۔ کسی کی ڈیوٹی تھی۔ چراغوں کو صاف کرنا تیل ڈالنا بتیاں درست کرنا ان کو جلانا بجھانا۔ کسی کی ڈیوٹی تھی مورتیوں کو صاف کرنا ستھرا کرنا۔ کسی کی ڈیوٹی تھی کہ آنے والے مہمانوں کو اُن مورتیوں کا تعارف کراتا کہ یہ مورتی لڑکا دیتی ہے۔ یہ لڑکی دیتی ہے۔ یہ مورتی ہوا میں چلاتی ہے۔ یہ بارشیں برساتی ہے۔ یہ مورتی بیڑا اتراتی ہے۔ یہ بیڑا غرق کرتی ہے۔ اس مندر کے ساتھ ایک تالاب تھا۔ اُس کا نام تھا۔ اناساگر۔ اس تالاب کے متعلق ہندوؤں کا یہ عقیدہ تھا جو اس تالاب میں ایک مرتبہ نہا لے۔ ایک غوطہ مار لے۔ اس کے عمر بھر کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ دُھل جاتے ہیں۔ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور وہ پاک پوتر ہو جاتا ہے۔ دور دور سے ہندو اپنے اپنے گناہوں کو جھاڑنے کے لئے آتے تھے۔ گناہوں کی ٹوکری سر پر اٹھا کے لاتے تھے اور وہ ساریاں ٹوکریاں اناساگر میں گرا کے پاک پوتر ہو کے چلتے تھے اور اس پانی کو تبرک کے طور پر اپنے اپنے گھروں میں لے جاتے تھے۔ پھر وہ پانی اپنے بچوں کو پلاتے تھے۔ ان کے جسموں پر ملتے تھے۔

خواجہ غریب نواز اناساگر کے کنارے پر :

ادھر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اسی اناساگر تالاب کے پاس ذرا ہٹ کر ڈیرہ ڈال کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں نماز کا ٹائم ہو گیا، خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔نے فرمایا قطب الدین، عرض کی جی حضور، فرمایا بیٹا اُٹھو نماز کا وقت ہو چکا ہے وضو کر کے اذان دو، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُٹھے اور تالاب کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر وضو فرمایا اور اذان دینا شروع کر دی تو اجمیر شریف کے تمام ہندوؤں نے اپنے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیئے اور گھروں سے باہر آگئے اور دیکھنے لگے کہ یہ کیا ہو رہا ہے لیکن ادھر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ توحید و رسالت کی صدائیں بلند فرما رہے تھے، مسلمان ہندوستان کے سب سے زیادہ تاریک علاقے میں یہ پہلی توحید و رسالت کی صدا تھی جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلند فرما رہے تھے، ہندو حیران کھڑے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اذان کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصلیٰ امامت پر کھڑے ہو گئے، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے تکبیر پڑھی، خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز پڑھانی شروع کر دی تو ہندو اور بھی حیران ہو گئے کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں کیسے سجدہ کر رہے ہیں کیونکہ جب ہم سجدہ کرتے ہیں تو ہمارے بُت ہمارے سامنے ہوتے ہیں، ہمارے خدا ہمارے سامنے ہوتے ہیں اور یہ لوگ بغیر خدا کے سجدے کر رہے ہیں، حضرات محترم ان ہندوؤں کو کیا معلوم تھا کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید اس خدا کو سجدے کر رہے ہیں جو خدا ساری کائنات کا بادشاہ ہے۔

ساری کائنات کا خالق و مالک ہے جس کی شان یہ ہے' اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر' کہ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے
غرضیکہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نماز پڑھائی' دوسری پڑھائی اسی طرح نمازوں کا سلسلہ تو شروع ہو گیا اور لوگوں کو دینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ بھی شروع فرمادی۔ ادھر شام کا ٹائم ہو گیا۔ راجہ پرتھوی راج کے وہ ملازمین جو اس کے اونٹ چراتے تھے، شام کے ٹائم پر وہ راجہ پرتھوی راج کے اونٹ لے کر آئے اور خواجہ صاحب سے کہنے لگے کہ فقیر سائیں یہ جگہ خالی کرو۔ فرمایا کیوں؟ ملازمین چرواہے کہنے لگے کہ بابا فقیر اس جگہ راجہ پرتھوی راج کے اونٹ بیٹھیں گے۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ اور جگہ تھوڑی پڑی ہے کیا ضروری ہے کہ اونٹ اسی جگہ پر بیٹھیں گے۔ ہم نے جو چار گز کی جگہ لے لی ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہاں دوسری جگہ پر راجہ کے اونٹ بٹھا دو۔ لیکن وہ چرواہے تھے جاہل گنوار۔ انھوں نے بدتمیزی کے ساتھ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُٹھنے کو پھر کہا۔ انھیں کیا پتہ تھا کہ اللہ والوں کی کیا شان ہوتی ہے۔ جب انھوں نے بار بار حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُٹھنے کے لیے کہا تو حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قطبُ الدّین عرض کی جی حضور۔ فرمایا بیٹا چلو اٹھو اور مصلّے بھی اُٹھاؤ۔ دیکھتے نہیں ہو کہ یہاں راجہ پرتھوی راج کے اونٹ بیٹھنا چاہتے ہیں چلو ہم کہیں اور جا کر ڈیرہ لگائیں یہاں راجہ پرتھوی راج کے اونٹ بیٹھتے ہیں تو بیٹھے رہنے دو۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مریدین کو لے کر دوسرے مقام پر چلے گئے۔ جب صبح کا ٹائم ہوا تو چرواہے اونٹوں کو اُٹھاتے ہیں لیکن اونٹ

ہیں کہ اُٹھنے کا نام نہیں لیتے۔ چرواہے حیران ہو گئے کہ یار یہ کیا معاملہ ہو گیا ہے۔ پہلے یہی اونٹ تھے کہ جب ہمیں دیکھتے تھے تو کھڑے ہو جاتے تھے لیکن آج یہی اونٹ ہیں کہ اُٹھنے کا نام نہیں لیتے تو ان چرواہوں میں سے ایک چرواہے نے کہا کہ یار کل شام کو تم نے اس فقیر کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا تھا کہ وہ فقیر کہہ رہا تھا کہ راجے کے اُونٹ بیٹھتے ہیں تو بیٹھے رہیں۔ اب یہ بیٹھے تو ہیں۔ چرواہے بڑے پریشان ہیں کہ کیا کیا جائے۔ پریشانی کے عالم میں تمام چرواہوں نے مشورہ کیا کہ چلو راجہ پرتھوی راج کو جا کر یہ معاملہ بتاتے ہیں وہ جو کہیں گے اسی کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ چنانچہ تمام چرواہے اکٹھے ہو کر راجہ پرتھوی راج کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ مہاراج اس اسطرح ایک فقیر بابا ہے جو اونٹوں کو اُٹھنے نہیں دے رہا۔ راجہ نے کہا کہ کیوں نہیں اُٹھنے دیتا۔ ملازمین نے کہا کہ حضور معلوم ہوتا ہے کوئی جادوگر ہے جادو کر کے ہمارے اونٹ اُٹھنے نہیں دے رہا۔ راجہ پرتھوی راج نے ملازمین سے کہا کہ جاؤ اور اس فقیر بابا کو کہو بابا مہربانی کر کے اپنا جادو واپس لو اور اونٹوں کو اُٹھنے دو۔ اگر یہ یہی بیٹھے رہے تو بھوک اور پیاس سے مر جائیں گے اور فقیر تو جانوروں پر بڑے رحیم و شفیق ہوتے ہیں۔ تمام چرواہے اکٹھے ہو کر خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور لگے ہاتھ جوڑنے اور لگے منتیں کرنے بابا جی مہربانی کرو اپنا جادو واپس لو اور اونٹوں کو اُٹھنے دو۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کل تم نے ہمارے ساتھ بدتمیزی کی تھی لہٰذا ہمیں بڑی تکلیف ہوئی اور یاد رکھو جو فقیروں کو ناراض کرتے ہیں وہ خدائے ذوالجلال کو ناراض کرتے ہیں۔ جب تم نے خدا کے

ذوالجلال کو ناراض کیا تو اونٹ تم لوگوں سے ناراض ہو گئے تھے۔ اچھا آئندہ کے لیے کوئی گستاخی نہ کرنا اور یاد رکھو ہمارا جادو سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم تو پیارے خدائے ذوالجلال کو ماننے والے ہیں۔ جاؤ جس کے حکم سے اونٹ بیٹھے ہیں اسی کے حکم سے اُٹھ بیٹھیں گے۔ جب چرواہے گئے اونٹوں کو اُٹھایا تو اونٹ اُٹھ بیٹھے لوگ حیران ہو گئے۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کرامت دیکھ کر لوگ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہونے لگے اور اسلام ترقی کرنے لگا۔ ادھر کسی نے راجہ پرتھوی راج کو اطلاع دی کہ اجمیر شریف میں ایک فقیر بابا آیا ہے جو لوگوں کو کلمہ طیبہ پڑھا پڑھا کر مسلمان بنا رہا ہے اور پاک پھتر تالاب میں اپنا منہ ہاتھ دھو کر نعوذ باللہ ہمارے تالاب کو ناپاک کر رہا ہے اور ہمارے خداؤں کو بُرا بھلا کہتا ہے اور کہتا ہے کہ ان کی پوجا اور پرستش اور عبادت چھوڑ کر خدا کو پوجو ورنہ تم سب جہنم کی آگ میں جلائے جاؤ گے اور تمہارے یہ پتھر کے بنے ہوئے معبود صنم بُت تمہارے ساتھ دوزخ میں جائیں گے۔ راجہ صاحب لوگ بابا فقیر کی اس دلفریب باتوں میں آکر اور اس کی پیار بھری تقریر سُن سُن کر اپنے دھرم، اپنے دین اپنے مذہب کو چھوڑ کر اس کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ راجہ صاحب کے وزیروں، سفیروں، گورنروں نے جب یہ باتیں سنیں تو کہنے لگے کہ راجہ صاحب بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ایک مسلمان ہمارے مذہب کے لوگوں کو ہمارے مذہب اور دین سے پھیر کر اپنے دین میں داخل کر رہا۔ راجہ صاحب لوگ کیا کہیں گے کہ اجمیر شریف کا راجہ اتنا کمزور ہے جو اپنے مذہب کی رکھوالی بھی نہیں کر سکتا۔ راجہ پرتھوی راج نے کہا کہ جاؤ اس فقیر بابا کو کہہ دو کہ بابا یہ جگہ چھوڑ کر کسی اور جگہ

تشریف لے جاؤ، یہاں اجمیر شریف میں آپ نہیں رہ سکتے اور تالاب سے پانی وغیرہ بھی نہیں لے سکتے۔

خواجہ غریب نواز اور اناساگر کا پانی:

حضرات محترم راجہ پرتھوی راج کے ملازمین خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے اور انھوں نے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ فقیر بابا آپ یہاں سے کہیں اور تشریف لے جائیں اور ہمارے تالاب سے آج کے بعد پانی وغیرہ بھی نہ لیا کریں اور ہاتھ وغیرہ بھی اس تالاب سے نہ دھویا کریں۔ کیونکہ ہمارا تالاب پاک ہے اور نعوذ باللہ جب آپ ہاتھ پیر اور جسم اس تالاب میں دھوتے ہیں تو یہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے راجہ کے ملازمین دیکھو سارے لوگ اس تالاب میں نہاتے ہیں پانی لے جاتے ہیں اور کپڑے وغیرہ دھوتے ہیں، اگر ہم نے پانی لے لیا تو کیا ہو گیا۔ راجہ پرتھوی راج کے ملازمین نے کہا کہ بابا فقیر وہ لوگ جو یہاں نہاتے ہیں، ہاتھ پیر دھوتے ہیں، کپڑے دھوتے ہیں وہ سب ہمارے دھرم ہمارے مذہب ہمارے مسلک کے لوگ ہیں لہذا آپ ان لوگوں کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتے، آپ آج کے بعد اس تالاب سے پانی نہیں لے سکتے۔ جب راجہ پرتھوی راج کے ملازمین نے بدتمیزی کی باتیں شروع کیں تو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قطب الدین۔ عرض کی جی حضور فرمایا بیٹا اٹھو اور مشکیزہ اٹھا لو اور وہ مشکیزہ اس تالاب سے پانی کا بھر لاؤ تاکہ پانی کی تکلیف وغیرہ نہ ہو، شاید یہ ہندو پھر ہمیں اس تالاب سے پانی بھرنے دیں یا نہ دیں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اٹھے اور مشکیزہ اٹھایا اور اناساگر کے کنارے

پر پہنچے اور سیڑھیوں پر بیٹھ کر آپ نے فرمایا کہ اے راجہ کے ملازمین کیا ہم یہاں سے یہ مشکیزہ پانی کا بھر لیں تو اُنھوں نے کہا کہ ہاں ہاں اب تو یہ مشکیزہ یہاں سے بھر لو لیکن یاد رکھو آئندہ کے لیے اس تالاب سے پانی نہ لینا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مشکیزہ کو پانی میں ڈبویا جب مشکیزہ پانی سے اچھی طرح بھر گیا تو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اُوپر اُٹھایا تو اناساگر کا سارا پانی اس مشکیزے میں آگیا اور اناساگر خشک ہو گیا، گویا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کمالات اور تصرفات سے سارے پانی کو مشکیزے میں بند کرلیا اور زمین نے اپنے مسام کھول دیئے اور سارا پانی زمین اپنے اندر جذب کر گئی اللہ پاک کی قدرت سے۔ حضرات آپ سوچیں گے کہ زمین کیسے پانی جذب کر گئی تو آؤ ذرا قرآن پاک کا بارہ پارہ سورہ ھود، آیت ۴۴، پڑھو۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو غرق فرمایا تو تفسیروں میں آتا ہے کہ چالیس دن تک متواتر بارش ہوتی رہی اور پوری دنیا میں پانی پانی ہو گیا۔ اور پانی اتنا بلند ہوا کہ اونچے اونچے پہاڑ جو زمین سے چالیس چالیس گز اونچے تھے وہ بھی ڈوب گئے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جس پر آپ اور آپ کی مومن قوم سوار تھی، وہ پانچ مہینے تک پانی پر تیرتی رہی۔ آخر کار جب سارے کافر بدکار، نافرمان ختم ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو جودی پہاڑ کے کنارے پر لگایا جو موصل شہر کے قریب ہے۔ جب سارے کافر غرق ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو حکم دیا۔ وَقِيلَ يَآ اَرْضُ ابْلَعِىْ مَآءَكِ ۔ اور اُتر گیا پانی ۔ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۔ اور خدا کا حکم نازل ہو

گیا۔ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ۔ اور ٹھہر گئی کشتی جودی پہاڑ پر۔ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ اور کہا گیا ہلاکت و بربادی ہو ظالم قوم کے لیے حضرات محترم قرآن پاک فرماتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کافروں کا کام پورا کر دیا تو آسمان نے برسنا بند کر دیا اور زمین سارا پانی چوس گئی۔ غور فرمائیں جب اللہ نے کافر منافقوں کو غرق کرنا چاہا تو پانی کو اتنا چڑھایا کہ پہاڑوں کی بڑی بڑی چوٹیاں ڈوب گئیں لیکن جب کام پورا ہو گیا تو پھر وہی سارا پانی زمین میں جذب ہو گیا تو یاد رکھو اولیاء اللہ کی کرامت حقیقت میں اللہ کی قدرت ہوتی ہے۔ قدرت تو اللہ کی ہوتی ہے لیکن ان کا ظہور اللہ کے ولیوں کے ہاتھوں سے ہوتا ہے۔ کمالات تصرفات تو اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہیں لیکن ان کے مظاہر اللہ کے ولی ہوتے ہیں۔ تو سارا پانی اناساگر کا خشک ہو گیا۔ سارا کا سارا پانی مشکیزے میں جمع ہو گیا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، لو بھئی ہندوؤ ہمیں پانی نہیں پینے دیتے ہو تم سیر ہو کر پی لو۔ اپنے منہ ہاتھ دھو لو اس میں غسل کر لو، نہا لو۔

لوگ حیران ہو گئے :۔

محترم سامعین کرام جب اناساگر تالاب خشک ہوا تو تمام اجمیر شریف کے ہندو حیران ہو گئے۔ اور وہ لوگ جو دور دور سے اپنے گناہوں کو جھڑوانے آئے تھے بڑے پریشان ہو گئے۔ کہ اب کیا ہو گا ہم یہ گناہوں کی گٹھڑیاں کہاں لے جائیں گے اور کیسے ہلکے پھلکے ہو کر گھر جائیں گے۔ ادھر وہ لوگ جو اس تالاب سے ہر روز پانی پیتے تھے، منہ ہاتھ دھوتے تھے وہ پریشان کھڑے ہیں حتیٰ کہ تمام اجمیر شریف میں اس

بات کی دھوم مچ گئی کہ بابا فقیر نے انا ساگر کو خشک کر دیا ہے۔ لوگ رونے لگے چلانے لگے دھاڑیں مارنے لگے کہ اب کیا ہوگا۔ یہ بات چلتے چلتے راجہ پرتھوی راج تک بھی پہنچ گئی۔ راجہ پرتھوی راج نے جب یہ بات سنی تو وہ بھی بڑا حیران ہوا کہ یار یہ عجیب مسئلہ ہوگیا ہے اس نے اپنے تمام وزیروں، سفیروں، گورنروں، جنرلوں کو اپنی مجلس شوریٰ کو بلایا اور اپنے تمام ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے! آخر یہ طے ہوا کہ بابا کے پاس جایا جائے اور منت سماجت کر کے اس کو کہا جائے کہ بابا مہربانی کرو اور یہ تالاب ہمیں واپس دے دو۔ آپس میں مشورہ ہو رہا تھا کہ راجہ پرتھوی راج نے کہا کہ مجھے تو معلوم ہوتا ہے یہ بابا فقیر کوئی بڑا پہنچا ہوا معلوم ہوتا ہے یا پھر یہ فقیر بابا کوئی بہت بڑا جادوگر معلوم ہوتا ہے اور یا پھر اس کے پاس کوئی روحانی طاقت ہے۔ ادھر کسی نے راجہ پرتھوی راج کو یہ بتایا کہ بابا فقیر نے یہ تالاب اس لیے خشک کر دیا ہے کہ آپ کے ملازمین نے اس بابا کو اس تالاب سے پانی پینے ہاتھ دھونے جسم پاک کرنے اور غسل کرنے سے منع کر دیا تھا۔ راجہ پرتھوی راج نے اپنے وزیروں کو حکم دیا کہ جاؤ اس بابا کی منت سماجت کرو کہ ہمارا یہ تالاب ہمیں واپس کر دو۔ کیونکہ اگر تالاب بند ہوگیا تو ہمارے اقتصادی اور معاشی فائدوں کو بڑا نقصان پہنچے گا۔ اس تالاب کی وجہ سے اجمیر شہر میں بڑی رونق ہے بڑی چہل پہل ہے لوگ دور دور سے آتے ہیں اور تالاب کی آمدنی سے حکومت کو بڑے فائدے ہیں۔ لہٰذا جاؤ اور اس فقیر بابا کی منت کرو کہ بابا جی اپنا جادو واپس لے لو اور ہمارا تالاب ہمیں واپس کر دو اور بابا کو جا کر یہ کہہ دو کہ بیشک پانی لے لے

ہاتھ دھوئے غسل کرلے سب کچھ کرلے اسکو عام اجازت ہے۔ راجہ پرتھوی راج کا حکم سن کر تمام وزیر خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور تمام وزیروں نے بڑی منت سماجت کی حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تم لوگوں نے ہمارے ساتھ بڑی بدتمیزی کی ہمیں پانی پینے تک منع کر دیا تو تمام وزیر ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے نہیں بابا نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہم اس غلطی کی معافی چاہتے ہیں آئندہ کے لیے ایسی غلطی دوبارہ نہیں ہونے پائے گی بابا جی یہ تالاب آپ کا اپنا ہے جس طرح چاہیں پانی لیں جتنا چاہیں پانی خرچ کریں غسل کریں ہاتھ دھوئیں پانی پئیں حتیٰ کہ جو آپ کی ضرورت ہو پانی لے سکتے ہو لیکن اب مہربانی کرو ہمارے تالاب کو جاری کرو اور اپنا جادو واپس لے لو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے راجہ کے ملازمو اور اس کی پارلیمنٹ کے وزیرو یاد رکھو ہمارا جادو وادو سے کوئی تعلق نہیں ہم تو شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند ہیں اور ہمارا خدا ایک ہے ہمارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں، ہمارا قرآن ایک ہے ہمارا اسلام ایک ہے، ہم جب مشکل میں ہوں ہمیں کوئی مصیبت آگھیرے تو پھر ہم جادو سے نہیں بلکہ نبی کریم علیہ السلام کے وسیلے سے خدا کی بارگاہ سے مدد مانگتے ہیں اور ہم خدا کے پجاری ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلام ہیں اور ہم مسلمان جادو کو حرام سمجھتے ہیں سارے ہندو کہنے لگے، بابا جی بہرحال آپ مہربانی کریں اور اناساگر تالاب کو جاری فرمائیں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قطب الدین۔ عرض کی جی حضور

فرمایا بیٹا جاؤ اور یہ مشکیزہ اٹھا کر دوبارہ اناساگر میں اُلٹ آؤ اُنھوں نے
اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا ہے۔ دوبارہ نہ کرنے کی یقین دہانی بھی کرا چکے
ہیں۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اُٹھے مشکیزے کو کندھے
پر اُٹھایا۔ سبحان اللہ۔ اور جاکر اناساگر تالاب میں پھینک دیا۔ بس پھر
کیا تھا اجمیر شریف کے ہندوؤں نے اپنی نظروں سے یہ منظر دیکھا کہ جونہی
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے پانی کا مشکیزہ اناساگر میں
ڈالا تو دیکھتے ہی دیکھتے اناساگر تالاب مُنہ تک بھر گیا گویا زمین نے
اپنے مسام کھول دیئے اور تالاب کناروں تک بھر گیا۔ حضراتِ محترم
خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کی اس کرامت کو دیکھ کر بتیس ہزار (۳۲،۰۰۰) ہندوؤں نے کلمہ طیبہ پڑھا
اور مسلمان ہو گئے۔ باقی اِن شاء اللہ اگلے وعظ میں بیان ہوگا۔ وَآخِرُ
دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

نواں وعظ نورانی خطبہ مبارک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَاَھْلِ سُنَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ ھُوَ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَشَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً۔ پ ۱۴ رکوع ۱۹۔

جو بھی نیک عمل کرے چاہے مرد ہو یا عورت اور وہ ہو مومن تو اللہ تعالیٰ اس کو پاکیزہ زندگی عطا فرمائے گا۔

حضرات محترم! اس آیت کریمہ کے اندر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں جو بھی اچھے عمل کرے گا ہم اسے حیاتِ طیبہ یعنی

اچھی زندگی عطا فرمائیں گے مگر اچھا عمل اُسی وقت قبول کیا جائے گا جب عمل کرنے والے کے دل میں نورِ ایمان کی شمع روشن ہوگی۔ اگر اچھے عمل کرنے والا ایمان دار نہیں کافر ہے۔ خدائے پاک اور پیارے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا منکر ہے تو چاہے لاکھ نیک عمل کرے، لاکھ نمازیں زکوٰتیں، روزے، حج، نفل، صدقات، غرضیکہ جو مرضی کرے اس کا کوئی نیک عمل ہرگز قبول نہیں ہوگا۔ ہاں اگر ایمان کی شمع روشن کرلی تو پھر دنیا میں بھی کامیابی اور قیامت بھی کامیابی کی ضمانت۔ آپ حضرات کو معلوم ہوگا میں نے پچھلے وعظ میں آپ کے سامنے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان بیان کرتے ہوئے یہ عرض کیا تھا کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ نے جب ہندوؤں کو عاجزی کرتے ہوئے معافی مانگتے ہوئے دیکھا تو خواجہ غریب نواز نے فرمایا قطب الدین، عرض کی جی حضور، فرمایا بیٹا جاؤ پانی کا مشکیزہ اناساگر تالاب میں ڈال آؤ۔ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ مشکیزہ لے کر اٹھے اور جا کر اناساگر تالاب میں ڈال دیا۔ ادھر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکیزہ ڈالا اُدھر لوگوں نے دیکھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے اناساگر تالاب کناروں تک بھر گیا۔ اللہ اللہ قربان جاؤں خواجہ پیا کی کرامت پر۔ حضرات محترم خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس کرامت سے تبیس ۳۲ ہزار ہندو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ سبحان اللہ جب سارے ہندو مسلمان ہوئے تو ہر ہندو کی زبان پر یہ کلمہ جاری تھا جس کو شاعر اہلسنت جناب عبدالستار نیازی نے اپنے الفاظ میں پیش فرمایا کہ مسلمان ہونے والے یوں کہنے لگے:

کرم کرو اے میرے شہنشاہ غریب نواز
کھڑا ہے در پہ یہ حال تباہ غریب نواز
کرم کی بھیک جو مل جائے بات بن جائے
اے میرے قبلہ عالم پناہ غریب نواز

اللہ اکبر۔ سامعین کرام ہندوؤں نے بھی یہ بات اپنی اپنی کتابوں میں لکھی اور لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کرامت دیکھ کر ہزاروں کی تعداد میں ہندو مسلمان ہو گئے حضرات محترم یہ ہے تبلیغ جس طرح میرے پیارے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی۔

آج کل کی تبلیغ :-

اور آج کل بھی یہ لوگ تبلیغ کرتے پھرتے ہیں۔ جاہلوں کا ٹولہ بستر کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں اور چل پڑتے ہیں اور ساری ساری رات مسجدوں میں سوتے ہیں اور کھاتے ہیں دال اور وہ بھی چنے کی جو پیٹ میں جا کر ہلچل مچا دیتی ہے اور پھر ساری رات گوز مار مار کر مسجد کی فضا کو بھی مکدر کر کے رکھ دیتے ہیں۔ اس طرح تبلیغ نہیں ہوتی۔ تبلیغ تو ان اللہ والوں نے کی ہے اور یہ بھی تبلیغ کرتے پھرتے ہیں۔ بس جس مسلمان کو دیکھتے ہیں کہتے ہیں نام لکھا بھئی چالیس دن کے لیے۔ اللہ کے بندے نام لکھوانے والے سے یہ نہیں پوچھتے کہ بھئی آپ جب گھر سے چالیس دن کے لیے باہر جائیں گے تو آپ کے گھر میں تکلیف تو نہیں ہو گی۔ آپ کے بچوں کا وقت تو ٹھیک گزرے گا۔ آپ کی بچیاں کہیں جوان تو نہیں ہیں کوئی گھر میں بیمار تو نہیں۔ گھر میں کھانے پینے کا بندوبست تو ہے۔ حالات تو

گھر کے درست ہیں نا۔ یہ پوچھنا چاہیے تاکہ تبلیغ پر جانے والے کے حالات کو سمجھا جائے لیکن یہ نہیں پوچھتے۔ کہتے ہیں بس نام لکھوا جلدی کر۔ حضرات محترم آپ خود ہی بتائیں کہ وہ آدمی جس نے میڈیکل کالج میں داخلہ لے کر باقاعدہ ڈاکٹری کا کورس نہ کیا ہو بلکہ ویسے ہی وہ ڈاکٹری کی دکان کھول بیٹھے۔ اسی طرح ایک طبیب بغیر کسی استاد سے طب اور حکمت پڑھے بغیر اسی طرح بازار سے اردو کی کتابیں مثلاً میزان الطب مفردات وغیرہ جس میں نسخے وغیرہ لکھے ہوتے ہیں پڑھ کر حکیم بن بیٹھے تو جواب دو کیا ان دونوں کو یہ حق ہے کہ وہ لوگوں کا علاج کریں ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ بغیر استاد کے بغیر پڑھے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو اگر آپ اجازت دیں گے تو نتیجہ کیا نکلے گا کہ ایسی گولی دیں گے کہ نہ رہے مرض نہ رہے مریض۔ سامعین محترم جب ایسے آدمی جو بغیر ڈاکٹری کورس کیے ہمارا اخلاقاً و شرعاً جسمانی علاج نہیں کرسکتے تو اسی طرح وہ لوگ جو بغیر علم حاصل کیے یعنی جب تک کسی دینی مدرسے میں کسی دارالعلوم میں داخلہ لے کر سندِ حدیث، سند تفسیر نہ لیں تو انھیں بھی یہ کوئی حق نہیں کہ وہ عام لوگوں کا روحانی علاج کریں یعنی شریعت کے مسائل بتائیں۔ اگر علاج کریں گے تو نتیجہ وہی نکلے گا کہ نیم حکیم خطرۂ جان، نیم مُلّا خطرۂ ایمان۔ یعنی آدھا حکیم جان کے لیے خطرہ اور آدھا مولوی ایمان کے لیے خطرہ۔

نیم حکیم خطرۂ جان:

نیم حکیم کا واقعہ شاید آپ حضرات نے سنا ہو گا۔ سنا ہے تو

ٹھیک نہیں تو سنو۔ ایک مرتبہ ایک دیہات میں ایک اونٹ ایک درخت کی شاخ کھا رہا تھا وہ شاخ ذرا کچھ موٹی تھی وہ اونٹ کھانے کو تو کھا گیا لیکن اس کے گلے میں جا کر وہ شاخ پھنس گئی، نہ آگے جائے نہ پیچھے۔ اونٹ کا مالک بڑا پریشان۔ اونٹ نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ اونٹ کے مالک کو کسی نے بتایا کہ فلاں علاقے میں ایک بہت بڑا حاذق طبیب یعنی سمجھدار اور ماہر حیوانات حکیم رہتا ہے اس کو بتا۔ وہ اونٹ کا مالک اس حاذق حکیم کے پاس پہنچا حکیم صاحب نے کہا چلو حکیم صاحب اُس کے اونٹ کے پاس پہنچے اُونٹ کو دیکھا تو مالک کو کہنے لگے کہ ایک ہتھوڑا لوہے کا لے آؤ، چنانچہ ہتھوڑا آ گیا، حکیم صاحب نے اُونٹ کو لٹا دیا اور لٹا کر گلے کے اُوپر ایک ہتھوڑا ایسا مارا کہ جو شاخ حلق میں پھنسی ہوئی تھی ٹوٹ پھوٹ کر اندر حلق سے چلی گئی۔ اونٹ کھڑا ہو گیا اور اونٹ بالکل صحیح ہو گیا اور کھانے پینے لگا، حکیم صاحب کے ساتھ ایک شاگرد بھی تھا جو ابھی نیا نیا حکمت سیکھنے آیا تھا آدھی حکمت سیکھ چکا تھا اور آدھی باقی رہ گئی تھی یعنی نیم حکیم بنا تھا۔ جب اس شاگرد نیم حکیم صاحب نے اپنے استاد کو اونٹ کا علاج یوں کرتے ہوئے دیکھا تو حیران رہ گیا اور دل میں ہی کہنے لگا استاد صاحب نے بڑا اچھا طریقہ بتایا ہے۔ دیکھو ایک ہتھوڑے نے کیا کام کر دکھایا، حکیم صاحب اور نیم حکیم صاحب گھر پہنچے تو نیم حکیم صاحب کو چھٹی مل گئی تو وہ اپنے گھر پہنچے تو کیا دیکھا کہ اُن کی بوڑھی ماں کے حلق میں بہت بڑا پھوڑا پھنسی نکلی ہوئی

ہے اور وہ چارپائی پر لیٹی ہوئی ہے اور چیخ چیخ کر لوگوں کو پکار رہی ہے۔ نیم حکیم صاحب نے گھر والوں سے پوچھا کہ اماں بوڑھی کو کیا ہو گیا ہے تو گھر والوں نے بتایا کہ اماں بوڑھی کو حلق میں ایک بہت بڑا پھوڑا، پھنسی نکلی ہے جس سے درد ہے اور چیخ رہی ہے اور سارا گلا سوجا ہوا ہے جس سے کھانا پینا بند ہے۔ نیم حکیم صاحب بولے گھراؤ نہیں ایک عدد ہتھوڑا لاؤ۔ گھر والے ہتھوڑا ڈھونڈنے لگے۔ ہتھوڑا نہیں ملا لیکن نمک مرچ والا ڈنڈا سونٹا مل گیا۔ وہی ڈنڈا نیم حکیم صاحب جلدی جلدی اٹھا کر لائے اور ماں کو لٹا کر حلق پر تان کر ایک ایسا ڈنڈا مارا کہ پھوڑا تو ٹوٹ گیا اور ادھر درد سے ماں بلبلاتی اور تڑپتی اللہ کو پیاری ہو گئی۔ دیکھو ایک منٹ میں ایسا علاج کیا کہ نہ مرض رہا نہ مریض۔ اسی دن سے یہ کہاوت مشہور ہو گئی کہ نیم حکیم خطرۂ جان یعنی آدھا حکیم جان کے لیے خطرہ ہوتا ہے۔ یہ تھے نیم حکیم اب آئیے نیم مُلّا کا بھی واقعہ سنیئے۔

نیم مُلّا خطرۂ ایمان:

بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۹ پر یہ حدیث پاک منقول ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اگلی اُمت میں یعنی بنی اسرائیل کی قوم میں ایک ایسا پاپی ایک ایسا مجرم تھا کہ جس نے ننانوے خون ناحق کیے تھے یعنی ایک کم سو آدمیوں کو اس نے بے قصور قتل کر دیا تھا۔ آج ہمارے علاقے میں کوئی آدمی کسی ایک انسان کو بے قصور قتل کر دے تو عام لوگ اس سے ڈرنے لگتے ہیں اور اس کو دادا کہتے ہیں۔ (یعنی بہت بڑا بدمعاش) غور فرماؤ

وہ آدمی جس نے ایک کم سو کو بے قصور قتل کیا تھا۔ وہ کتنے داداؤں کا دادا ہوگا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب وہ آدمی ننانوے لوگوں کو قتل کر چکا تو اس قاتل کے دل میں توبہ کرنے کا ارادہ ہوا اور اس کا دل خوفِ الٰہی سے کانپنے لگا اور گھر سے نکلا اور وہ ایک مولوی صاحب کے پاس آیا فتویٰ پوچھنے لگا کہ مجھ جیسے ننانوے آدمیوں کو بے قصور کرنے والے کی بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے کہ نہیں۔ اتفاق سے وہ قاتل اس مولوی صاحب کے پاس آیا جو نیم مُلّا تھا یعنی آدھا مولوی، اور آپ سُن چکے ہیں کہ نیم حکیم خطرۂ جان، نیم مُلّا خطرۂ ایمان۔ تو قاتل نے اس نیم مُلّا سے یہ پوچھا کہ مولوی صاحب میں نے ایک کم سو آدمیوں کو بے قصور قتل کر دیا ہے اور اب میں اپنے کیے پر بہت پشیمان ہوں۔ خدا کے قہر سے ڈرتا ہوں کہ کہیں میں اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤں، آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ بتائیں کہ میں خدائے ذوالجلال کے دربار میں توبہ کر دوں تو کیا اللہ تعالیٰ میرے قتلوں کو اور میرے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ جب نیم مُلّا نے یعنی آدھے مولوی صاحب نے یہ بات سُنی تو مولوی صاحب گرج کر بولے او خبیث، مردود، قاتل۔ اللہ کے نافرمان۔ ظالم۔ ننانوے خون کر کے توبہ کرنے آیا ہے۔ تو سوچ ہے کہا کے بلّی حج کو چلی۔ چل یہاں سے دور ہو جا۔ تیری توبہ ہرگز قبول نہیں ہو سکتی۔ قاتل نے جب یہ بات سنی تو تلوار اس کے گلے میں حائل تھی یعنی لٹکی ہوئی تھی تو کہنے لگا مُلّا جی جب میری توبہ قبول ہوگی ہی نہیں تو ننانوے کی گنتی میں یہ ٹوٹ پھوٹ کیسا۔ لاؤ پورے ایک سو خون کیوں نہ کر دوں۔ یہ کہا اور تلوار میان سے نکالی اور ایسا وار کیا کہ نیم

ملا کی گردن کدو کی طرح کٹ کر زمین پر گری اور کھوپڑی دور جا گری، قتل کر کے چلا گیا پھر ایک دن بیٹھے بیٹھے اچانک اپنے گناہوں کی فہرست یاد آئی تو رونے لگا اور دل میں اللہ کا خوف ایسا طاری ہوا کہ کپکپی طاری ہو گئی۔ پھر گھر سے فتویٰ پوچھنے نکلا اور اب جب فتویٰ پوچھنے آیا تو ایک عالم ربانی ایک ولی کامل کے پاس آیا اور عرض کی حضور میں نے ایک سو آدمیوں کو بے قصور قتل کر دیا ہے۔ کیا مجھ جیسے بدکار، پاپی ظالم اور خدا کے نافرمان بندے کی بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ عالم ربانی، ولی کامل نے فتویٰ دیا کہ اے خدا کی زمین پر فساد برپا کرنے والے اگرچہ تو نے بڑے ظلم کیے ہیں۔ بڑے گناہوں کے بوجھ اٹھائے چلا ہے لیکن گھبرانے کی ضرورت نہیں تو اس کے دروازے پر سر جھکانا چاہتا ہے جو بڑا رحم الرحمین جو بڑا غفور الرحیم ہے جو علیٰ کل شئی قدیر ہے جس کا اعلان ہے۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا۔ کہ خدا کی رحمت سے لوگو تم مایوس نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ اے گناہ گار مسلمان تجھے خبر نہیں کہ خدا کی رحمت روزانہ پکارتی ہے۔ کیا :

باز آ از آنچہ ہستی باز آ۔ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہِ ما درگہ نومیدی نیست۔ صد بار اگر توبہ شکنی باز آ

یعنی اے گناہ گار بندے تو جس گناہ میں بھی گرفتار رہے اب سے توبہ کر لے اور باز آ جا۔ ارے اگر تو نے کفر کیا ہے آگ کی عبادت کی ہے بت کی پوجا کی ہے پھر بھی اب سے توبہ کر لے اور باز آ جا۔ اے میرے بندے میرا دربار نا امیدی کا دربار نہیں ہے۔ اگر سو مرتبہ تو نے توبہ کی ہے

اور سو مرتبہ تیری توبہ ٹوٹ گئی ہے جب بھی مایوس اور نا اُمید نہ ہو جا۔ اب سے توبہ کر لے اور باز آجا تو اب بھی خدا کی ستاری اور غفاری تجھے اپنے دامنِ کرم میں پناہ دے گی اور تو رحیم و کریم کے دربار سے ٹھکرایا نہیں جائے گا۔ حضراتِ محترم یہ فتویٰ بہ بشارت، یہ خوشخبری سُن کر قاتل مچل گیا اور جوشِ مسرت سے اس کے آنسو نکل پڑے پھر عالم ربانی نے اس کو حکم دیا کہ اب تم بیت المقدس چلے جاؤ اور وہاں بڑے بڑے اللہ کے ولی رہتے ہیں ان کے پاس جا کر رہو۔ ان کی صحبت میں رہ کر توبہ کرو اللہ ضرور معاف فرما دے گا۔ حدیث پاک کے الفاظ یوں ہیں: اِنْطَلِقْ اِلٰی اَرْضِ کَذَا فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا یَعْبُدُوْنَ اللّٰہَ۔ کہ فلاں بستی میں چلے جاؤ (یعنی بیت المقدس میں) وہاں کچھ لوگ رہتے ہیں (یعنی اللہ کے ولی) جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ قاتل یہ سن کر فوراً بیت المقدس کی طرف چل پڑا تاکہ اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ کا سامان کر دوں۔ مگر جب چلا تو راستے میں ہی وہ قاتل مر گیا لیکن جب زمین پر گرنے لگا تو منہ کے بل گرا تاکہ کم سے کم اتنا تو ہو کہ اس مقدس زمین کے قریب ہو کر مرے جو اللہ والوں کے قریب ہے۔ جوں ہی اس قاتل کا دم نکلا تو ایک طرف سے عذاب کے فرشتے آگئے اور دوسری طرف سے رحمت کے فرشتے آگئے۔ عذاب کے فرشتے کہنے لگے اس کی روح ہم جہنم میں لے جائیں گے کیونکہ یہ ایک سو آدمیوں کا قاتل ہے۔ رحمت کے فرشتے کہنے لگے کہ اس کی رُوح کو ہم لے جائیں گے۔ بیشک یہ قاتل تو ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی طرف توبہ کی نیت سے جا رہا تھا۔ دونوں طرف سے فرشتے آپس میں بحث مباحثے میں لگ گئے۔ جہنم

کے فرشتے کہتے ہم اس کو لے جائیں گے اور جنت کے فرشتے کہتے ہم لے جائیں گے تو خدائے ذوالجلال نے فرمایا جہاں سے یہ شخص چلا تھا اور جس طرف جا رہا تھا دونوں طرف سے زمین ناپ لو۔ اگر اپنی بستی کے قریب ہے تو دوزخ والے لے جائیں اور اگر اولیاء اللہ کی بستی کے قریب ہے تو رحمت کے فرشتے لے جائیں۔ چنانچہ جب زمین کو ناپا گیا تو جہاں اس کے قدم تھے وہ جگہ ادھر اور اُدھر سے درمیان میں تھی اور منہ کا اگلا حصّہ جتنا وہ آگے ہو کر گرا تھا وہ ولیوں کی بستی کے قریب تھا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے فرشتو کون سا حصّہ کم ہوا تو فرشتوں نے عرض کی کہ اے ربِ کائنات ھٰذِہٖ اَقْرَبُ بِشِبْرٍ۔ کہ یہ اپنی بستی سے ایک بالشت فاصلے کے لحاظ سے آگے ہے۔ یعنی ایک بالشت اولیاء اللہ کی بستی کی طرف داخل ہو گیا تھا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آگئی اس کو اپنے عفو و کرم سے معاف کر کے جنت کے فرشتوں کے حوالے کر دیا۔ سبحان اللہ۔ کیا خوب فرمایا حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے۔ فرماتے ہیں : ؎

جے او قہر کما ون لگدا تے کون کوئی جو چھڈدا
رحمت اس دی جگ وسائے ہر اک نعمت لڈدا

رحمت دا مینہ پا دے خدایا تے باغ سُکا کر ہریا
بوٹا آس اُمید میری دا تے کر دے میوہ بھریا

رحمت دا دریا الٰہی تے ہر دم وگدا تیرا
جے اِک قطرہ بخشیں مینوں تے کم ہو جائے میرا

ملک تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ نیم حکیم خطرۂ جان، نیم مُلّا خطرۂ

ایمان۔ حضرات یہ جاہل تبلیغی جماعت کا ٹولہ اپنے کندھوں پر بستر اُٹھائے ہوئے نکل پڑتا ہے تبلیغ کے لیے۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ یہ لوگ اگر چار مسئلے صحیح بتاتے ہوں گے تو دس غلط بھی ضرور بتاتے ہوں گے۔ حضرات جواب دو بیڑہ غرق ہوگا کہ نہیں۔ اگر کہیں کہ ہمیں مسئلہ نہیں آتا تو لوگ فوراً کہیں گے کہ پاکستان سے ایسے ہی لندن تبلیغ کرنے آگئے ہو۔ جب تمھیں تبلیغ کرنی نہیں آتی تو تم کیوں آئے ہو۔ حالانکہ حضرت عبداللہ ابنِ مسعودؓ نبی کریم علیہ السلام کے صحابی فرماتے ہیں کہ کوئی عالم اپنی بے علمی ظاہر کرتے میں شرم نہ کرے اگر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو گھڑ کر نہ بتائے کیونکہ ہماری بے علمی علم سے زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے: اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ کہ اے دنیا والو تمھیں علم نہیں دیا گیا مگر تھوڑا۔ حضرات آپ غور فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے عالم بندوں کو فرما رہا ہے کہ تمھیں علم نہیں دیا گیا مگر تھوڑا سا۔ جب علماء کو تھوڑا علم دیا گیا ہے تو عوام کا کیا معاملہ ہوگا۔ ایک مرتبہ حضرت علی سے بر سر منبر کسی نے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔ وہ گستاخ بولا آپ بے علمی کے باوجود منبر پر کیوں کھڑے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں بقدر علم منبر پر چڑھا ہوں۔ اگر بقدر جہالت چڑھتا تو آسمان پر پہنچ جاتا۔ دیکھو مولا علی شیر خدا جن کو نبی کریم علیہ السلام نے علم کا دروازہ فرمایا تھا۔ نبی کریم علیہ السلام کا فرمان ہے: اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا۔ ریاض النظر جلد ۲ صفحہ ۲۵۵۔ کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی شیرِ خدا اس کا دروازہ ہے۔ حضرات محترم جب حضرت علی نے بے علمی کی وجہ سے مسئلہ نہ بتایا تو ہمارے پاس تو ہے بھی کچھ نہیں

اسی طرح امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو وقت کے امام ہیں، ان سے ایسے چھتیس ۳۶ مسئلے پوچھے گئے جن کا جواب آپ کو نہیں آتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے نہیں آتا۔ اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہ جو بہت بڑے امام ہیں ان سے پوچھا گیا کہ دَھر کیا چیز ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا۔ اسی طرح ان تبلیغیوں سے بھی لوگ پوچھتے ہوں گے تو یہ تو نہیں کہتے کہ ہمیں آتے ہیں بلکہ فوراً جواب دیتے ہیں چاہے صحیح ہو یا غلط۔

فاروقِ اعظم کا دورِ خلافت:

حضرات محترم! فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں یہ قانون بنا دیا تھا کہ ہر آدمی مسئلہ نہ بتائے بلکہ مسائل بتانے کے لیے فاروقِ اعظم نے چند لوگوں کو مقرر فرما دیا تھا کہ اگر کوئی مسئلہ پوچھنا چاہے تو ان لوگوں سے پوچھے جن کو میں نے مفتی مقرر فرمایا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ مسئلہ بتانا یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ مسئلہ بتانے کی ذرا غلطی ہوئی نہیں کہ کام خراب ہوا نہیں۔ پھر نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ ثواب کی بجائے عذاب کا مستحق بن جاتا ہے بلکہ بعض دفعہ انسان غلط مسئلہ بتانے سے کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ دیکھو حدیث شریف میں آتا ہے۔ مشکوۃ شریف ص۵۵ میں:

ایک جنگ کا واقعہ:

ایک جنگ میں نبی کریم کا ایک صحابی زخمی ہو گیا۔ ادھر نماز کا ٹائم ہو گیا، وہ صحابی رسول اشاروں کنایوں سے نماز پڑھنے لگا اور تیمم کر کے نماز پڑھتا لیکن اسی زخمی حالت میں اُسے ایک دن احتلام ہو گیا یعنی ناپاک ہو گیا اب وہ سوچنے لگا کہ کیا کروں۔ نماز کا ٹائم قریب ہے ناپاک بھی ہو چکا ہوں

تو اس صحابی رسول نے ایک اپنے ساتھی کو بلایا اور پوچھا کہ یار جب میں پہلے بے وضو ہوتا تھا تو تیمم کر لیتا تھا لیکن اب ناپاک ہو گیا ہوں اب کیا کروں! اس صاحب کو مسئلہ معلوم نہیں تھا تو اس نے آگے سے جواب دیا کہ کرنا کیا ہے اب تو غسل ہی کرنا پڑے گا تب جا کر کہیں پاک صاف ہو گے اس زخمی صحابی نے جب یہ مسئلہ سنا تو پانی لے کر غسل کرنے لگا جونہی پانی ڈالا، پانی پڑا زخموں پر تو وہ زخمی صحابی وہیں فوت ہو گیا۔ ادھر نبی کریم علیہ السلام سے کسی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس فلاں آدمی نے یہ مسئلہ بتایا تھا تو حضور علیہ السلام نے اس آدمی کو بلایا بڑا ڈانٹا اور بڑے ناراض ہوئے اور فرمایا جب تمہیں مسئلہ معلوم نہیں تھا تو تم نے کیوں اس کو غلط مسئلہ بتا دیا۔ یاد رکھو اب قیامت کے دن تمہیں اللہ تعالیٰ ایسے عذاب دے گا جیسے کسی قاتل کو عذاب دیا جاتا ہے کیونکہ اس آدمی کو تم نے قتل کیا ہے (مشکوٰۃ شریف ص۵۵)

حضرات گرامی مسائل بتانا کوئی معمولی بات نہیں۔ چاہیے تو یہ کہ اگر کوئی مسئلہ پوچھے تو اگر مسئلہ صحیح آتا ہو تو بتا دیا اگر نہ آتا ہو یا یاد نہ ہو تو کہہ دیا کہ میاں جی مجھے مسئلہ نہیں آتا کسی اور عالم سے پوچھ لو، لیکن نہیں یہ بات یہ لوگ نہیں کہتے۔ اگر یہ کہہ دیں تو ان کی پوزیشن میں فرق آجائے گا پھر ان کو لوگ کہیں گے کہ تمہیں مسائل نہیں آتے تو ایسے کندھوں پر بستر اٹھا کر تبلیغ کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہو اور مولوی بنے پھرتے ہو، لیکن مسلمان بھائیو یاد رکھو آجکل بعض لوگ پورا علم تو پڑھتے نہیں صرف چند اردو کی کتابیں دیکھ لیتے ہیں اور کچھ اشعار یاد کر لیتے ہیں اور اپنے آپ کو علامہ فہامہ پتہ نہیں کیا کیا لکھتے اور کہتے ہیں، اور جاہل عوام کو غلط ملط وعظ

سُناکر تبلیغ کر کے اپنی اپنی جیب کو گرم کر لیتے ہیں اور اگر کوئی آن سے شرعی مسئلہ پوچھے، کوئی فقہی یا کوئی دین کے فرویات میں معلوم کرلے تو علم نہ ہونے کی صورت میں وہ غلط مسئلہ بتانے سے بھی باز نہیں آتے۔ یاد رکھو ایسے وعظین ایسے مقررین جن کے پاس علم نہیں ہوتا اور مسئلے بتاتے ہیں بہت بُرا کرتے ہیں اور کسی صاحب کو اگر واعظ، مولوی، علامہ یا مفتی بننے کا شوق ہو تو ان کو چاہیے کہ پورا علم پڑھے تاکہ وہ صحیح وعظ بیان کر سکے اور مسلمانوں کو صحیح سمجھا سکے۔ بے علم واعظوں کے لیے نبی کریم علیہ السلام کا فرمان سنیے۔ مشکوٰۃ شریف کتاب العلم صہ ۳۵۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ اُفْتِیَ بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُہٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاہُ۔ جس شخص کو بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا ہو تو اس کا گناہ اُس پر ہوگا جس نے فتویٰ دیا ہے۔ وَمَنْ اَشَارَ عَلٰی اَخِیْہِ بِاَمْرٍ یَعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ فِیْ غَیْرِہٖ فَقَدْ خَانَہٗ۔ اور جس شخص نے اپنے بھائی کو ایسی بات کا مشورہ دیا ہو کہ وہ جانتا ہے کہ بھلائی اس کے علاوہ یعنی بھلائی اس میں نہیں تو بے شک اس نے خیانت کی۔ حضرات گرامی! سمجھے آپ کہ ایک جاہل کسی آدمی کو عالم سمجھ کر مسئلہ پوچھے اور وہ مسئلہ عالم غلط بتائے یا وہ عالم نہ ہو بغیر علم کے مسئلہ بتلائے اور اس کے غلط مسئلے پر اس جاہل نے عمل کر لیا ہو اور اس کو پتہ نہ چلا کہ بتانے والے نے مجھے مسئلہ غلط بتایا ہے تو سارا گناہ اس عالم پر ہوگا جس نے غلط مسئلہ بتایا ہے۔ لہٰذا وہ میرے دوست جو عالم نہیں وہ غلط مسئلے بتانے سے گریز فرمائیں۔ مشکوٰۃ شریف باب العلم صہ ۳۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد

فرمایا: مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَایِہٖ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔ جو آدمی قرآنِ پاک میں اپنی رائے پیش کرے اپنی رائے سے قرآن کہتا ہے تو چاہیے کہ وہ آدمی اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے۔ استغفراللہ۔

احباب اہلسنّت سے گزارش :

حضراتِ محترم آپ غور فرمائیں جب کوئی بے علم وعظ کرے گا یا تقریر کرے گا یا تبلیغ کرے گا تو قرآن پاک کی آیت بھی ضرور پڑھے گا۔ جب قرآنِ کریم کی آیت پڑھے گا تو تفسیر بھی اپنے رائے سے کرے گا کیونکہ علم تو اس کے پاس ہے نہیں۔ تو بولو حضور علیہ السّلام کے فرمان کے مطابق وہ خواہ مخواہ جہنمی بنے گا کہ نہیں؟ ضرور بنے گا۔ تو میرے وہ سُنّی بھائی بھی غور فرمائیں جو داڑھی رکھ کر دو چار سوزیں یاد کر کے تقریر کو پکا کر کے خطیب بن جاتے ہیں امام بن جاتے ہیں اگر کوئی مسئلہ پوچھ بیٹھے تو پھر پریشان ہو جاتے ہیں۔ ان کو تقریر تبلیغ کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ پہلے قوم تباہی کے کنارے پر پہنچ چکی ہے اور ادھر لوگ دین سے دُور ہوتے جا رہے ہیں اگر خطیب بننے کا شوق ہو تو کم از کم کسی دار العلوم میں کچھ عرصہ علمِ دین ضرور حاصل فرمائیں۔ حضرت علّامہ عبد العزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ تفسیری عزیزی پ ۵ میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت علی کے غلاموں مُریدوں میں تھے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ شیرِ خدا مشکل کشا رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک مرتبہ کوفہ کی جامع مسجد میں تشریف لائے۔ کیا دیکھا کہ جامع مسجد کوفہ میں ایک مقرر تقریر کر رہا ہے آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے لوگوں نے عرض

کی کہ حضور یہ ایک واعظ ہیں جو لوگوں کو خدا سے ڈرا رہے ہیں گناہوں سے منع کر رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ اس شخص کا نظریہ یہ ہے کہ لوگوں میں میری شہرت ہو کہ بڑا نیک آدمی ہے خود بھی نیک ہے اور لوگوں کو بھی نیکی کی تلقین کرتا ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس مقرر اس واعظ کے پاس تشریف لے گئے اور اس مقرر سے پوچھا کہ او تقریر کرنے والے کیا تمھیں ناسخ اور منسوخ کا پتہ ہے؟ یعنی کیا تو یہ جانتا ہے کہ قرآنِ پاک کی کون کون سی آیت پاک ایسی ہیں جن کی تلاوت کرنے سے ثواب تو مل سکتا ہے لیکن ہم عمل نہیں کر سکتے۔ اور کون کون سی ایسی آیت ہیں جن کو پڑھنے سے بھی ثواب ہوتا ہے اور عمل بھی ضروری ہے۔ اسی طرح حدیث پاک میں سے کون کون سی احادیث حکم کے لحاظ سے باقی عمل کے لحاظ نہیں تو اس مقرر نے کہا حضور مجھے اس کا تو کوئی علم نہیں تو حضرت امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو مسجد سے نکال دیا فرمایا پھر تقریر کے لیے کبھی میری مسجد میں نہ آنا اور کبھی تقریر بھی نہ کرنا۔ اللہ اکبر۔

سوچو حضراتِ محترم! اللہ تعالیٰ ہمیں عالم بن کر تقریر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ تبلیغی تبلیغ کے لیے نکل پڑتے ہیں اور لوگوں کو دین کی باتیں سکھاتے ہیں اور نمازی بناتے ہیں۔

نمازی نہیں وہابی:

لیکن حضراتِ محترم! یہ تبلیغی لوگوں کو نمازی نہیں بلکہ وہابی بناتے ہیں آپ کہیں گے وہ کیسے تو دیکھو اگر واقعی ان لوگوں نے صحیح تبلیغ کرنی ہوتی ہے تو یہ تبلیغی حضرات سینماؤں کی کھڑکیوں کے پاس جا کر کھڑے ہوں وہاں تبلیغ

کریں یا شراب خانے پر جائیں وہاں تبلیغ کریں یا وہاں جائیں جہاں جوا ہوتا ہے وہاں جاکر تبلیغ کریں۔ یا عیسائیوں کے مندروں میں جائیں، ہندوؤں کے گرجوں میں جائیں توحید بیان کریں رسالت بیان کریں یا شیعوں کے امام باڑوں میں جائیں صحابہ کرام کی شان بیان کریں، مرزائیوں کے عبادت خانوں میں جائیں عقیدہ ختم نبوت بیان کریں، غیر مسلموں کے پاس جائیں انھیں خدا کی توحید سنا کر مسلمان کریں لیکن نہیں یہ لوگ وہاں نہیں جاتے بلکہ سنیوں کی مساجد میں جاتے ہیں اور وہاں جاکر ڈیرہ ڈال کر بیٹھ جاتے ہیں جب لوگ انھیں نکالتے ہیں تو کہتے ہیں کیوں جائیں اللہ کا گھر ہے لوگ پھر آئیں گے تو انھیں کلمہ شریف پڑھائیں گے۔ بندہ ان عقل کے اندھوں سے پوچھے کہ ان لوگوں کو کلمہ پڑھا رہے ہو جو نمازی ہیں کیا انھیں کلمہ نہیں آتا ہو گا؟

حضرات گرامی بات دراصل یہ ہے کہ یہ کلمہ اس لیے نہیں پڑھاتے کہ انھیں کلمہ نہیں آتا بلکہ یہ لوگ کلمہ اس لیے پڑھاتے ہیں کہ تبلیغی ہم سنیوں کو مشرک بدعتی کہتے ہیں اور یہ کلمہ اس لیے پڑھاتے ہیں کہ یہ تبلیغی لوگ اپنے خیال میں یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نے ایک مشرک بدعتی کو مسلمان بنا دیا ہے معلوم ہوا کہ تبلیغی لوگوں کو مسلمان نہیں بناتے بلکہ لوگوں کو وہابی بناتے ہیں۔ ان کی کتابیں پڑھ کر دیکھو مولوی غلام خان نے اپنی کتاب جواہر القرآن میں لکھا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے، نذر و نیاز دینے والے مسلمان نہیں بلکہ مشرک ہیں کافر ہیں ان کے نکاح ختم، وہ مسلمانوں کے دائرے سے خارج ہیں۔ اللہ غنی۔ اور بعض ہمارے بھولے بھالے سیدھے سادے سنی مسلمان بھائی یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ تو بڑے اچھے ہیں نماز روزے کی تبلیغ کرتے ہیں، میں ایسے احباب سے گزارش کروں گا

کہ ٹھیک ہے کہ یہ لوگ پہلے نماز روزے کی تبلیغ ضرور کرتے ہیں لیکن جب بعد میں آدمی رائے ونڈ کا چکر لگا کے اور چلّہ کاٹ کے آتا ہے تو وہ بالکل بدل جاتا ہے اپنا عقیدہ چھوڑ دیتا ہے۔ اگر یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کہتا تھا تو چھوڑ دیتا ہے نذر و نیاز کرتا تھا تو بند ہو جاتی ہے کیوں؟ اس لیے کہ تبلیغیوں کے نزدیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والا مشرک ہوتا ہے کافر مرتد ہو جاتا ہے اس کو قتل کر دینا ان کے نزدیک جائز ہو جاتا ہے اور یہ اس کو قتل بھی کر دیتے ہیں کیسے کرتے ہیں تو دلوں پر ہاتھ رکھ کر سنو۔

تبلیغی جماعت کا تشدد:

اخباری اطلاعات کے مطابق حمید علی پارک نیو سمن آباد لاہور کا ایک دکاندار محمد اقبال جو اپنے علاقہ کی مسجد صدیق اکبر کی انجمن کا صدر بھی تھا رائے ونڈ کی تبلیغی جماعت کی شہرت سن کر مذہبی جذبے کے تحت عبادت کی نیت سے اپنے دوست محمد خان جو لپٹن چائے کی کمپنی میں چپراسی تھا، کے ساتھ گزشتہ تبلیغی جماعت کے اجتماع میں ۷۷-۱۰-۲۲ کو شامل ہوا۔ تبلیغی اجتماع میں محمد خان نے عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے جذبے سے مغلوب ہو کر نعرۂ رسالت۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باباشاہ جمال زندہ باد کے نعرے لگائے۔ ان نعروں کے لگنے پر رات کے ایک بجے چند تبلیغی جماعت کے غنڈے رکن محمد خان کو پکڑ کر ایک کمرے میں لے گئے اور وہاں کمرے میں انھوں نے محمد خان کو رسیوں سے باندھ کر چھت سے اُلٹا لٹکا دیا اور ڈنڈوں اور لوہے کے سریوں سے مارنے لگے۔

محمد خان کے دوست محمد اقبال کو پتہ چلا تو وہ بھی اسی کمرے میں آ گیا جس مرے
میں اس کے دوست محمد خان کو ڈنڈوں اور لوہے کے سریوں سے مارا جا رہا
تھا۔ محمد خان کے دوست محمد اقبال نے جب یہ دردناک منظر دیکھا تو وہ
لرز گیا اور کانپنے لگا۔ محمد اقبال نے ان تبلیغی جماعت کے غنڈوں سے پوچھا
کہ محمد خان نے کیا جرم کیا ہے۔ اسلام کے ان نام نہاد مبلغوں نے جواب دیا
کہ اس نے رات اجتماع کے دوران نعرۂ رسالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور بابا شاہ جمال زندہ باد کا نعرہ لگایا ہے۔ یہ سن کر محمد اقبال نے کہا کہ نعرۂ
رسالت لگانا اور بابا شاہ جمال کا نعرہ لگانا کون سا جرم ہے تو ان تبلیغیوں
نے محمد اقبال کو بھی پکڑ لیا اور کہا کہ تم بھی یہاں بیٹھ جاؤ اس کا جواب ابھی مولانا
شیر جنگ آ کر دیں گے۔ تھوڑی دیر کے بعد مولانا شیر جنگ وارد ہوئے۔
انھوں نے ہاتھ میں ایک ڈنڈا پکڑا ہوا تھا۔ مولانا شیر جنگ محمد اقبال سے
بات کرنے لگے۔ بات کرتے کرتے اچانک مولانا شیر جنگ نے غصے میں
آ کر محمد اقبال کے سر پر اس زور سے ڈنڈا مارا کہ محمد اقبال بے ہوش ہو گیا، اور
بے ہوشی کے عالم میں اس محمد اقبال کو بھی اُلٹا لٹکا دیا گیا اور چور چور کہہ کر
اس پر ڈنڈے برساتے رہے۔ محمد اقبال کو جب ہوش آیا تو اس نے چلانا
شروع کر دیا کہ وہ چور نہیں بلکہ یہ محمد خان مسجد صدیق اکبر سمن آباد لاہور
کی انجمن کا صدر ہے۔ پھر اس نے لاہور کے چند مولویوں کے نام بتائے
کہ ان سے میرے بارے میں تصدیق کر لو۔ تب جا کر مولوی شیر جنگ نے
اس کو چھوڑا۔ زخم چونکہ بہت آ چکے تھے۔ مولوی شیر جنگ نے محمد خان
سے وعدہ لیا کہ وہ اس بات کا تذکرہ کسی سے نہ کرے اور ایک کاغذ پر
تحریر کے ساتھ زبردستی ان سے دستخط بھی کرائے اور کاغذ پہ لکھا گیا کہ

وہ دونوں یعنی محمد اقبال، محمد خان ٹریفک کے حادثے میں زخمی ہوتے ہیں اس کے بعد ان دونوں زخمیوں کو لاہور لایا گیا راستے ونڈ سے۔ اور گنگا رام ہسپتال میں داخل کر دیا اور ان دونوں زخمیوں کو تبلیغی جماعت والوں نے اور گرو تبلیغی جماعت مولانا شیر جنگ نے دھمکی دی کہ اگر تم نے اصل راز فاش کرنے کی کوشش کی تو تمہیں زہر کے ٹیکے لگا دیئے جائیں گے۔ دو دن کے بعد مورخہ ۷۷۔۱۰۔۲۵ ر کو محمد اقبال کے گھر والوں کو معلوم ہوا تو محمد اقبال کی بیوی نسیم بی بی ہسپتال میں گئی تو محمد اقبال نے اپنی بیوی کو اصل واقعہ بتایا۔ نسیم بی بی نے مارشل لا حکام کو درخواست دی اور محمد اقبال زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے مورخہ ۷۷۔۱۱۔۱۷ ر کو شہادت پا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اسلام کے ان داعیوں نے تبلیغی جماعت کے غنڈوں نے راتوں رات محمد اقبال کی لاش اُٹھائی اور میانی صاحب کے قبرستان میں دفن کرنا چاہا تو اقبال کے لواحقین نے احتجاج کیا لیکن اس کے باوجود قاتلوں کی پشت پناہی کرنے والے بااثر لوگوں نے محمد اقبال کو دفن کر دیا۔ اس پر محمد اقبال کی بیوی نے دوبارہ مارشل لاء حکام سے مل کر اُن کو اصل حالات سے آگاہ کیا اور تحقیقات کی درخواست کی۔ مارشل لاء حکام کی ہدایت پر ڈپٹی کمشنر لاہور نے نعش کا پوسٹ مارٹم کرنے کا حکم دیا۔ مقامی مجسٹریٹ تحسین احمد تحسین اور پولیس کی موجودگی میں پولیس سرجن فرید بخش ہاشمی نے قبر کھدوائی اور نعش کا پوسٹ مارٹم کیا۔ پولیس سرجن نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ محمد اقبال کے سر کا زخم ۲/۱ ۵ انچ گہرا ہے اور جسم کے دوسرے حصوں پر ۲۵ ر ڈنڈوں کے نشانات ہیں۔ پوسٹ مارٹم کی لیبارٹری سے یہ بات واضح ہو گئی کہ مولانا شیر جنگ کے مارے ہوئے ڈنڈے

کا زخم ۱/۲ ۵ انچ گہرا ہے اور اسی سے محمد اقبال کی موت واقع ہوئی ہے۔ کابند پولیس نے شیر جنگ اور اس کے ساتھیوں کے خلاف اقدامِ قتل اور حبس بے جا میں رکھنے کے الزام میں مقدمہ درج کرلیا ہے تاہم ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی ہے۔ ماہنامہ 'فیضان' لاہور نے لکھا ہے کہ دیوبندی جماعت کی جمعیت علمائے اسلام کے رہنما مولانا عبداللہ انور اور مولانا اجمل مبینہ طور پر قاتلوں کی پشت پناہی کر رہے ہیں ان دیوبندی مولوں نے مرنے والے محمد اقبال کی بیوی کو ۳۵ ہزار روپے دینے کی پیشکش کی ہے لیکن محمد اقبال کی بیوی نے انکار کردیا ہے محمد اقبال کے ورثا میں ایک بیوہ اور چھ بچے یتیم رہ گئے ہیں جن کا اب خدا کے سوا کوئی سہارا نہیں بتاؤ ظالموں وہابیو اور دیوبندیو تبلیغیوں اب ان کا کیا بنے گا کون سہارا دے گا جواب دو؟ یہ تو تھا محمد اقبال لیکن دوسرا زخمی محمد خان بیچارا اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا ہے اور مدہوشی کے عالم میں بستر مرگ پر سسک رہا ہے۔ پوچھیے ان نام نہاد تبلیغیوں کے گرگوں سے کیا یہی تمہاری تبلیغ ہے۔ اس طرح تو کفار بھی نہیں کرتے جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں لیکن تم تو مسلمان ہو مومن ہو اور اپنے آپ کو دین کا ٹھیکیدار بتاتے ہو اور اپنے آپ توحید کے دعوے کرتے ہو۔ بولو کیا اسلام یہ اجازت دیتا ہے کہ مسلمان کو بے گناہ قتل کرو کیا یہی تمہاری تبلیغ ہے۔ حضرات گرامی یہ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے بالکل سولہ آنے صحیح ہے یقین نہ آئے تو ۹، ۱۰، ۷۷ کے اخبارات ملاحظہ فرمائیں۔ اب آؤ ذرا اخبار کی سرخیاں بھی پیش کر دوں تاکہ اسی دن اسی مہینہ اسی سال کا اخبار دفتروں سے لے کر مطالعہ فرماؤ

اخبارات کی گواہیاں:

تبلیغی جماعت کے مُلّاؤں کے بہیمانہ تشدد کا شکار ہونے والا جاں بحق ہوگیا۔ متوفی کو چھت سے اُلٹا لٹکا کر ڈنڈوں سے پیٹا گیا۔ آج قبر سے لاش نکال کر پوسٹ مارٹم کیا جائے گا۔ مرحوم کی بیوہ کو مقدمہ روکنے کے لیے دس ہزار روپے کی پیشکش کی گئی۔ روزنامہ حیات' لاہور۔ راولپنڈی

جلد ۱۰ شمارہ ۱۵۰ ء

رائے ونڈ میں زخمی ہونے والے دکاندار نے ہسپتال میں دم توڑ دیا۔ اجتماع کے منتظمین نے دکاندار اور اس کے ساتھی کو اُلٹا لٹکا کر تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔ روزنامہ 'سعادت' لاہور۔ ۱۹ نومبر ۷۷ء۔ رائے ونڈ میں زخمی ہونے والا نوجوان چل بسا متوفی کی میت قبر کھود کر آج پوسٹ مارٹم کیا جائے گا۔ روزنامہ 'مشرق' لاہور ۱۹ نومبر ۷۷ء۔ سمن آباد لاہور کے محمد اقبال کی لاش قبر سے نکال کر پوسٹ مارٹم کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ متوفی کو مبینہ طور پر رائے ونڈ کے تبلیغی اجتماع میں زد و کوب کیا گیا۔

روزنامہ 'امروز' لاہور۔ ۱۸ نومبر ۷۷ء زخمی محمد خاں کے گھر کے گرد پُراسرار نقل و حرکت تبلیغی جماعت کے غنڈے تشدد کے واحد عینی گواہ کو اغوا کرنا چاہتے ہیں۔ پولیس قتل کی واردات کو حادثے کا رنگ دینے کی کوشش کر رہی ہے۔ روزنامہ 'حیات' لاہور۔ راولپنڈی۔ ۲۴ نومبر ۷۷ء سانحہ رائے ونڈ کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرا کر ملزموں کو سزا دی جائے دینی و سیاسی حلقوں میں تبلیغی جماعت کے خلاف اظہارِ غم و غصہ۔ روزنامہ 'مغربی پاکستان' لاہور۔ یکم دسمبر ۱۹۷۷ء۔ سانحہ رائے ونڈ پر ہر مسلمان

سراپا احتجاج بن گیا ہے۔ روزنامہ "سیاست" لاہور، یکم دسمبر ۱۹۷۷ء محمد اقبال کے قاتلوں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے۔ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، راولپنڈی۔ ۲۸ دسمبر ۷۷ء رائے ونڈ کے تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع پر پابندی لگائی جائے۔ روزنامہ "آزاد" ۲۸ دسمبر ۱۹۷۷ء محمد اقبال کے قاتلوں کو گرفتار کرنے کا مطالبہ۔ روزنامہ "وفاق" لاہور، راولپنڈی ۲۸ نومبر ۷۷ء۔

حضراتِ محترم! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ لوگ لوگوں کو نمازی نہیں وہابی بناتے ہیں اگر یہ لوگ واقعی اپنے دین میں مخلص ہیں تو پھر کیا بات ہے کہ سُنّی حضرات جب ان تبلیغیوں کے رائے ونڈ کا ایک چکر لگاتے ہیں تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم چھوڑ کیوں دیتے ہیں۔ نذر و نیاز بند کیوں ہو جاتی ہے، صلوٰۃ و سلام سے نفرت کیوں ہو جاتی ہے؟ تو نتیجہ کیا نکلا کہ یہ لوگ دین میں مخلص نہیں بلکہ دین کے غدار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نمک حرام ہیں۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ ان کے عقائد سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

دین میں مخلص:

بہر حال یہ بات تو ضمناً آ گئی۔ میں کیا عرض کر رہا تھا کہ تبلیغ اس طرح ہوتی ہے جس طرح خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے کی۔ بولو کیا خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے کوئی جماعت بنائی تھی کوئی دارالمطالعہ بنا رکھا تھا کوئی قربانی کی کھالیں لی تھیں یا ملک سے کروڑوں روپے چندہ لیا تھا۔ نہیں۔ بلکہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ جب اجمیر شریف لے گئے تو چند مرید آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے

جا کر کلمۂ حق بلند فرمایا اور لوگوں کو اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ کیوں، اس لیے کہ یہ اللہ والے جو ہوتے ہیں انھیں کسی جماعت کسی اسلحہ کسی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہ اللہ والے اپنے خدا کی مدد اور نبی کریم علیہ السّلام کی دعاؤں سے اکیلے ہی کافی ہوتے ہیں اور عالم باعمل ہوتے ہیں، یہ نہیں کہ زبان سے کچھ اور کہیں اور کریں کچھ اور، فتویٰ کچھ اور تقویٰ کچھ اور، نہیں، بلکہ اللہ والے جو کہتے ہیں کر کے بھی دکھلاتے ہیں کیونکہ ان کی زبان میں قول و فعل میں صداقت ہی صداقت ہوتی ہے۔ دیکھو امام ربانی الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل اکیلے تھے۔ آپ نے جہانگیر بادشاہ کے ٹکر کیسے لی، تاریخ گواہ ہے کہ پھر وہی جہانگیر ہاتھ باندھ کر آپ کے پیچھے پھرتا تھا کیونکہ یہ اللہ والے جب سچے دل سے اللہ والے ہو جاتے ہیں تو ساری دنیا ان کی تابعدار بن جاتی ہے تو بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ انا ساگر جب خشک ہو کر خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت سے دوبارہ جاری ہوا تو ہندوؤں نے اپنی کتابوں میں لکھا کہ تبیس ۳۲ ہزار ہندو اپنے مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے۔ جب اتنے ہندوؤں نے اسلام قبول ہوا تو پورے اجمیر شریف میں شور مچ گیا اور لوگ بڑے حیران ہو گئے۔

رام دیو میرے خواجہ کے قدموں میں:

اجمیر شریف کے ہندو راجہ پرتھوی راج کے پاس گئے اور کہنے لگے راجہ صاحب بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے دھرم ہمارے مذہب مسلک کے ۳۲ ہزار لوگ اپنے دھرم اور اپنے مذہب اور اپنے مسلک کو چھوڑ کر مسلمان ہو چکے ہیں۔ اگر یہی حال رہا تو پھر ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ

پورا ہندوستان مسلمان ہو جائے گا۔ راجہ پرتھوی راج نے کہا اچھا کوئی بات نہیں۔ راجہ پرتھوی راج نے اپنے سب سے بڑے مندر کا جو سب سے ہی بڑا پنڈت اور گرو تھا یعنی ان کا بہت ہی بڑا جید عالم جنکا تھا رام دیو راجہ پرتھوی راج نے اسے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اے رام دیو تم جاؤ اور اپنے چیلے اور مریدوں اور شاگردوں کو بھی ساتھ لے جاؤ اور اس فقیر بابا سے جا کر مناظرہ کرو اور اسے دھمکیاں دو اور اس فقیر بابا کو اجمیر شریف سے نکال دو۔ چنانچہ رام دیو اپنے چیلوں مریدوں شاگردوں کو ساتھ لے کر مناظرہ کے لیے چل پڑا۔ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو للکارنے کے لیے اور انھیں دھمکیاں دینے کے لیے چل پڑا۔ جب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو خواجہ صاحب کے ساتھ مناظرہ کرنے لگا لیکن ادھر حالت یہ ہے کہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ بالکل خاموش بیٹھے ہیں اور اللہ اللہ کی صدائیں لگا رہے ہیں اور درود شریف پڑھ رہے ہیں اور یادِ الٰہی میں ایسے مستغرق ہیں کہ آپ کو پتہ نہیں کہ میرے پاس کون بیٹھا مجھے للکار رہا ہے لیکن رام بڑا اچھل رہا ہے مناظرہ کرنے کو کود رہا ہے۔ جب رام دیو نے زیادہ شور مچایا تو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سرکار غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے نگاہِ رحمت اٹھائی اور فرمایا کہ اے رام دیو میں تمہاری پیشانی پر اسلام کا نور دیکھ رہا ہوں اور تو ہے کہ میرے ساتھ مناظرے کی تیاری کر رہا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تو جنت میں جائے گا اور کام جہنمیوں والے کر رہا ہے۔ نہ ایسا نہ کر بلکہ پڑھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ جب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لا الٰہ کی ضرب

لگائی تو رام دیو الٹا ہو کر میرے پیارے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں گر پڑا اور پڑھنے لگا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ کیا شان ہے اللہ والوں کی۔ اللہ والوں کی ایک ہی نظر سے بیڑا پار ہو گیا۔ اس لیے شاعر اہلسنت جناب محمد علی ظہوری قصوری فرماتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں:

درد و آلام کے مارے ہوئے کیا دیتے ہیں

ہم تو بس ان کی نگاہوں کو دعا دیتے ہیں

اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہ ملے

اللہ والے ہیں جو خدا سے ملا دیتے ہیں

بندہ بننا ہے خدا کا تو گدا بن ان کا

جو فقیروں کو شہنشاہ بنا دیتے ہیں

حضرات محترم! جب رام دیو مسلمان ہو گیا تو لوگ دوڑتے دوڑتے راجہ پرتھوی راج کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ راجہ بیڑا ہی غرق ہو گیا ہے۔ راجہ پرتھوی راج نے کہا کہ کیا ہوا۔ راجہ کے نوکروں اور ملازمین کہنے لگے کہ وہ تمہارا بڑا پنڈت اور پروہ رام دیو جس پر تمہیں بڑا ناز تھا وہ بھی کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو گیا ہے اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید بن گیا ہے۔ یہ بات سن کر راجہ پرتھوی راج بڑا ہی پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ یہ فقیر بابا کوئی معمولی فقیر نہیں لگتا بلکہ کوئی بڑا پہنچا ہوا درویش معلوم ہوتا ہے یا پھر بہت بڑا جادوگر ہے جس نے اپنے جادو کے ذریعے رام دیو کو بھی مسلمان کر لیا ہے کیونکہ یہ رام دیو تو وہ ہمارا پنڈت اور پروہ اور عالم تھا جو اپنے مذہب اور اپنے

دھرم کا رکھوالا تھا اور لوگوں سے اپنے مذہب اور دھرم کو بچانے کے لیے مناظرے کیا کرتا تھا لیکن آج وہی رام دیو اپنے مذہب اور اپنے دھرم کو چھوڑ کر مسلمان ہو گیا ہے۔ اللہ غنی۔

سامعین کرام راجہ پرتھوی راج نے بڑے بڑے منصوبے بنائے کہ کسی طرح ہم خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہاں سے نکال سکیں۔ اسی مقصد کے لیے راجہ پرتھوی راج نے خوبصورت اور حسین ترین نوجوان ہندوانیوں کو بڑا بنا سنوار کر خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا کرتا اور کہتا کہ جاؤ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سے تعویذ لو اور انہیں چھیڑو اور ان کو اپنی طرف مائل کرو اور سیدھے راستے سے پھسلاؤ تاکہ ان کی کوئی کمزوری ہمارے ہاتھ میں آئے اور ہم ان کو نعوذ باللہ دھکے دے کر اور ذلیل و رسوا کر کے اجمیر شریف سے نکال سکیں۔ وہ حسین و جمیل اور خوب صورت لڑکیاں بن سنور کر خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تعویذ لینے کے بہانے آتیں لیکن ان کا مقصد بڑا ناپاک ہوتا تھا لیکن قربان جاؤں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان پر جو ان لڑکیوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے بلکہ مریدوں کو فرماتے تھے کہ ان عورتوں کو ہمارے پاس آنے سے روک دیا جائے اور نہ آنے دیا جائے۔

حضرات محترم! یہ وقت بڑا نازک ہوتا ہے۔ بڑے بڑے متقیوں کے پاؤں اس مقام پر پھسل جاتے ہیں۔ اللہ پاک ہر برائی سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ آمین۔ تو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ

نے جب راجہ کی ان ناپاک چالوں کو دیکھا تو راجہ پرتھوی راج کے پاس پیغام بھیجا کہ راجہ یہ مکر کرنا چھوڑ دے اور یہ چالیں بند کر دے۔ ارے تو مجھے یہ لڑکیاں دکھا کر اور ان کا یہ حسن و جمال دکھا کر ذلیل و رسوا کرنا چاہتا ہے لیکن راجہ یاد رکھ جن نگاہوں میں حسن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے سمائے ہوئے ہوں بھلا وہ کب حسنِ فانی کو دیکھے گا۔ الغرض راجہ پرتھوی راج نے بڑے بڑے حیلے بڑے بہانے بڑے بڑے مشورے کیے کہ کسی طریقہ سے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کو اجمیر شریف سے نکالا جائے لیکن اس کا کچھ نہ بنا۔ دیو رام حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی کرامت دیکھ کر مسلمان ہو چکا تھا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رام دیو کے مسلمان ہونے کے بعد اس کا اسلامی نام محمد عبداللہ رکھا۔ اس عبداللہ نے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ حضورِ والا اس اجمیر شہر میں میری کچھ زمین ہے جو میری دادا پردادا کے زمانے سے نسل در نسل چلی آرہی ہے اب وہ میری ملکیت میں ہے۔ تو وہ زمین ساری کی ساری میں آپ کی خدمت میں ہدیۃً پیش کرتا ہوں۔ آپ اس زمین کو قبول فرمالیں اور یہاں سے اٹھیں اور اس زمین پر چل کر ڈیرے ڈالیں کیونکہ ہر روز راجہ پرتھوی راج کے ملازمین نوکر چاکر اور اجمیر شریف کے ہندو آپ کی بارگاہ میں بے ادبیاں اور گستاخیاں کرتے رہتے ہیں اور تنگ بھی کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ پانی تالاب سے نہ لینا کوئی کہتا ہے کہ منہ ہاتھ نہ دھوؤ۔ کوئی کہتا ہے کہ تالاب میں غسل نہ کرو کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ لہٰذا آپ میری زمین میں تشریف لے چلیں میں

ساری کی ساری زمین آپ کے نام لگا دیتا ہوں اور وہاں چلتے ہیں اور وہاں جاکر ایک مسجد بنائیں گے۔ آپ کا پیارا حجرہ مبارک بنائیں گے اور وہاں کھل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے، نبی کریم علیہ السلام کے دین کی اشاعت بھرپور طریقے سے کریں گے۔ خدائے ذوالجلال کے دین کی تبلیغ اچھے طریقے سے کریں گے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد عبداللہ کی اس بات کو پسند فرمایا اور زمین بھی قبول فرمالی اور فرمایا کہ چلو، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب محمد عبداللہ کی زمین میں پہنچے تو وہ لوگ جو ہزاروں کی تعداد میں ہندو دھرم چھوڑ کر مسلمان ہو چکے تھے وہ بھی ساتھ تھے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مٹی کا گارا بنایا اینٹیں بنائیں اور ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کرنی شروع کردی۔

اجمیر شریف کی پہلی مسجد:

خواجہ غریب نواز سرکار اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں نے وہ مسجد رات کے وقت بنانی شروع کی چراغوں میں تیل ڈال کر ساری رات مزدوری کرتے اور مسجد کی تعمیر کرتے۔ ادھر راجہ پرتھوی راج کو کسی نے بتایا کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین راتوں رات چراغ جلا کر مسجد تعمیر کر رہے ہیں۔ راجہ پرتھوی راج نے اجمیر شریف کے تمام دکانداروں کو حکم دے دیا کہ خبردار کوئی دکاندار خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں کو تیل نہ دے کیونکہ وہ تیل سے چراغ جلا کر ہمارے علاقے میں رات کے وقت مسجد بنا رہے

ہیں لہٰذا نہ تیل خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
مریدوں کو ملے گا اور نہ ہی ان کے مرید مسجد بنائیں گے۔ چنانچہ اگلے روز
خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے مرید سرسوں کا تیل لینے
کے لیے گئے تاکہ چراغوں میں ڈال کر رات کو مسجد بنائیں گے۔ چنانچہ
خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین جس دکان
پر سرسوں کا تیل لینے کے لیے جاتے وہی دکاندار تیل دینے سے انکار
کر دیتا۔ خواجہ غریب نواز کے مریدین کہتے کہ بھئی کیا بات ہے ہم تیل
پیسوں سے لینے آئے ہیں کوئی خدا واسطے تو نہیں لینے آئے تو اجمیر شریف
کے دکاندار کہتے کہ میاں بات یہ ہے کہ ہمیں تیل تو بیچنا ہی ہے اور اسی
لیے بیٹھے ہیں لیکن ہم تمھیں یہ تیل اس لیے نہیں دیتے کہ اجمیر شریف
کے راجہ پرتھوی راج کا حکم ہے کہ آپ لوگوں کو تیل نہ دیا جائے تاکہ آپ
لوگ راتوں رات مسجد تعمیر نہ کریں۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین خالی برتن لے کر شام کو خواجہ غریب نواز
سرکار کے پاس پہنچے تو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے اپنے مریدوں کو دیکھا کہ ہر مرید نے خالی برتن اٹھایا ہوا ہے۔ آپ نے
فرمایا میاں کیا بات ہے آپ لوگوں نے بازار سے تیل نہیں خریدا تو تمام
مریدین نے عرض کی کہ حضور، راجہ پرتھوی راج نے اجمیر شریف کے تمام
دکانداروں کو حکم دے دیا ہے کہ وہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے
مریدوں کو تیل نہ دے لہٰذا تمام دکانداروں نے ہمیں تیل دینے سے انکار
کر دیا ہے۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
کہ اے میرے مریدو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ انشاء اللہ

تیل کا بندوبست بھی ہو جائے گا۔ اللہ اللہ، قربان جاؤں اللہ والوں کی شان عظیمہ پہ۔ جب رات کا ٹائم ہوا تو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قطب الدین۔ عرض کی جی حضور۔ فرمایا بیٹا پانی لاؤ تا کہ نماز کے لیے وضو کریں۔ چنانچہ حضرات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ اٹھے۔ پانی کا لوٹا بھر کے لائے۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو فرمایا اور نیچے ایک لوہے کا طشت رکھ کر وضو کرنے لگے تا کہ جو بھی وضو کا پانی گرے تو زمین پر نہ گرے بلکہ اس طشت میں گرے چنانچہ وضو مکمل ہو گیا تو خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمام چراغوں کو میرے پاس لے آؤ۔ خالی چراغ قبلہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لائے گئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام چراغوں میں وہ پانی ڈال دیا جس سے وضو فرمایا تھا اور جو طشت میں پڑا ہوا تھا۔ مرید کہنے لگے حضور یہ کیا؟ فرمایا اے میرے مریدو، یہ ہے تو پانی لیکن آج یہی پانی تمہیں تیل کا کام دے گا اور آج وہ تیل جو راجہ پرتھوی راج نے ملازموں نے اور دکانوں میں اور محلات میں رکھا ہوا ہے پانی بن جائے گا۔ اللہ اللہ۔ قربان جاؤں خواجہ تیری شان پہ۔ چنانچہ وضو کا پانی چراغوں میں ڈال کر چراغ کو آگ لگائی گئی تو تمام چراغوں کو آگ بھی لگ گئی اور روشنی بھی پہلے سے زیادہ دینے لگے۔ جس رات خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وضو کا پانی چراغوں میں جل رہا تھا تو اس رات راجہ پرتھوی راج کے محلات میں اصلی سرسوں کا تیل نہیں جل رہا تھا بلکہ پورے اجمیر شریف میں اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا لیکن خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ڈیرے پر آپ کے آستانے پر پانی تیل کا کام دے

رہا تھا اور چراغ جل رہے تھے سبحان اللہ حضرت کے مریدوں نے مسجد پوری تعمیر کرلی اور راجہ کو بتا دیا کہ اگر تو نے تیل نہیں دیا تو ہماری تبلیغ اور ہمارے کام میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اللہ اللہ کیا خوب فرمایا شاعر نے کہ :

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق

جب مسجد تعمیر ہوگئی تو رہائش کے لیے چند حجرے بنا دیئے گئے۔ درخت پودے پھل ہر قسم کے لگا دیئے گئے۔ وہاں چہل پہل ہوگئی۔ اب وہاں رات دن اللہ کی عبادت ہوتی۔ لوگ دور دور سے آتے۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سرکار غریب نواز کی زیارت سے مشرف ہوتے چہرہ انور دیکھ کر ہی مسلمان ہو جاتے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے نورانی بندے نے کفر گڑھ کے اندر اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا اور لوگوں کو دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ بتا دیا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ ہر وقت اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے۔ خود بھی اللہ اللہ کرتے اور مریدوں کو بھی عبادت کرنے کا ذوق شوق دلاتے جب آپ اللہ کی یاد میں مست ہوتے تو آپ کے گرد و نواح کا ذرہ ذرہ اللہ اللہ پکارتا تھا بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ سیدنا و مولانا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبادت کے ذوق میں اجمیر شریف سے نکل کر باہر پہاڑوں، غاروں جنگلوں میں چلے جاتے۔ وہاں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اجمیر شریف سے اٹھے اور عبادت کی غرض سے خراسان کی پہاڑیوں میں

اور غاروں میں عبادت کے لیے تشریف لائے۔

غریب نواز اور غوث پاک:

ادھر پیرانِ پیر روشن ضمیر سیدنا و مولانا و مرشدنا سید عبدالقادر جیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے عبدالقادر عرض کی جی مولا کریم۔ فرمایا میرے پیارے تو نے ہمیں راضی کرلیا ہے۔ لہٰذا ہم تمہیں ولیوں کا سردار بناتے ہیں۔ قیامت تک تو میرے ولیوں میں ولایت تقسیم کرتا رہے گا۔ اللہ اللہ قربان جاؤں میرے غوث پاک تیری شان پر۔ حضرات یہ حقیقت ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت تک اللہ کے ولیوں میں ولایت تقسیم کرتے رہیں گے تفریح الخاطر صفحہ ۳۸، ۳۹، حضرت علامہ عبدالقادر الاربلی رحمۃ اللہ علیہ۔

غوث پاک اور ولایت کی تقسیم:

حضرت علامہ عبدالقادر الاربلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تفریح الخاطر میں یہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو ولی بنانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتے سے فرماتا ہے جاؤ میرے اس بندے کو۔ اَنْ یَاخُذُوْہُ بِحُضُوْرِ الْمُصْطَفٰی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرو جب اس بندے کو فرشتے لے کر نبی کریم علیہ السلام کے پاس لے جاتے ہیں تو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ خُذُوْہُ اِلٰی وَلَدِیْ السَّیِّد عَبْدُالْقَادِر یَدِیْ لِیَاقَتِہٖ وَاِسْتِحْقَاقِہٖ بِمَنْصَبِ الْوَلَایَۃِ

اس بندے کو میرے بیٹے سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ اس بندے کی قابلیت دیکھیں اور یہ بھی دیکھیں کہ کیا یہ بندہ منصب ولایت کا مستحق بھی ہے کہ نہیں۔ نبی کریم علیہ السلام کے فرمان کے مطابق وہ بندہ دربارِ غوثیت میں پیش کیا جاتا ہے۔ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بندے کو دیکھتے ہیں کہ یہ منصب ولایت کے قابل ہے کہ نہیں۔ اگر وہ بندہ ولی بننے کے قابل ہو تو اس کا نام دفترِ محمدیہ میں لکھ کر مہر لگا دیتے ہیں۔ پھر اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں پیش کیا جاتا ہے اور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر کے مطابق نبی کریم علیہ السلام کا حکم لکھا جاتا ہے کہ فلاں بندے کو ولایت کی دستار مل گئی اور اس بندے کو ولایت کی خلعت سے آگاہ کیا جاتا ہے جو اس کو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک ہاتھوں سے عنایت کی جاتی ہے۔ وہ شخص اس ولایت کے کرتے کو پہن لیتا ہے اور عَالِمِ الغَیبِ وَالشَّہَادَۃِ یَکُونُ ذَالِکَ الوَلِیّ مَقبُولاً وَّمُسلِماً۔ اور عالمِ غیب اور شہادت میں مقبول اور مسلم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں آدمی کو اپنا ولی بنالیا ہے۔ فَھٰذِہٖ العُھدَۃُ مُتَعَلِّقَۃٌ بِحَضرَتِ الغَوثِ اِلٰی یَومِ القِیَامَۃِ۔ پس اس عہدے پر حضرت سیدنا و مولانا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت تک فائز رہیں گے اور اس مقام پر کوئی ولی کوئی غوث کوئی قطب آپ کی برابری آپ کی شراکت نہیں کر سکتا۔ ہر زمان اور آن میں قطب غوث اور تمام اولیاء اللہ آپ کی ذات سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔ سبحان اللہ۔

حضرات اس روایت سے معلوم ہوا کہ ولایت کی تقسیم کرنے والے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات کریمہ ہے اور آپ کو

کو یہ عہدہ کسی دُنیا کے بادشاہ نے نہیں دیا، کیونکہ دُنیا کے بادشاہ خود فانی ہیں ایک دن وہ بھی ختم ہو جائیں گے اور ان کی کرسی بھی ختم۔ لہٰذا اگر کسی دُنیا دار نے یہ عہدہ دیا ہوتا تو کب کا یہ عہدہ حضرت غوث پاک سے چھن جاتا کیونکہ آپ دس سو سال سے یہ ولایت تقسیم فرما رہے ہیں اور آپ کے پاس یہ عہدہ ہے اور رہے گا۔ یہ عہدہ خود خدائے ذوالجلال والاکرام نے عطا فرمایا ہے اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ سبحان اللہ۔ جب تک دنیا قائم رہے گی، میرے غوث پاک ولایت تقسیم فرماتے رہیں گے۔ کیا خوب فرمایا اعلیٰ حضرت عظیم المبرکت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ فرماتے ہیں:

کس گلستاں کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا
وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا
تجھ سے در در سے سگ، اور سگ سے ہے مجھکو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
بد سہی، چور سہی، مجرم ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اے عبدالقادر میں نے تمھیں ولیوں کا سردار بنا دیا ہے لہٰذا برسرِ منبر بغداد شریف کی جامع مسجد میں کھڑا ہو جا اور اعلانِ

عام کر دے کہ میرا قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے۔ اللہ اللہ۔ جب حضور پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکم خداوندی سُنا تو بغداد شریف کی جامع مسجد میں تشریف لائے اور اعلانِ عام فرمایا۔

غوث پاک کا اعلان غریب نواز کا جواب :

جس وقت غوث پاک اعلانِ سرداری فرمانے کے لیے بغداد شریف کی جامع مسجد میں تشریف لائے تو جامع مسجد بغداد شریف میں دو ہزار اولیاء کرام اور پچاس جلیل المرتبت مشائخ عظام موجود تھے آپ تشریف لائے اور آپ نے حاضرین کو متوجہ کر کے فرمایا کہ اللہ کے بندو سُنو، قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ۔ میرا یہ قدم ہر ایک اللہ کے ولی کی گردن پر ہے۔ سبحان اللہ۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں :

جن کی منبر بنی گردنِ اولیاء

اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

جب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان سرداری فرمایا تو تمام اولیاء کرام جو مجلس میں حاضر تھے سب کے سب بزرگوں نے اپنے نورانی سروں کو جھکا لیا۔ حضرت شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے ولی تھے وہ اُٹھے اور منبر شریف کے پاس جا کر غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک پکڑ کر اپنی گردن پر رکھ لیا۔ اسی طرح تمام اولیاء کرام نے کیا۔ جو حضرات اولیاء کرام وہاں تشریف فرما تھے انھوں نے تو قدم پکڑ کر اپنی گردنوں پر رکھا لیکن جو دُور تھے بغداد شریف سے انھوں نے بھی میرے

غوث پیا کی آواز کو سن لیا اور دنیا کے تمام غوثوں، قطبوں، ولیوں نے اپنے اپنے سروں کو غوث پاک کی غلامی کے لیے جھکا دیا۔

سیدنا شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے ولی تھے، جب سرکار غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ۔ کو فرماتے ہوئے سنا تو آپ نے اپنی گردن مبارک جھکا لی اور عرض کی کہ یا پیرانِ پیر عَلٰی رَقَبِیْ میری گردن پر بھی آپ کا قدم ہے۔

حضرات محترم سیدنا شیخ احمد رفاعیؒ بغداد شریف سے دور اپنے شہر میں اپنے مریدوں کے پاس تشریف فرما تھے، غوث پاک رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کو اپنے شہر میں بیٹھ کر سن لیا کہ غوث پاک یہ اعلان فرما رہے ہیں۔ اللہ اللہ۔ جب آپ نے فرمایا کہ یا غوث اعظم آپ کا قدم میری گردن پر بھی۔ تو آپ کے مریدین جو آپ کے پاس بیٹھے تھے، انھوں نے عرض کی کہ حضور والا آپ یہ کیا فرما رہے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے مریدو میں دیکھ رہا ہوں کہ اس وقت بغداد شریف میں پیران پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان فرمایا ہے قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔ اور میں نے یہ اعلان سن کر اپنی گردن کو جھکا لیا ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ کیا خوب نقشہ کھینچا شاعر نے کہ:

سروں پر جسے لیتے ہیں تاج والے
تمہارا قدم ہے وہ یا غوثِ اعظم

گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل لوٹ گئے
کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

غریب نواز کا گردن جھکانا:

جب سیدنا و مولانا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان فرمایا کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ یہ میرا قدم ہر ایک اللہ کے ولی کی گردن پر ہے۔ اس وقت خواجہ خواجگان سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خراسان کی پہاڑیوں اور غاروں میں مجاہدوں اور ریاضتوں میں مشغول تھے۔ آپ نے ہندوستان کی سرزمین پر غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلان کو سن لیا اور اعلان سنتے ہی وضع رَاْسَهٗ علی الارض۔ اپنا سر مبارک زمین پر رکھ دیا اور زبان حال سے یوں فرمایا۔ قَالَ بَلْ عَلٰی رَاْسِیْ وَعَیْنِیْ۔ اے سارے ولیوں کے سردار اے پیرانِ پیر آپ کا قدم مبارک میری گردن پر تو کیا بلکہ میرے سر اور میری آنکھوں پر بھی ہے۔ سبحان اللہ۔ کیا خوب نقشہ کھینچا اعلیٰ حضرت عظیم المبرکت حضرت امام رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے۔ فرماتے ہیں:

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کوئی کیا جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوہ تیرا

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خاطر میں لاتا نہیں کتا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے گا پٹا تیرا

(تفریح الخاطر ص۲۰ شمائم امدایہ ص۲۳) امداد المشتاق ص۴۳)

حضرات محترم خدا سے دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اپنے نیک بندوں کے راستے پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین،
برحمتک یا ارحم الراحمین۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دسواں وعظ نورانی خطبہ مبارک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَاٰلِ سُنَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ ھُوَ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَشَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ ؕ

بھلا وہ (آدمی کتنا سعادتمند ہے) کہ کشادہ فرما دیا ہو اللہ تعالیٰ نے جس کا سینہ اسلام کے لیے تو وہ اپنے رب کی طرف سے دیئے ہوئے نور پر ہے۔ حضرات گرامی اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ان بندوں کا ذکر فرمایا جن کا سینہ نور اسلام کے لیے کھول دیا جاتا ہے۔ اب آئیے ذرا اس کی تشریح اور مطلب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت فرمائیں۔

آیت کا مطلب :

تفسیر خازن جلد سوم ۵۳ ، جب نبی کریم علیہ السلام نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سینہ کس طرح کھلتا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ کا نور انسان کے قلب یعنی دل میں داخل ہوتا ہے تو وہ دل کشادہ ہوتا ہے اور اللہ کے نور سے اس دل میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے ۔ صحابہ کرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیا علامت ہے تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ دار الخلود یعنی دین کی طرف متوجہ ہونا آخرت کی طرف لوٹنا اور دار الخلود یعنی دنیا سے دور رہنا موت کے آنے سے پہلے اپنے آپ کو موت کے لیے تیار رکھنا ۔ حضرات محترم یہ تمام باتیں اولیاء اللہ میں پائی جاتی ہیں ۔ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اولیاء کرام کے سینے کھول دیتا ہے اور اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتے ہیں ۔ اس لیے نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا ، ترمذی شریف ، مشکوٰۃ شریف ، میں نبی کریم علیہ السلام کی یہ حدیث موجود ہے ۔ اِتَّقُوْا عَنْ فِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ ۔ کہ مومن کی فراست سے ڈرو ، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے ۔ حضرات محترم آپکو یاد ہو گا میں نے پچھلے وعظ میں آپ کے سامنے یہ بیان کیا تھا کہ پرتھوی راج کے بہت بڑے پادری رام دیو کو سیدنا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ پڑھا کے مسلمان کر دیا تھا اور اس کے تمام ساتھی بھی کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئے ۔ پرتھوی راج بڑا پریشان ہو گیا کہ اب کیا ہو گا ۔ آخر کار راجہ پرتھوی راج نے اپنے وزیروں ، سفیروں ، جرنلوں کو بلایا اور ان سے مشورے کرنے لگا کہ اب کیا کیا جائے ۔ اس فقیر بابے نے تو ہمارے دھرم یعنی مذہب کے

لوگوں کو ہم سے چھیننا شروع کر دیا ہے اور لوگوں کو اپنے مذہب میں لیے جا رہا ہے۔ بتاؤ تمہارا کیا مشورہ ہے اور کیا رائے دیتے ہو۔ راجہ پرتھوی راج سب کے مشورے سنتا رہا آخر کار مشورہ یہ طے ہوا کہ کوئی بہت بڑا جادوگر بلایا جائے جو آ کر اس فقیر سائیں کا مقابلہ کرے اور اپنے شعبدے اور جنتر منتر دکھائے جب وہ جادوگر اپنے شعبدے اور جنتر منتر کر کے لوگوں کو الٹی سیدھی باتیں دکھائے گا تو ہم لوگوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کریں گے کہ دیکھو ایسے شعبدے تو جادوگر بھی کر رہا ہے۔ جس طرح کے شعبدے یہ فقیر بابا کرتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ لہٰذا یہ کوئی کمال کی بات نہیں تاکہ لوگ اپنے دھرم پر پختہ رہیں چنانچہ راجہ پرتھوی راج نے ہندوستان کے کونے کونے سے بڑے بڑے جادوگروں، جوگیوں اور جنتر منتر پڑھ کر لوگوں کو شعبدے اور حیرت کن کمالات دکھلانے والوں کو اپنے دربار میں بلایا۔ چنانچہ سینکڑوں کی تعداد میں جادوگر راجہ پرتھوی راج کے دربار میں اپنی اپنی خدمات پیش کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ ان تمام جادوگروں میں جو سب سے بڑا جادوگر تھا اور تمام جادوگروں کا گرو اور استاد تھا وہ بھی ان کے ساتھ آیا تھا جس کا نام تھا جے پال۔ یہ جے پال وہ جادوگر تھا کہ اس کا دعویٰ تھا کہ پورے ہندوستان میں کسی ماں نے ابھی کوئی ایسا بیٹا نہیں جنا جو میرا مقابلہ کر سکے کیوں کہ جادو کے تمام علم اس نے پڑھے ہوئے تھے۔ پڑھے کیا بلکہ وہ لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتا تھا۔ اور دنیا کے مایہ ناز جادوگر اس کی شاگردی میں شامل تھے۔ گویا وہ اپنے وقت کا جادوگروں کا پوپ تھا قائد تھا۔ جب یہ جے پال اجمیر شریف پہنچا تو راجہ پرتھوی راج نے اس کا شاندار استقبال کیا اور بڑی آؤ بھگت کی اور پھر جے پال کو سیدنا و مولانا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کے بارے میں بتانے لگا کہ اس طرح ایک مسلمان فقیر اجمیر شریف میں آیا ہوا ہے اور اس نے ہمیں بڑا پریشان کر رکھا ہے اور وہ فقیر بڑے بڑے شعبدے دکھاتا ہے اور لوگوں کو ہمارے دھرم سے ہٹا کر مسلمان بناتا جاتا ہے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ اس کے شعبدے دیکھ کر مسلمان ہو چکے ہیں آپ تمام حضرات کو خصوصاً آپ کو اس لیے زحمت دی ہے کہ آپ اس فقیر بابا کا توڑ پیش کریں اور اس فقیر کو شکستِ فاش دیں اور اپنے دھرم کی مدد کریں اگر آپ نے واقعی اس فقیر بابا کو لاجواب کر دیا اور شکستِ فاش دے دی تو میں آپ حضرات کو اتنا منہ مانگا انعام دوں گا کہ آپ کی سات پشتوں تک وہ انعام ختم نہیں ہوگا لہٰذا آپ کا کیا مشورہ ہے۔

جے پال کا جواب:

جے پال نے یہ باتیں سن کر راجہ کو جواب دیا کہ راجہ صاحب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ جیسے آپ کو اپنے دھرم یعنی مذہب سے پیار ہے اسی طرح مجھے بھی بلکہ مجھے ہی نہیں تمام لوگوں کو اپنا دھرم اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے باقی رہ گئی اس مسلمان فقیر بابا کی بات تو یہ میرے سامنے دائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ یہ بابا تو میرے سامنے پانچ منٹ بھی نہیں ٹھہر سکے گا۔ ایسے ایسے کمالات دکھاؤں گا راجہ صاحب کہ وہ بابا مقابلہ سے عاجز آ جائے گا اور شکست بھی تسلیم کر لے گا کیونکہ میں جادوگر ہی نہیں بلکہ میں جادوگروں کا بادشاہ ہوں اور جادوگر میری قدم بوسی کرنے کو عزت و افتخار سمجھتے ہیں۔ راجہ پرتھوی نے جب جے پال کی یہ گفتگو سنی تو اس نے مسکراتے ہوئے جے پال کو شاباش دی اور ہزاروں روپے بطور انعام ایڈوانس جے پال کو دیئے اور ساتھ ہی کہنے لگا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ اگر فقیر بابا شکست کھا

گیا تو خزانوں کے منہ تمہارے لیے کھول دوں گا۔

ہندوستان میں شور مچ گیا:

حضرات محترم راجہ پرتھوی راج نے اپنے ملازمین کو حکم دے دیا کہ پورے ہندوستان میں اعلان کر دو کہ جے پال اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا مقابلہ ہوگا۔ فلاں مقام پر فلاں تاریخ کو فلاں میدان میں۔ لہذا تمام لوگ اس مقابلہ کو دیکھنے کے لیے شرکت کریں اور اپنے دھرم کی لاج رکھیں۔ چنانچہ منادی کرنے والے نے یہ اعلان کر دیا پورے ہندوستان میں شور مچ گیا کہ جے پال جوگی اور مسلمانوں کے سردار سیدنا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ ہوگا۔ چنانچہ مقابلہ کی تاریخ آگئی۔ لوگ دھڑا دھڑا میدان میں جمع ہونا شروع ہو گئے۔ راجہ پرتھوی راج کے لیے ایک بہت بڑا بیٹھنے کے لیے تخت بچھایا گیا اور ساتھ کرسیاں بچھائی گئیں تاکہ ان کرسیوں پر وزیر سفیر اور جنرل بیٹھ سکیں۔ راجہ پرتھوی راج کے تخت کے پیچھے رانیاں، اور مہاراجوں کے لیے جگہ بنائی گئی اور ساتھ ہی اور بہت سی کرسیاں صوفے بچھائے گئے تاکہ دوسرے ملکوں اور دوسرے شہروں اور دوسرے علاقوں کے راجے مہاراجے اور وزیر سفیر اور خاص قسم کے لوگ بیٹھ کر خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جے پال کا مقابلہ دیکھ سکیں اور اس میدان کے اردگرد عوام کے بیٹھنے اور کھڑا ہونے کا اہتمام اور انتظام کر دیا گیا تاکہ جو لوگ دور دور سے مقابلہ دیکھنے کے لیے آئے ہوں ان کو تکلیف نہ ہو اور اطمینان کے ساتھ مقابلہ دیکھ سکیں۔ الغرض تمام انتظام مکمل ہو گیا۔ چنانچہ سب سے پہلے راجہ پرتھوی راج اور اس کی رانی میدان میں پہنچے اور پھر اجمیر شریف کے راجے مہاراجے اور رانیاں

وزیر سفیر آئے اور اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے اور دور دراز سے
جو لوگ مقابلہ دیکھنے کے لیے آئے تھے وہ بھی میدان کے اردگرد کھڑے ہو
گئے۔ جنھوں نے بیٹھنا تھا بیٹھ گئے۔ ادھر میدان میں منادی نے ندا کی کہ لوگو
ابھی ابھی آپ کے سامنے جے پال ہندو اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری
کا مقابلہ ہوگا۔ جے پال اپنے دھرم کی لاج رکھنے کے لیے خواجہ معین الدین
چشتی کو زیر کرنے کی کوشش کرے گا اور خواجہ معین الدین چشتی جے پال کو
زیر کر کے اپنے مذہب اور اسلام کی سربلندی کے لیے یہ مقابلہ جیتنے کی
کوشش کریں گے۔ اس اعلان کے ہوتے ہی لوگوں میں شور مچ گیا تالیاں
اور سیٹیاں بجنے لگیں۔ شور ہی شور ہو گیا۔ ادھر سے جے پال بڑے تکبر
اور غرور کا پتلا بن کر میدانِ مقابلہ میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقابلہ کرنے کے لیے نکلا۔ عین میدان کے سامنے
حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کا وہ آستانہ عالیہ
بھی موجود تھا جہاں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری تشریف فرما تھے
خواجہ معین الدین چشتی کو بھی پتہ چل گیا تھا کہ راجہ پرتھوی راج نے شرارت
کی ہے اور اسلام کی شوکت کو توڑنے کے لیے اور مجھے نیچا دکھانے کے
لیے اس نے اس مقابلے کا اہتمام کیا ہے تاکہ لوگوں کے سامنے مجھے بے عزت
کر کے اسلام کا مذاق اُڑایا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور
اس کے پیارے حبیبِ پاک کے صدقے وہ اپنے اس ناکام مشن میں
انشاءاللہ ذلت و رسوائی ہی اُٹھائے گا

خواجہ معین الدین کا مقابلہ میں آنا:۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قطب الدین

عرض کی جی حضور، فرمایا دیکھو بیٹا جے پال ہمیں للکار رہا ہے وہ ضرور اپنا جنتر منتر پڑھے گا اور جادو کے شعبدے بھی دکھائے گا اور لوگوں کو خوش کرنے کے لیے بڑے کرتب دکھائے گا لہذا جاؤ آیت الکرسی یعنی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔ اِلیٰ آخرہٖ تک پڑھ کر اپنے اِرد گرد خطِ حصار کھینچ دو انشاءاللہ جے پال کا کوئی جنتر منتر اور جادو ہم پر اثر نہیں کرے گا۔ حضرت خواجہ قطب الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور انھوں نے آیت الکرسی پڑھ کر خطِ حصار کھینچ دیا۔ حضرات محترم! تاریخِ ہند پڑھ کر دیکھیں کہ جے پال ہندو بڑے ادب کے ساتھ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا معین الدین چشتی سرکار اگرچہ میں ہندو ہوں اور آپ مسلمان ہیں لیکن پھر بھی آپ کے چہرے سے بزرگی ظاہر ہو رہی ہے اور میں آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ پہلے میں جنتر منتر اور جادو دکھاؤں یا آپ پہلے اپنے کمالات دکھائیں گے۔ گویا جے پال نے خواجہ معین الدین چشتی کا ادب کیا اور یہی ادب تھا کہ اس کو جنتی بنا گیا۔ وہ جنتی کیسے بنا یہ تو آپ آگے چل کر سنیں گے انشاءاللہ۔ لیکن یہ بات یاد رکھو ادب بڑی اچھی چیز ہے۔ بزرگوں کا فرمان ہے کہ با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب۔ دیکھو فرعون کے جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی ادب کے صدقے ایمان اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی حمایت سے نوازا۔ وہ کیسے۔ آئیے ذرا قرآن پاک اور تفاسیر کا آپ کو مطالعہ کراؤں۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی نبوّت :

چنانچہ قرآن پاک پ۱۶ رکوع ۹، آیت ۱۲، پڑھ کر دیکھیں جب موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نبوت سے سرفراز فرمایا تو قرآن پاک اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحٰى ۔ کہ اے پیارے موسیٰ علیہ السّلام میں نے پسند کرلیا ہے تجھے اپنی رسالت کے لیے ۔ اب کان لگا کر سنو جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے ۔ یعنی اے موسیٰ اب تو عام انسان نہیں رہا بلکہ اب تو میرا نبی، میرا رسول، میرا پیغمبر بن چکا ہے ۔ یا اللہ تیرا شکر ہے لیکن مولا اب میری کیا ڈیوٹی ہوگی ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیارے موسیٰ اب تم ہماری طرف سے فرعون کے پاس جاؤ اور اسے ہمارا پیغام پہنچاؤ اور اسے جاکر سمجھاؤ کہ اے فرعون تو خدا نہیں بلکہ عام انسان ہے ۔ لہٰذا خدائی کا دعویٰ چھوڑ کر انسان بن جا اور اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کر ۔ اسی میں تیری بہتری ہے ورگرنہ اللہ تعالیٰ کی ذات جہاں رحیم وکریم ہے وہاں خدا قہار جبار بھی ہے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ مولا کریم تیرا حکم بالکل ٹھیک ہے تیرے حکم کے سامنے میری جان بھی حاضر ہے لیکن مولا کریم اگر فرعون نے مجھ سے میری رسالت کی کوئی دلیل مانگ لی تو مولا کریم میں اس کو کیا دلیل اور کیا جواب دوں گا ؟ اللہ اکبر ۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا، وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى ۔ اے پیارے موسیٰ یہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے ۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، قَالَ هِيَ عَصَايَ ۔ عرض کی اے میرے رب یہ میرا عصا یعنی میرا ڈنڈا ہے ۔ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى

غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی ۔ میں ٹیک لگاتا ہوں اس پر اور میں پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں کے لیے اور میرے لیے اس میں کئی اور فائدے بھی ہیں ۔ اللہ اللہ قربان جائیے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے ۔ جواب تو یہ تھا کہ یا اللہ یہ میرا ڈنڈا ہے بس لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے محبوبِ حقیقی سے ہم کلام ہونے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں لذت حاصل کرنے کے لیے گفتگو کو طول دیتے گئے تاکہ خدا سے جتنی دیر کلام ہوتا ہے دل کو لذت ملتی رہے ۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ قَالَ اَلْقِهَا یٰمُوْسٰی ۔ اے موسیٰ اس ڈنڈے کو زمین پر ڈال دے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم سنا تو فَاَلْقٰهَا ۔ تو آپ نے اپنے ڈنڈے کو زمین پر ڈال دیا رکھ دیا جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سونٹے کو زمین پر رکھا تو فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی ۔ اچانک وہ عصا سانپ بن کر اِدھر اُدھر دوڑنے لگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے ڈنڈا کو سانپ بنتے دیکھا تو حیران ہو گئے ۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰی ۔ کہ اے موسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ سے اس کو اُٹھا لو اور مت ڈرو ہم لوٹا دیں گے اسے اپنی پہلی حالت پر ۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے ڈنڈے کو اپنے ہاتھ سے پکڑا تو وہ پھر سے ڈنڈا بن گیا ۔ یہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت منوانے کے لیے دلیل اور معجزہ عطا فرمایا تاکہ اگر کوئی کافر منکر آپ سے آپ کی نبوت کی دلیل مانگے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کو یہ دلیل دکھا سکیں یہ تو تھا ایک معجزہ ۔ اس کے علاوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور بھی معجزہ عطا فرمایا چنانچہ اس معجزے کا ذکر بھی قرآن پاک میں موجود ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ:

یہ معجزہ سانپ والا عطا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۔ اور دبالو اپنا ہاتھ اپنے بازو کے نیچے۔ یہ نکلے گا خوب چمکتا ہوا بغیر کسی بیماری کے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ مبارک اپنے پہلو مبارک میں دبا کر جب باہر نکالا تو آپ کا ہاتھ مبارک اسی طرح چمکنے لگا جیسے دن میں سورج چمکتا ہے لیکن اس کے باوجود آپ کے ہاتھ کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی تکلیف کیسے ہوتی اللہ نے جو کرم فرمایا تھا سبحان اللہ۔ حضرات محترم یہ ہاتھ تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جو سورج کی طرح چمکتا تھا اور بڑے کمال والا بڑی عظمت والا بڑی شان والا لیکن اے پیارے موسیٰ علیہ السلام تیرے ہاتھ کی بھی بڑی شان ہے لیکن جو کمال اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب علیہ السّلام کے ہاتھ کو عطا فرمایا تھا اس کی تو پھر مثال بھی نہیں پیش کی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب عَلیہ السّلام کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ اور اپنے حبیب علیہ السّلام کے کمال کو اپنا کمال فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب عَلیہ السّلام کے ہاتھ کے بارے میں فرماتا ہے۔ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ پ ۲۶۔ رکوع ۸۔ آیت ۱۲۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جن تیرے غلاموں نے تیرے ہاتھ پر بیعت کی ہے ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے یعنی محبوب بظاہر یہ تیرے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔ حقیقت میں یہ اللہ

تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں ۔ نبی کریم علیہ السلام کے نورانی ہاتھ کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۹ رکوع ۱۵ ، آیت ۱۶ ، میں ارشاد فرماتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم وہ خاک جو جنگِ بدر کے موقع پر تم نے پھینکی تھی وہ تم نے نہیں پھینکی تھی بلکہ وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی ۔ سبحان اللہ ، حضرات غور فرمائیں اللہ تعالیٰ کس پیارے انداز میں اپنے محبوب کے نورانی ہاتھ کو اپنا ہاتھ مبارک فرما رہا ہے ۔ بتانا کیا تھا بتانا یہ تھا کہ محبوب تیرے ہاتھ میرے ہاتھ ، تیرا کام میرا کام ، تیرا مارنا میرا مارنا تیرے پھینکنا میرا پھینکنا ۔ اللہ غنی ۔ کیا خوب نقشہ کھینچا اعلیٰحضرت عظیم البرکت حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :۔

میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جس سے سارے کافروں کا دفعتاً مُنہ پھر گیا

ایک دوسرے مقام پر نبی کریم علیہ السلام کے نورانی ہاتھوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا — موجِ بحر سماعت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام — شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں — انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام
عید مشکلکشائی کے چمکے ہلال — ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

ہاں تو بات دوسری طرف چلی گئی ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیارے موسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ اپنی بغلوں کے نیچے دبا کر

ذرا باہر نکالا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ بغلوں کے نیچے سے نکالا تو وہ سورج کی طرح چمکنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آیَۃً اُخْرٰی اے پیارے موسیٰ علیہ السلام یہ دوسرا معجزہ ہم نے تمھیں عطا فرمایا ہے لِنُرِیَکَ مِنْ اٰیٰتِنَا الْکُبْرٰی۔ تاکہ ہم دکھائیں تمھیں اپنی بڑی بڑی نشانیاں۔ یہ دو معجزے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے تو اب آپ کو حکم ملا کہ، اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی۔ اب جائیے فرعون کے پاس۔ وہ سرکش بن گیا ہے۔

فرعون کو اللہ کا پیغام :۔

یعنی اے پیارے اب یہ معجزے یہ نشانیاں لے کر جاؤ اور فرعون کو میرا پیغام پہنچاؤ اور اس کو سیدھے راستے پر چلنے کا حکم فرماؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے یہ دو نشانیاں لے کر فرعون کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت فرعون اپنے محل کے اندر سویا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو جگایا اور اس کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ اور فرمایا ؛ وَقَالَ مُوْسٰی یٰفِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے فرعون بلا شبہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ فرعون نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ بات سُنی تو کہنے لگا کہ اے موسیٰ میں نے تمھیں پالا، میں نے جوان کیا اور میرے سامنے آکر اور مجھے ہی اپنی نبوت کی تبلیغ کرتے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا فرعون خبردار میری بارگاہ میں اب بے ادبی نہ ہونے پائے کیونکہ میں اب اللہ کا رسول ہوں ذرا ہوش سے بات کر۔ فرعون نے کہا کہ اگر واقعی تم اللہ تعالیٰ

کہ رسول ہو تو کوئی اللہ نے تمھیں معجزہ دیا ہوگا، کوئی نشانی نبوت کی دی ہوگی اگر تم واقعی نبی ہو۔ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ۔ فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ اگر تم لائے ہو کوئی نشانی تو پیش کرو اُسے اگر تم اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون کی یہ بات سنی تو آپ نے فوراً اپنا عصا یعنی سونٹا، ڈنڈا زمین پر ڈال دیا۔ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا تو وہ عصا فوراً ایک بہت بڑا اژدھا بن گیا۔ سبحان اللہ۔ کتنا بڑا اژدھا بنا حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ اس سانپ کا رنگ زرد تھا اور وہ اپنا منہ کھول کر زمین سے ایک میل اونچا کھڑا ہوگیا اپنی دُم پر۔ اور اس نے کھولا اپنا ایک جبڑا، زمین پر رکھا اور ایک جبڑا فرعون کے محل کی دیوار پر، پھر فرعون کی طرف بھاگا تاکہ فرعون اور فرعون کے محل کو اپنے اندر نگل کر تباہ و برباد کر دے۔ فرعون نے جب یہ منظر دیکھا تو مارے دہشت کے گوز مارتا ہوا یعنی پیچھے سے ہوا نکالتا ہوا بھاگا۔ جب وہ بھاگا تو درباری بھی بھاگے۔ حضور علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سانپ سے ڈر کر فرعون کے ہزاروں سپاہی ایک دوسرے کے نیچے کچل کر ہلاک ہو گئے اور فرعون حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی منت کرنے لگا کہ اے موسیٰ تمھیں واسطہ اسی خدا کا جس نے تمھیں اپنا رسول بنایا اور اپنے اس عصا کو اپنے اس سانپ کو پکڑ لے میں تم پر ایمان لایا اور سارے لوگ بھی تم پر ایمان لائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اپنا سانپ پکڑا تو وہ پھر ڈنڈا بن گیا۔ سبحان اللہ۔ القرآن پ ۹ رکوع ۲۔

ہمارا خدا

فرعون کہنے لگا کہ موسیٰ بتاؤ کہ اگر میں آپ کے خدا پر ایمان لے آؤں تو تمہارا خدا مجھے کیا دے گا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے فرعون اگر تو ایمان لے آئے تو اللہ تعالیٰ تجھے تین نعمتیں عطا فرمائے گا۔ ایک ہمیشہ کے لیے تجھے جوانی دے گا بلکہ تمہارے ایمان لاتے ہی تمھیں ابھی جوان فرما دے گا کیونکہ تم بڈھے ہو چکے ہو۔ دُوسرا تمھیں زمین کی سلطنت عطا فرمائے گا۔ یعنی تم خدا کے غلام ہو جاؤ ساری دنیا تمہاری غلام ہو جائے گی۔ تیسرا جتنی تیری عمر اللہ نے لوحِ محفوظ پر لکھی ہے وہ بھی تم پوری کر دو گے اس کے علاوہ ہمارا خدا تمھیں ایک سو سال انعام کے طور پر بھی عمر عطا فرمائے گا۔ سبحان اللہ۔ یہ سنتے ہی فرعون کچھ نرم ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے موسیٰ آپ اب تشریف لے جائیں کل میں آپ کو بتاؤں گا تاکہ میں اپنے مشیروں وزیروں سے مشورہ کرلوں بھلا وہ مجھے کیا صلاح دیتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے تم مشورہ کرلو میں انشاء اللہ کل تمہارے جواب کو سنوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے۔ فرعون نے اپنے مشیروں، وزیروں، سفیروں کو مشورے کے لیے بلایا اور کہنے لگا کہ اے میرے وزیرو، آج حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تھے اور انھوں نے مجھے خدائے وحدہٗ لاشریک پر ایمان لانے اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے اور ساتھ ساتھ انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ان کا خدا مجھے ایمان لانے پر پوری دنیا کی حکومت، پھر سے جوانی اور ایک سو سال زندگی مزید اصل زندگی سے زائد عطا فرمائے گا۔ اب بتاؤ تمہاری رائے کیا ہے

وزیروں نے کہا حضور والا اب آپ کیا فرماتے ہیں۔ فرعون نے کہا کہ میرا دل تو چاہتا ہے کہ میں ایمان لے آؤں تاکہ میں دوبارہ جوان ہو جاؤں اور تو سب کچھ میرے پاس ہے۔ تمام وزیر خاموش ہو گئے لیکن فرعون کے وزیراعلیٰ ہامان کہنے لگا کہ اے فرعون بس اتنی سی بات پر آپ مسلمان ہونے کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔ یہ بھی کوئی بات ہے اے فرعون۔ جوان کسی کو بنا دینا یہ بھی کوئی مشکل ہے۔ میں تمہیں جوان بنا دوں گا۔ فرعون کہنے لگا وہ کیسے تو ہامان وزیر کہنے لگا کہ جب آپ صبح اُٹھیں گے تو جوان معلوم ہوں گے۔ چنانچہ جب رات ہو گئی فرعون اپنے محل میں سو گیا۔ ہامان وزیر نے نیل اور مہندی کو مار کر ایک کالا قسم کا خضاب تیار کر لیا اور فرعون کی خواب گاہ کے اندر وہ خضاب لے کر گیا۔ کیا دیکھا کہ فرعون سویا ہوا ہے۔ ہامان نے فرعون کی داڑھی پر خضاب لگانا شروع کر دیا۔ آپ جانتے ہیں جب خضاب سفید بالوں پر لگے تو وہ کالے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ فرعون کی داڑھی بھی کالی ہو گئی۔ ہامان چلا گیا۔ صبح کے وقت فرعون جب نیند سے بیدار ہوا تو ہامان آیا اور کہنے لگا حضور ذرا اپنا چہرہ تو آئینہ میں دیکھو۔ چنانچہ فرعون نے آئینہ منگوا کر جب اپنی شکل دیکھی تو اپنی داڑھی بالکل کالی نظر آئی اور اپنے آپ کو بالکل جوان پایا اور ہامان وزیر سے بڑا خوش ہوا۔ ہامان بھی فخریہ کہنے لگا دیکھا حضرت یہ کام بھی کوئی مشکل تھا۔ چنانچہ دوسرے روز حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے فرعون کل تم نے کہا تھا کہ میں جواب دوں گا۔ اب میں آگیا ہوں لہٰذا بتاؤ جواب دو تم ایمان لاؤ گے یا نہیں۔ تو فرعون کہنے لگا کہ اے موسیٰ تم اللہ کے نبی نہیں بلکہ تم تو ہمیں

کوئی جادوگر معلوم ہوتے ہو اور اپنے جادو کے ذریعے ہم سے ہماری سلطنت چھیننا چاہتے ہو اور ہمیں مصر سے نکالنا چاہتے ہو۔ اللہ کا قرآن اس بات کو یوں بیان فرماتا ہے۔ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۔ فرعون کہنے لگا کہ اے موسیٰ تم اس لیے یہاں آئے ہو کہ تم اپنے جادو کے ذریعے ہمیں یہاں سے نکال دو۔ حضرت محترم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دلائل کے سامنے جب فرعون لاجواب ہو گیا تو اُلٹا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگانے لگا اور موسیٰ علیہ السلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرنے لگا اور کہنے لگا....

فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۔ پ۱۶ آیت ۵۸

ہم بھی لائیں گے تیرے مقابلے میں جادو ویسا ہی، لہٰذا مقرر کرو ہمارے اور اپنے درمیان مقابلے کا دن۔ نہ ہم پھریں اس سے اور نہ ہی تو پھرے جمع ہونے کی جگہ ہموار اور کھلی ہو۔ سامعین کرام آپ نے غور فرمایا کہ فرعون کس طور طریقے پر اُتر آیا بجائے یہ کہ ایمان لاتا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مقابلے کے لیے چیلنج کرنے لگا۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جگہ کوئی عام انسان ہوتا یا کوئی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح جھوٹا نبی ہوتا تو اس کے ہوش حواس اُڑ جاتا اور وہ لاجواب ہو کر گھر واپس ہو جاتا لیکن یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سچے نبی تھے۔ آپ نے فوراً جواب دیا۔ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۔ آپ نے فرمایا تمہارا چیلنج منظور ہے جشن کا دن تمہارے لیے مقرر کرتا ہوں اور خیال رہے کہ سارے لوگ چاشت کے

وقت جمع ہو جائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بغیر کسی جھجک کے باطل کا چیلنج قبول فرمایا اور فرمایا زیادہ دیر کرنے کی ضرورت نہیں تمہارے ہاں جو قومی میلہ لگتا ہے ہر سال وہ عنقریب لگنے والا ہے اور مصر کے گوشہ گوشہ سے لوگ اکٹھے ہوں گے۔ بس یہی تاریخ مناسب ہو گی تاکہ جو فیصلہ ہو دن میں ہو اور سب کے سامنے ہو۔

مقابلے کا وقت :۔

سامعین محترم فرعون اور فرعون کی قوم ہر سال ایک جشن کا دن مناتے تھے وہ کون سا دن تھا اس میں اختلاف ہے بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ وہ دس محرم کی تاریخ تھی بعض کہتے ہیں وہ بقرعید کا دن تھا جب مقابلے کے وقت کا تعین ہو گیا تو زور شور سے تیاری شروع ہو گئی کیونکہ یہ دن فرعون کے لیے ایک امتحان کا دن تھا اس نے ملک کے کونے کونے سے ہزاروں جادوگر بلائے اور انھیں بڑے انعام واکرام کا لالچ دیا۔ روایات میں یہ بات موجود ہے۔ اس روایت کو حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح البیان کے اندر بھی لکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے مقابلے کے لیے جو جادوگر اکٹھے ہوئے ان کی تعداد ستّر ہزار کے قریب تھی اور ان جادوگروں کے قافلے کے چار سردار تھے جن کے نام یہ تھے۔ شادور، عادور، حطط، شمعون۔ چنانچہ جب مقابلے کا وقت، مقابلے کی تاریخ آگئی تو میدان مقابلے میں فرعون کے بیٹھنے کے لیے ایک بہت بڑا عالیشان تخت بچھایا گیا اور فرعون بڑے تکبّر و غرور کا پتلا بنے اس تخت کے اوپر آکر بیٹھ گیا اور ادھر ستّر ہزار جادوگر بھی اپنا اپنا سامانِ جادو لیے میدانِ

مقابلہ میں پہنچ گئے ۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ تماشہ دیکھنے کے لیے بھی جمع ہو گئے اور اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ آج فرعون بڑا خوش تھا اور اسے یقین کامل تھا کہ آج حضرت موسٰی علیہ السلام شکست کھا جائیں گے ۔ اور حضرت موسٰی علیہ السلام کی تبلیغ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جان چھوٹ جائے گی لیکن مسلمانو! اس بے دین کو نبوت کے مقامات اور نبی کی شان کا کیا پتہ تھا۔ وہ بے دین نبی کی عظمت کو کیا جانتا تھا اسے کیا پتہ تھا کہ اللہ کے نبی کی کتنی شان ہوتی ہے ، فرعون تو حضرت موسی علیہ السلام کو ایک انسان سمجھ رہا تھا اور وہ سمجھتا تھا جیسے میں ایک عام بشر ہوں اللہ کا نبی بھی اسی طرح ہو گا ۔ لیکن ایمان والو اس کا یہ خیال غلط تھا اور اسی غلطی نے اس کو برباد کر دیا ہمیشہ کے لیے ناکام کر دیا ، ہمیشہ کے لیے ذلیل و رسوا کر دیا اسی طرح فرعون کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے کچھ مسلمان اللہ کے نبیوں کو اپنی مثل سمجھ کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں اور کہتے کیا ہیں کہ ہم صحیح ہیں ہمارے خیالات صحیح ہیں حالانکہ یہ بھی فرعون کی طرح غلط ہیں ان کے عقیدے غلط ہیں ۔ ان کی سوچ غلط ہے اللہ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے ۔ آمین ۔

اللہ کے نبی کی آمد :

ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میدانِ مقابلہ میں فرعون بھی آگیا جادوگر بھی اکٹھے ہو گئے عوام بھی جمع ہو گئی ، جب سارا میدان فرعونیوں سے کھچا کھچ بھر گیا تو فرعون نے حضرت موسٰی علیہ السلام کو میدانِ مقابلہ میں بلوایا میرے مسلمان بھائیو! اب ذرا اللہ کے نبی کی آمد کا منظر دیکھو کہ اللہ کا نبی کس

شان سے کس عظمت سے کس ہیبت سے میدانِ مقابلہ میں تشریف لایا حضرت موسیٰ علیہ السلام جب میدان میں تشریف لائے تو آپ کے ساتھ کوئی فوج نہیں، کوئی مدد کرنے والے ساتھی نہیں کوئی ظاہری سامان جنگ نہیں کوئی نعرے لگانے والے نہیں اور جذبہ دینے والے رشتہ دار نہیں بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تن تنہا اکیلے میدان میں تشریف لائے اور ہاتھ میں وہی اللہ کی رحمت سے عطا کردہ ڈنڈا پکڑا ہوا، تشریف لائے، اور ادھر فرعون تھا جو بڑے غرور و تکبّر سے اپنے عالیشان تخت پر بیٹھا ہے اور دوسری طرف اللہ کا پیغمبر ہے جو بڑے اطمینان، بڑے سکون، بڑے آرام کے ساتھ مجمع میں تشریف فرما ہیں فرعون نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو غرور سے کہنے لگا کہ:

دیکھ اے موسیٰ کہ ہے ساری خدائی اس طرف

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا:

ہے خدائی اس طرف تو ذاتِ الٰہی اس طرف

فرعون کہنے لگا:

سربلندی کے ذرا تو اس میرے جھنڈے کو دیکھ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا اور کیسے جواب دیا کہ اپنا سونٹا اُٹھا کر فرمایا:

سر جو کچلے گا تیرا فرعون تو اس مرے ڈنڈے کو دیکھ

حضرات محترم! فرعون نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ڈنڈا دیکھا تو تخت پر بیٹھے بیٹھے وہ کانپنے لگا، مسلمانوں یہ نبی کا ڈنڈا تھا اور نبی کے ڈنڈے کا یہ کمال تھا کہ دشمن فرعون کے چھکے چھڑا دیئے اور وہ تخت پر بیٹھے بیٹھے کانپنے لگا اور ایک وہ آدمی بھی ہے کہ جس کا اپنی بیوی پر رُعب

نہیں لیکن بنتے ہیں نبی کے چھوٹے بھائی، کیا کہتے ہیں مولوی اسمٰعیل دہلوی قتیل نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان صفحہ ۵۶ پر لکھا ہے کہ بس امتی اور نبی میں فرق یہ ہے کہ نبی ہمارا بڑا بھائی ہے اور ہم چھوٹے بھائی، بس نبی کی تعظیم اتنی سی کرنی چاہیے جتنا کہ بڑے بھائی کی کرنی چاہیے۔ استغفراللہ حضرات دیکھا آپ نے ان کے انصاف کو اور پڑھا آپ نے ان کی باتوں کو اور دیکھا ان کی بے ادبی کو۔ اللہ بچائے نبی و ولی کی بے ادبی سے، خیر تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ فرعون نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ڈنڈے کو دیکھا تو کانپنے لگا اور اپنے جادوگروں سے کہنے لگا کہ لو میاں موسیٰ علیہ السلام آگئے ہیں آگے بڑھو اور مقابلے کے لیے تیار ہو جاؤ، چنانچہ فرعون نے جب یہ بات اپنے جادوگروں سے کہی تو ستر یا اسی ہزار جادوگر اپنا سامانِ سحر میدان میں لاکر رکھنے لگے اور اپنا جادو دکھانے کے لیے انہوں نے بہت سارے درختوں کے ڈنڈے اور درختوں کے ڈالے ہزاروں بلیاں ہزاروں رسیاں اور ہزاروں زنجیریں ہزاروں برچھے ہزاروں تلواریں اکٹھی کیں تاکہ ان تمام چیزوں پر جادو کر کے ان سب کو سانپ بنا کے لوگوں کو دکھایا جائے اور موسیٰ علیہ السلام کو مرعوب کیا جائے، جب فرعون نے اپنے جادوگروں کے اتنے سارے سامان کو دیکھا تو کہنے لگا آج موسیٰ علیہ السلام کی ہار یقینی ہے کیونکہ وہ اکیلا اور یہ ہزاروں، فرعون نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میاں جلدی اپنا کام شروع کرو تاکہ تم موسیٰ علیہ السلام کو شکست دو اور ہم اپنا جشن منائیں اور لوگوں کو بتائیں کہ نعوذ باللہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے سچے نبی نہیں جھوٹے نبی ہیں اور یہ باتیں ہمیں اس لیے کرتے ہیں کہ مجھے مصر کی بادشاہی مل جائے اور میرے رشتہ دار میری قوم کے لوگ ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لیں اور ہمیں

ذلیل و رسوا کر کے یہاں سے نکال دیں۔ اللہ غنی

جادوگروں کا ادب:

جب فرعون نے جادوگروں سے کہا کہ مقابلہ کرو حضرت موسیٰ علیہ السلام آگئے ہیں تو تمام جادوگر اکٹھے ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کیا: قرآن پاک پارہ ۹، رکوع ۶، آیت ۱۱۴ جادوگروں نے کیا کہا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ۔ جادوگروں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام یا تو تم پہلے ڈالو ورنہ ہم ہی پہلے ڈالنے والے ہیں۔ یعنی جادوگروں نے اپنی بہادری اور شجاعت کا اظہار کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ یا حضرت پہل آپ کرنا چاہتے ہیں یا ہم مقابلے کا آغاز کریں۔ سبحان اللہ۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جادوگروں نے یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بسبب ازراہِ ادب کی اور ان کی اتنی سی بات اللہ تعالیٰ کو پسند آگئی اور اللہ تعالیٰ نے اسی ادبِ نبی کی بدولت ان اسی ہزار جادوگروں کو نعمتِ ایمان سے اور نعمتِ شہادت سے مالامال فرمایا۔ سبحان اللہ۔ تَادَّبُوْا مَعَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَام فَکَانَ ذٰلِکَ سَبَبَ اِیْمَانِھِمْ۔ قرطبی شریف۔ یعنی جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام کا ادب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صحابیت سے نوازا اور شہادت سے نوازا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے نبیوں ولیوں کا ادب بڑی اچھی چیز ہے۔ بہت دفعہ اللہ اس ادب کے ساتھ انسان کو زمین سے اٹھا کر آسمان تک پہنچا دیتا ہے اور یہی حال ہوا فرعون کے جادوگروں کے ساتھ اس لیے حضرت میاں محمد علیہ رحمتہ فرماتے ہیں:

کہ بے ادباں مقصود نہ حاصل تے نہ درگاہے ڈھوئی

نے منزلِ مقصود نہیں پہنچاتے باہجھ ادب دے کوئی

ہاں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جادوگروں نے عرض کی یا حضرت ہم پہلے مقابلے کا آغاز کریں یا آپ پہلے اپنا کمال دکھائیں گے، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ قَالَ اَلْقُوْا۔ آپ نے فرمایا کہ تم ہی ڈالو، یعنی اے جادوگرو، تم اپنا جتنا زور دکھانا چاہتے ہو دکھالو بعد میں میں اپنی صداقت کا معجزہ پیش فرماؤں گا۔ آپ کی اس اجازت کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ اپنا جتنا جادو دکھانا چاہتے ہیں دکھالیں اور اس کے بعد میں اپنا معجزہ دکھاؤں گا اور لوگوں پر یہ ظاہر کردوں گا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے چنانچہ سارے جادوگر واپس آگئے اور مقابلے کی تیاری کرنے لگے۔ تفسیر روح المعانی اور بعض احادیث میں یہ روایت موجود ہے کہ جب جادوگر واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اجازت لے کر چلے گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک غیبی آواز سُنی جو جادوگروں کو یہ کہہ رہی تھی کہ بَلْ اَنْتُمْ اَلْقُوْا یَا اَوْلِیَآءَ اللّٰہ۔ یعنی اے اللہ کے ولیو تم پہلے ہی اپنا اپنا جادو دکھاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ غیبی ندا سُنی تو بڑے حیران ہوئے اور آپ فرمانے لگے کہ سبحان اللہ ابھی یہ کافر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں ان کا ذکر ابھی سے آگیا ہے تو گویا غیب سے صدا آئی کہ اے پیارے موسیٰ علیہ السلام ہیں تو یہ کافر، ہیں تو یہ بدبخت، ہیں تو یہ جہنم کے مستحق، ہیں تو یہ عذاب کے لائق لیکن اے پیارے موسیٰ علیہ السلام چونکہ ان جادوگروں نے مقابلہ کرنے سے پہلے تم سے اجازت لے کر تمہارا ادب کیا ہے، اے پیارے انھوں نے تیرا ادب نہیں کیا بلکہ تیرے خدا

کا ادب کیا ہے کیوں کہ جو میرے نبیوں ولیوں کا ادب کرتا ہے میں اس پر کرم نوازی کرتا ہوں اور جو میرے نبیوں ولیوں سے بے ادبی کرتا ہے ان کی گستاخی کرتا ہے میں اس کو اعلان جنگ کر دیتا ہوں۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۹۷
تاجدارِ مدینہ سرورِ سینہ نورِ مجسم کائنات کے والی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ ارشاد فرمایا مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ۔ یعنی جو شخص میرے ولیوں کے ساتھ دشمنی کرتا ہے میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیتا ہوں لہٰذا اے پیارے موسیٰ علیہ السلام میں اسی ادب کی بدولت تیری بارگاہ میں ان جادوگروں کی عاجزی کی بدولت میں ان کو ایمان کی دولت صحابیت کی دولت سے، شہادت کی دولت سے نواز دوں گا۔ سبحان اللہ۔
قربان جاؤ اس خالقِ کائنات کی شانِ عظیمہ پر جو اب کسی کا محتاج نہیں جو اب کسی سے ڈرتا نہیں جو اب کسی کا احسان مند نہیں جو اب وحدہٗ لا شریک ہے جو اب علیٰ کلِ شیئٍ قدیر ہے جو ساری کائنات کا مالک و خالق ہے۔ دیکھو تو سہی اس کو اپنے نبیوں ولیوں سے کتنا پیار ہے کہ نبی کے ادب کی بدولت ان کو اسلام کی دولت نصیب فرما دی۔ اے جادوگرو تمہیں ہزاروں سلام ہوں تم نے اللہ کے پیارے کا ادب کر کے اپنی آخرت سنوار لی اپنی عاقبت بنا لی اپنی زندگی سنوار لی اور اسی ادب کی بدولت تمہیں ایمان ملا صحابیت ملی شہادت ملی، جنت کے اعلیٰ محلات عطا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو بھی ادب کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

جادوگروں کا جادو:

ہاں تو جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے حضور آپ پہلے اپنا کمال دکھائیں گے یا ہم اپنا جادو پہلے دکھائیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جاؤ تم اپنا اپنا زور دکھا لو جو سانپ نکالنا ہے نکال لو چنانچہ اسّی ہزار جادوگروں نے جادو کی تیاری شروع کر دی انھوں نے اپنے اپنے رسّوں پر، بانسوں پر، بلیوں پر مصالحے ملنے شروع کر دیئے پھر کیا ہوا دیکھتے دیکھتے ہی سارا میدان سانپوں اور بچھوؤں اور اژدہوں سے بھر گیا، اُن خونخوار سانپوں اور اژدہوں نے تمام میدان میں چلنا شروع کر دیا جس سے تمام لوگ جو تماشا دیکھنے آئے تھے چیخنے چلّانے لگے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ۔ اور جب انھوں نے ڈالا تو جادو کر دیا انھوں نے لوگوں کی آنکھوں پر اور خوفزدہ کر دیا انھیں اور مظاہرہ کیا انھوں نے بڑے جادو کا۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ جس میدان میں جادوگروں کے بنائے ہوئے سانپ دوڑنے لگے اور جو میدان سانپوں سے بھرا ہوا تھا اس میدان کی لمبائی بھی ایک میل تھی اور چوڑائی بھی ایک میل تھی، اللہ غنی۔ لوگوں نے جب ایک میل میں بھرے ہوئے سانپوں بچھوؤں اور اژدھوں کو چلتے پھرتے دیکھا تو تمام لوگوں پر سکتے اور خوف کا عالم طاری ہوگیا، تمام لوگوں کے دلوں میں ایک ڈر سا پیدا ہوگیا تھا کہ کہیں یہ سانپ ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں، کیونکہ کروڑوں کی

تعداد میں سانپ اور بچھو بھر رہے تھے۔ بھلا لوگ کیسے نہ ڈرتے۔ آجکل
یہاں یہ عالم ہے کہ کوئی چوہا آجائے تو پورے جلسے کا نظام درہم برہم
ہوجاتا ہے لوگ اس طرح بھاگتے ہیں کہ جوتوں کا بھی ہوش نہیں رہتا
بعد میں لاؤڈاسپیکر میں اعلان کرانا پڑتا ہے کہ میاں یہ کسی کی جوتی، پھر
جاکر لوگ جوتیاں لیتے ہیں۔ تو خیر لوگوں پر خوف کا عالم طاری ہوگیا حتیٰ کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی بتقاضائے بشریت ڈرنے لگے۔ قرآن فرماتا
ہے: "فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِہٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی" موسیٰ علیہ السلام نے
اپنے دل میں کچھ خوف محسوس کیا کیوں؟ مفسرین کرام فرماتے ہیں حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو ان کے جادو کا خوف نہیں تھا بلکہ خوف اس کا ہوا کہ
اب میرا معجزہ اور جادوگروں کا جادو کہیں خلط ملط نہ ہوجائے یعنی مل نہ
جائے اگر ایسا ہوا تو پھر حق اور باطل میں امتیاز کیسے رہے گا کیوں کہ
میری لاٹھی بھی سانپ بنے گی اور انھوں نے بھی سانپ بنا کر دکھائے
ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تسلی دیتے ہوئے
فرمایا: قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ ہم نے فرمایا کہ اے کلیم مت ڈر یقیناً تم ہی غالب رہوگے یعنی
فوراً تائید ربانی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سہارا دیا اور حوصلہ افزائی
فرمائی کہ اے پیارے موسیٰ علیہ السلام تم ہی سربلند اور سرخرو ہوگے۔ دنیا
کی کوئی طاقت تمہیں نیچا نہیں دکھا سکتی۔ پیارے ذرا اپنا یہ سونٹا
میدان میں پھینکو تو سہی پھر قدرت الٰہیہ کے کرشمے دیکھو تمہارا خاکہ کرتا
کیا ہے سبحان اللہ۔ کیا خوب نقشہ کھینچا شاعر نے اس پیارے
منظر کا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ؎

کہ ڈر نہیں موسیٰ نہ ہو اندوہگیں
میں ہوں تیرے ساتھ رب العالمین
ناتوانوں کی طرف ہوتا ہوں میں
وہ مرے ادران کا بس مولا ہوں میں
ظالموں اور سرکشوں سے دُور ہوں
کس طرح ان کو نہ میں رُسوا کروں
لَا تَخَفْ تو ڈر نہیں بندے میرے
آج یہ میدان تیرے ہاتھ ہے
ڈال دے اپنا عصا میدان میں
دیکھ پھر ہوتا ہے کیا اِک آن میں

یہ وحی آتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

موسیٰ علیہ السّلام کا ڈنڈا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم سنتے ہی اپنا ڈنڈا میدان میں پھینک دیا جو زمین پر گرتے ہی اتنا زبردست اژدھا بن گیا کہ آج تک ایسا خوفناک نہ بنا تھا اور نہ ہی لوگوں نے ایسا خوفناک سانپ دیکھا تھا۔ پہلے تو چھوٹا سانپ ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی اتنے بڑے اژدھے کی شکل اختیار کر گئی کہ اس اژدھا نے اسی گز چوڑا منہ کھولا اور اس کے منہ میں کئی کئی گز لمبے دانت نظر آتے تھے اور اس کی آنکھیں بجلی کی طرح چمکارے مار رہی

تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی جب اژدھا بن گئی تو سب سے پہلے اس اژدھا نے آسمان کی طرف منہ اُٹھایا اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں بڑی عاجزی اور انکساری سے سجدہ کیا کہ مولا تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے اتنی بے پناہ قوت اور طاقت عطا فرمائی ہے۔ پھر وہ سانپ طوفان کی طرح اُٹھ کر چلا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ایک قیامت چلی آ رہی ہے۔ اللہ اکبر۔ آج یہ ڈنڈا پورے عذاب الٰہی کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ اس سانپ نے تمام جادوگروں کے سانپوں بچھوؤں اور اژدھوں کو باری باری نگلنا شروع کر دیا۔ ہزاروں لاکھوں رسیاں بلیاں تلواریں جو سانپوں کی شکل اختیار کیے ہوئے تھیں ان کو پیٹ میں ڈالنا شروع کر دیا۔ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے پانی کی لہریں دریا میں گر رہی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سانپ کا یہ عالم تھا کہ اس کا سر تو میدان میں تھا اور دُم دریائے دجلا کے اندر تھی اس نے منٹوں میں سارا میدان صاف کر دیا۔ سارے سانپ ہضم کر گیا۔ پھر اس نے اپنا منہ کھولا اور فرعون کی قوم کی طرف رُخ کیا تو ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ لوگ دوڑنے لگے اس طرح دوڑے کہ کوئی کسی کو کسی کا ہوش نہیں۔ جب لاکھوں کی تعداد میں لوگ بھاگے تو ایک دوسرے پر گرے جو گرتا وہ لوگوں کے نیچے دب کر ہلاک ہو جاتا حتیٰ کہ پچیس ۲۵ ہزار آدمی کچل کر مر گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ منظر دیکھا تو اپنے عصا مبارک کو پکڑ لیا جب آپ نے اسے اٹھایا تو پھر وہ سانپ پہلے کی طرح لاٹھی بن گئی۔ ایک ماشہ وزن یا ایک انچ قد زیادہ نہ ہوا۔ سبحان اللہ

حضرات محترم! معلوم ہوا کہ جب کوئی چیز کسی اور شکل میں تبدیل ہو

جائے تو اس شکل کی بعض خصوصیات بھی اس میں پائی جاتی ہیں۔ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سونٹا لکڑی کا تھا لیکن جب شکل سانپ والی ہوئی جب ڈنڈا سانپ ہوا تو کھانے بھی لگا نگلنے بھی لگا۔ اس سے بہت سے عقیدے کے مسائل حل ہوئے۔ ملا

ملا۔ دیکھو جب حضرت جبرائیل علیہ السلام شکل انسانی میں نبی کریم علیہ السلام کے پاس وحی لے کر آتے تھے تو ان کے بال کالے کپڑے سفید ہوتے تھے حالانکہ فرشتے بال کھال کپڑوں سے پاک ہیں۔

ملا۔ جب ہاروت اور ماروت دو فرشتے انسانی شکل میں زمین پر آئے جن کا ذکر پہلے پارے میں قرآن پاک میں موجود ہے تو ان دونوں فرشتوں میں شہوت بھی پیدا ہو گئی۔ اور ان سے زنا بھی سرزد ہو گیا۔

ملا۔ جب ملک الموت شکل انسانی میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مارا تو ان کی آنکھ جاتی رہی۔

تو بولو کیا فرشتے کپڑے پہنتے ہیں نہیں۔ کیا ان کے بال ہیں، نہیں، کیا وہ زنا کر سکتے ہیں، نہیں۔ کیا ان کو مار کر ان کی آنکھ نکالی جا سکتی ہے، نہیں۔ تو پھر سب کیوں ہوا۔ اس لیے ہوا کہ یہ فرشتے انسانی شکل اختیار کر کے دنیا میں آئے تو یہ سب کچھ ان میں ہو گیا لیکن پھر بھی ان کے نور میں فرق نہ آیا۔ اسی طرح ہمارے حضور پاک صلی اللہ علیہ السلام قرآن پاک کے مطابق اللہ کے نور ہیں۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ کہ بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ایک کتاب مبین یعنی قرآن پاک معلوم ہوا حضور علیہ السلام اللہ کے نور ہیں مگر دنیا میں لباس بشریت میں

جلوہ گر ہوئے تو کھانا پینا، نکاح، بیماری، وفات سب کچھ ہوا، یہ بشری شکل کے احکام تھے۔ لیکن کبھی آپ پر نورانیت کے احکام بھی جاری ہوتے تھے۔ معراج کی رات حضور علیہ السلام گرم ٹھنڈے طبقوں سے گزر گئے ان کا آپ پر اثر نہ ہوا۔ آسمانوں کی سیر فرمائی جہاں سانس لینے کے لیے ہوا نہ تھی، سدرہ تک پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے ساتھ چھوڑ دیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں ایک بال کے برابر بھی آگے جاؤں تو اللہ کے نور سے جل کر راکھ ہو جاؤں کیونکہ یہ میری انتہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے اکیلے خدا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جبرائیل تمہاری یہ جگہ انتہا ہے اور میری یہاں سے ابتدا ہے۔ سبحان اللہ، کیا خوب نقشہ کھینچا پاکستان کے ایک پنجابی شاعر نے۔ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جبرائیل آگے چلو تو جبرائیل نے یوں جواب دیا۔

سرور نے فرمایا اس نوں جے توں ساتھی میرا
چل اگیرے نال اساڈے کیوں بیٹھوں کر ڈیرا
کیتی عرض جبرائیل ایں نے حضرت تے کون ایں بیچارے
جے اک وال اگیرے ہو واں تے سڑ جاندے پر سارے

ایک اور شاعر یوں بیان کرتا ہے:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم دے قدماں تے سر نوں جھکا کے
عرض کیتی جبرائیل نے سدرہ تے جا کے
میں اگے نئیں اک بیر جا سکدا آقا
میرا آخری ایہہ مقام آ گیا اے

اور سرکار اعلیٰ حضرت یوں فرماتے ہیں:

جلو میں جو مرغِ عقل اُڑے تھے
عجب بُرے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدا پہ ہی رہے تھے تھک کر
چڑھا تھا دم تیور آ گئے تھے

اسی طرح وصال کے بیس[۲] چالیس[۴] روزے رکھتے نہ بھوک لگے نہ پیاس لگے تو یہ سب نورانیت کا اثر تھا۔ سبحان اللہ۔

جَادُوگروں کا ایمان :

حضراتِ محترم! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک جو سانپ کی شکل اختیار کر چکا تھا اُٹھایا تو وہ سانپ پھر وہی ہلکی پھلکی لاٹھی کی شکل اختیار کر لیا۔ حق واضح ہو گیا باطل کا نام ونشان مٹ گیا۔ جادوگروں نے جب یہ منظر دیکھا تو بڑے حیران ہو گئے اور جادوگر آپس میں کہنے لگے جو کچھ ہم نے کیا ہے یہ تو جادو تھا لیکن جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کمال دکھایا ہے وہ جادو نہیں ہے بلکہ یہ تو معجزہ ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا بھی ہمارے سانپوں کی طرح ایک شعبدہ ہوتا یا محض ایک نظر بندی ہوتی تو یہ ہمارے لاکھوں کی تعداد میں رسے بانس بلے جو سینکڑوں من تھے کہاں گئے اور اس قدر وزنی چیزیں نگل جانے کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ڈنڈے کا وزن ایک ماشہ بھی زیادہ نہیں ہوا۔ یقیناً یہ جادو نہیں بلکہ معجزہ ہے اور معجزہ کوئی عام انسان نہیں دکھا سکتا بلکہ یہ کمال اللہ کے نبی سے ہی ظاہر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دعویٰ ہے کہ میں اللہ

کا نبی ہوں اس دعوے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بالکل سچے ہیں، اگر جھوٹے ہیں تو ہم ہیں۔ یہ بات سوچنے کے بعد تمام جادوگر جو اسّی ہزار کی تعداد میں تھے کہنے لگے بہتری اسی میں ہے کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خدا پر ایمان لے آئیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بد دعا نہ کردیں اور ہم دنیا میں ہی تباہ و برباد نہ ہوجائیں۔ یہ سوچ کر اسّی ہزار جادوگر اسی وقت سجدے میں گر گئے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور خدائے وحدہٗ لاشریک پر ایمان لے آئے اور پڑھنے لگے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُوسٰی کَلِیْمُ اللّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۹ آیت ۱۱۹ میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِیْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اور گر پڑے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے اور کہنے لگے ہم تو ایمان لے آئے سارے جہانوں کے پروردگار پر۔ رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ۔ جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا۔

سامعین کرام! جب اسّی ہزار جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خدا پر ایمان کا اظہار کیا تو فرعون دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا۔ کہ آیا تو تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مغلوب کرنے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرمندہ کرنے۔ لیکن جب جادوگروں نے اپنا سر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے بطور عاجزی جھکایا تو خود شرمندہ ہوگیا، خود ذلیل و رسوا ہوگیا، اور پھر کہنے لگا: قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِہٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَکُمْ۔ فرعون نے کہا کہ تم ایمان لائے ہوئے تھے اس پر اس سے پہلے کہ میں اس کے مقابلے کی تمہیں اجازت دیتا۔ یعنی تم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہی معاہدہ کیا ہوا تھا کہ تم مجھے بھرے میدان میں ذلیل کر کے موسیٰ علیہ السلام

پر ایمان لاؤ گے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام فن جادو میں تمہارا استاد ہے اور یہ سب تمہاری آپس میں ملی بھگت ہے اور تم سب یہ چاہتے ہو کہ میرے ملک کو برباد کر دو۔ اے جادوگرو یاد رکھو میں پہلے تمہارے ہاتھ کاٹوں گا پھر تمہارے پاؤں کاٹوں گا اور پھر تم سب کو سولی پر چڑھاؤں گا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ غدار قوم کی کیا سزا ہوتی ہے۔ اللہ اللہ۔

حضرات جب مسلمان ہونے والے جادوگروں نے فرعون کی یہ بات سُنی تو انھوں نے کیا جواب دیا۔ وہ جواب سُنہری حرفوں سے لکھنے کے قابل ہے اور وہ جواب مسلمانو سنو اور کبھی خدا ایسا وقت لائے کہ ظالم جابر گستاخِ خدا اور گستاخِ نبی سے واسطہ پڑ جائے تو یہی جواب دینا جادوگروں کے جواب کو اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب میں یوں نقل فرمایا۔ مسلمان جادوگر کہنے لگے۔ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ۔ جادوگروں نے فرمایا پرواہ نہیں ہم تو اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں۔ جادوگروں نے کہا کہ اے فرعون تو چاہے جتنی مرضی ہمیں دھمکیاں دے ہم تیری دھمکیوں سے نہیں ڈرنے والے کیوں اس لیے کہ:

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی

پھر مسلمان جادوگروں نے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی اور عرض کی کہ مولا فرعون ہمیں دھمکیاں دے رہا ہے۔ مولا تیرے سوا ہمارا کوئی سہارا نہیں تیرے سوا ہمارا کوئی مددگار نہیں۔ تو ہی ہم پر رحم فرمانے والا ہے۔ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ۔ اے ہمارے رب انڈیل دے ہم پر صبر کو اور

وفات دے ہمیں اس حال میں کہ ہم مسلمان ہوں سبحان اللہ قربان جاؤں کتنی پیاری دعا مانگی، جب جادوگروں نے یہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آگئی اور پردۂ غیب سے آواز آئی کہ او میرے موسیٰ علیہ السلام کو میرا سچا نبی ماننے والو اور مجھے سچا خدا ماننے والو، فرعون کی دھمکیوں سے مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں اگر فرعون دھمکیاں دے رہا ہے تو آسمان کی طرف سر اٹھاؤ۔ اسی ہزار جادوگروں نے جب آسمان کی طرف سر اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے تمام جادوگروں کی آنکھوں سے حجابات اُٹھا دیئے اور جادوگروں نے زمین مصر پر کھڑے کھڑے اپنا اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھ لیا۔ اللہ غنی جب جادوگروں نے اپنا اپنا مقام جنت میں دیکھ لیا تو اب ان کے دل شہادت کا جام پینے کے لیے بے قرار ہو گئے تاکہ جلدی ہم اپنے اپنے مقام پر جنت میں پہنچ کر مزے لوٹیں۔ پھر جادوگروں نے فرعون کو مخاطب کر کے کہا کہ اے فرعون! اب تم ہمیں مار دو یا قید کر کے سولی پر چڑھا دو ہم خدا کے اور پیارے رسول علیہ السلام کے کلمے کو نہیں بھلا سکتے۔ کیوں! اس لیے کہ:

جو یہاں آیا ہے اس کو ہو گا جانا ایک دن
سب کو ہے ہونا خلقت کم کا صدمہ ایک دن
اے عزیزو تم کو لمبی عمر کی ہے کیوں ہوس
جب فنا ٹھہری تو پھر کیا سو برس کیا ایک دن

چنانچہ تمام جادوگروں کو فرعون نے سولی پر چڑھا دیا اور وہ تمام کے تمام جنت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے۔ جان دے دی ایمان نہ دیا اور سبق دے دیا ہم مسلمانوں کو کہ اے مسلمانو دیکھو، تھے ہم بے ایمان نبی کا ادب کرنے سے اللہ نے ہمیں کتنی نعمتوں سے نوازا ایمان سے

صحابیت سے، شہادت سے، جنت سے، سبحان اللہ، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ
ہمیں بزرگوں کی ادب کرنے کی توفیق عنایت فرمائے، آمین ثم آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

گیارھواں وعظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ وَاَھْلِ سُنَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ ھُوَ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَشَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰالِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۔

(پ ۶ ، رکوع ۱۲ ، آیت ۵۴)

ترجمہ :-

تمہارا مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ایمان والے ہیں جو صحیح صحیح نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور ہر حال میں وہ بارگاہِ الٰہی میں جھکنے والے ہیں ۔

حضرات محترم اس آیۂ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نصرت عظیمہ کا ذکر فرمایا کہ مسلمانوں کی کون کون مدد کرتے ہیں اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا

کہ اے ایمان والو میں خدا پاک بھی تمہاری مدد فرماتا ہوں اور میری عطا سے میرے نیک بندے مقرب ترین مخلوق یعنی انبیاء کرام اولیاء کرام بھی تمہاری مدد کرنے پر قادر ہیں کیوں اس لیے کہ ان کی مدد حقیقت میں میری مدد ہے لہٰذا جس طرح میری مدد پر تم کامل ایمان رکھتے ہو اور کسی قسم کا وعلم و گمان نہیں کرتے اسی طرح میرے نبی میرے ولی تمہاری مدد کریں یا کہیں کہ ہم مدد کر سکتے ہیں تو ان کی باتوں کو مان لینا اور یہ نہ کہنا کہ نبیوں ولیوں سے مدد مانگنا شرک ہے نہیں کوئی شرک نہیں بلکہ ولیوں کی مدد میری مدد ہے۔
سبحان اللہ۔ قرآن پاک کی اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا سے اللہ کے نبی ولی مدد فرما سکتے ہیں اور فرماتے بھی ہیں اگر کوئی کہے کہ اللہ کے سوا کوئی مدد نہیں کرسکتا ہے تو ہم کہیں گے کہ ٹھیک ہے کہ حقیقی مدد فرمانے والا خدائے ذوالجلال ہے اور اس کے نبی ولی اس کی عطا سے مدد فرماتے ہیں اگر وہ کہے کہ نہیں تو ہم کہیں گے کہ تو قرآن کا انکار کر رہا ہے اور قرآن کا انکار انسان کو ایمان سے نکال کر کفر کی طرف لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بچائے کفر سے آمین۔ حضرات سامعین کرام آپ کو معلوم ہوگا کہ میں نے پچھلے وعظ میں آپ کے سامنے کیا تھا عرض یہ کرا تھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جوگی جے پال کا جب مقابلہ ہونے لگا تو جوگی جے پال بڑے ادب کے ساتھ حضرت خواجہ خواجگان غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا اور حاضر ہو کر بڑے ادب سے اجازت مانگنے لگا یہی ادب اس کا کام کر گیا۔ یاد رکھو مسلمانوں ادب بڑی اچھی چیز ہے علم پڑھ لیا لیکن ادب نہ آیا تو کسی کام نہیں بڑوں سے ادب چھوٹوں سے پیار یہ ایک زندگی کا جز ہے اور یہی ہمارے آقا جان کائنات حضرت احمد مجتبیٰ

محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

مشکوٰۃ شریف ص۴۲۳ ، عَنْ ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ قَالَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ لَیْسَا مِنَّا مِنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرًا نَا وَلَمْ یُؤَقِّرْ کَبِیْرَنَا ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے سے چھوٹے پر رحم نہ کیا اور اپنے سے بڑے کا ادب نہ کیا وہ میرا امتی ہی نہیں۔ معلوم ہوا کہ ادب ہے تو نبی کریم علیہ اسلام سے تعلق ہے اور اگر ادب نہیں تو نبی کریم علیہ اسلام سے اس کا تعلق ختم ہو گیا معلوم اس حدیث سے یہ ہوا کہ ادب بہت بڑی عبادت ہے تبھی تو نبی کریم علیہ اسلام نے فرمایا۔

قرآن اور ادب :۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالےٰ نے بھی قرآن پاک میں ادب کا سبق دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۔

اے ایمان والو نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی کریم علیہ اسلام کی آواز سے اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح زور سے تم ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو اس بے ادبی سے کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔

حضرات محترم اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کا طریقہ بتایا ہے اور یا یھا الذین آمنوا کے

سے خطاب کیا اور مسلمانوں کو جھنجھوڑا اور بتا دیا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں یا اللہ کونسی بات معمولی نہیں تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا میرے محبوب علیہ اسلام کے دربار کی حاضری اگر محبوب علیہ اسلام کے دربار میں حاضری دینی ہے تو بڑے ادب کے ساتھ بڑی تعظیم کے ساتھ خیال کرنا کہیں محبوب علیہ اسلام کی بارگاہ میں ذراسی بے ادبی کرنے کی وجہ سے زندگی بھر کی نمازیں روزے حج زکوٰتیں نوافل صدقات جہاد فی سبیل اللہ اور غریبوں سے محبت کا ثواب ضائع نہ کر بیٹھنا یہ تو ایک طرف ویسے محبوب کی بے ادبی ہو گئی تو ایمان بھی ختم ہو جائے گا اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا اللہ اکبر۔

صحابہ کرام کا ادب : جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آہستہ آہستہ کلام کرنے کو اپنا معمول بنا لیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ پر یہ قرآن نازل فرمایا میں تازندگی آپ سے آہستہ آہستہ بات کروں گا جب کوئی وفد حضور علیہ اسلام سے ملاقات کرنے کیلئے مدینہ طیبہ پہنچتا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ انکی طرف ایک خاص آدمی بھیجتے جو انہیں حاضری کے آداب بتاتا اور ہر طرح ادب واحترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتا۔ حضرات محترم صحابہ کرام جو پہلے ہی سے سراپا ادب و احترام تھے اس آیت کریمہ سے مزید محتاط ہو گئے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو قدرتی طور پر بلند آواز تھے جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو ان پر تو قیامت ٹوٹ پڑی انہوں نے دربار مصطفےٰ علیہ اسلام میں آنا بند کر دیا اس ڈر سے کہ کہیں آواز بلند نہ ہو اور میرے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور گھر کے دروازے کو بند کر کے تالا لگا کے بیٹھ کر زاروقطار رونا شروع کر دیا۔ گھر

والوں نے پوچھا ثابت کیا ہوا ہے انہوں نے فرمایا کہ اے میری رفیقہ حیات اس اس طرح اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے محبوب علیہ اسلام سے اپنی آواز بلند کی ہم اس کے تمام اعمال برباد کر دیں گے اس کا ایمان بھی ضائع ہو جائے گا اللہ اکبر۔ اے میری رفیقہ حیات میں سوچ رہا ہوں جو میری آوازیں حضور علیہ اسلام کے دربار میں بلند ہوئیں ان کا کیا بنے گا۔ ادھر نبی کریم علیہ اسلام نے دو تین روز تک حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دربار میں نہ آتے دیکھا آپ نے صحابہ کرام سے پوچھا ثابت نظر نہیں آرہا تو حضرت عاصم بن عدلی صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو دن رات اپنے کمرے میں بیٹھ کر زار و قطار رو رہے ہیں حضور علیہ اسلام نے فرمایا عاصم عرض کی جی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جاؤ اور ثابت کو بلا کر لاؤ۔ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑے دوڑتے حضرت ثابت کے گھر گئے اور فرمایا ثابت تمہیں نبی کریم علیہ اسلام بلا رہے ہیں۔ حضرت ثابت بن قیص حضور علیہ اسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی کریم علیہ اسلام نے فرمایا کہ اے ثابت تم کیوں رو رہے تھے حضرت ثابت نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آواز اونچی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ آیت کریمہ میرے حق میں نازل نہ ہوئی ہو میری تو عمر بھر کی کمائی غارت ہو گئی میں تو کافر ہو گیا اللہ غنی نبی کریم علیہ اسلام نے فرمایا۔ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَعِیْشَ حَمِیْدًا وَّتُقْتَلَ شَهِیْدًا وَّ تَدْخُلَ الْجَنَّـةَ۔

کہ اے ثابت کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم قابل شریف زندگی بسر کرو۔ اور شہید ہو کر دنیا سے جاؤ اور سیدھا جنت میں جاؤ۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی رَضِیْتُ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے خدا کی بے پناہ عنایت پر راضی ہوں۔ سبحان اللہ سامعین کرام معلوم ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو تین بشارتیں تین خوشخبریاں سنائیں۔ قابل تعریف زندگی، شہادت اور پھر جنت مسلمانوں بتاؤ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہو گی جو کسی مسلمان کو مل سکتی ہے۔ حضرات یہ باادب لوگوں کی بات ہے جس نے ادب کیا بیڑا پار ہو گیا اور جس نے بے ادبی کی اسکے اعمال ضائع ایمان ضائع اور سب کچھ برباد ہو گیا کیوں اس لئے کہ؟

ادب گاہے است زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آیاد جنید و بایزید ایں جا

یعنی آسمان کے نیچے ایک ایسا بھی ادب کا مقام ہے جو عرش سے بھی زیادہ نازک ہے ہم اور تم کس شمار و قطار میں ہیں حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسے آسمانی ولایت کے آفتاب و ماہتاب بھی جب اس مقام پر پہنچتے ہیں تو زور سے بولنا تو کہیں سانس بھی روک لیتے ہیں کہ یہاں زور سے سانس لینا بھی ادب کے خلاف ہے اللہ غنی۔ حضرت آسی علیہ الرحمۃ اللہ نے کیا خوب دربار مصطفےٰ علیہ السلام کا سبق دیا فرماتے ہیں کہ

اے پائے نظر ہوش میں آ کوئے نبی ہے
آنکھوں سے بھی چلنا تو یہاں بے ادبی ہے

اعلیحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو کمال کر دیا فرماتے ہیں۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانیوالے

رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

سامعین محترم بات بڑی دور چلی گئی عرض یہ کر رہا تھا کہ راجہ پرتھوی راج نے مقابلے کی تاریخ کا اعلان کرا دیا اعلان کے مطابق لوگ دھڑا دھڑ میدان مقابلے میں جمع ہونا شروع ہو گئے راجہ پرتھوی راج یہ مقابلہ خود بنفس ونفیس میدان میں دیکھنے آیا۔ راجہ کے ساتھ اس کے مشیر وزیر اسکی رانیاں مہاراجے اور علاقوں کے مہاراجے رانیاں غرضیکہ لاکھوں لوگ یہ عظیم مقابلہ دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے اور مقابلہ بھی وہاں ہوا جہاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیام گاہ تھی۔

مقابلے کا منظر:۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بھی پتہ چل گیا تھا کہ اجے پال جوگی راجہ پرتھوی راج کے کہنے پر مناظرہ کرنے آیا ہے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا قطب الدین عرض کی جی حضور فرمایا بیٹا اٹھو اٰیۃ الکرسی یعنی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اِلٰی آخر آخر تک پڑھ کر ارد گرد خط حصار کھینچ دو انشاء اللہ اجے پال جوگی کا جنتر منتر اور جادو اس خط کے قریب نہیں آئے گا بلکہ اس سے دور دور رہے گا۔ اللہ غنی۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ اٹھے اور آیتہ الکرسی پڑھ کر ارد گرد ایک گول دائرہ ایک گول شکل کی لائن کھینچ دی اور عرض کی حضور خط حصار کھینچ دیا گیا ہے دوسری طرف اجے پال خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہے چنانچہ اجے پال چلتے چلتے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اجے پال جوگی نے کہا حضور خواجہ صاحب فرمایا جوگی کیا بات ہے عرض کی حضور راجہ پرتھوی راج نے میرا آپ کا مقابلہ بھرے میدان میں رکھ دیا ہے اور میں مقابلے کے لیے تیار بھی ہو چکا ہوں فرمایا پھر میرے پاس کیا لینے آیا ہے عرض کی حضور آپ سے پوچھنے آیا ہوں کہ پہلا وار آپ کریں گے کہ میں پہلا وار کروں گویا ادب کیا یہی ادب اس کو غلامی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف لے گیا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا اجے پال جو کچھ تم سے ہو سکتا ہے کر لو پھر فقیر کا کمال بھی دیکھ لینا چنانچہ اجے پال جوگی واپس اپنی جگہ پر آ گیا اور جادو کرنے کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

اجے پال کا پہلا وار

ادھر راجہ پرتھوی راج نے پوچھا کہ اجے پال اجے پال نے کہا کیا بات ہے مہاراج راجہ پرتھوی راج نے کہا کہ اب تم کونسا کمال دکھاؤ گے اجے پال جوگی نے کہا راجہ جی میں ابھی آپ کی نظروں کے سامنے بڑے بڑے سانپ بناؤں اور اس فقیر کی طرف بھیجوں گا اور وہ سارے سانپ دوڑتے دوڑتے اس فقیر کو اور فقیر کے سارے مریدوں کو ڈنگ مار مار کے ہلاک کر دیں گے نعوذ باللہ۔ راجہ پرتھوی راج نے جب یہ سنا تو کہنے لگا واہ بھئی واہ [illegible] ہے تمہاری۔

اجے پال یہ تو بڑا کمال ہے اجے پال اگر تو ہمارے سامنے اس فقیر کو شکست دے دے اور اس فقیر سے ہماری جان چھڑا دے تو میں تمہیں منہ مانگا انعام دوں گا اور تمہیں مالا مال کر دونگا۔ حضرات محترم غور کریں اجے پال جوگی نے اپنے تھیلے سے مالا نکالی ہندو حضرات تسبیح کو مالا کہتے ہیں اور ہم مسلمان تسبیح کہتے ہیں۔ اجے پال جوگی نے وہ مالا نکالی اور مالا کو پڑھنا شروع کر دیا پتہ نہیں کیا پڑھتا تھا؟ یہی پڑھتا ہوگا رام رام جھپنا پرایا مال اپنا اور کیا کہنا ہوگا۔ بہر حال جب اس نے مالا پڑھنی شروع کی تو یہاں واقعی لوگوں نے دیکھا کہ بہت سے سانپ پھنکارے مارتے ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف دوڑے ان سانپوں کے منہ کھلے ہوئے تھے ایسے لگتا تھا کہ جیسے یہ سانپ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اور آپ کے مریدوں کو ڈنگ مار مار کے ہلاک کر دیں گے ادھر لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دی کہ واہ بھئی واہ کمال کر دیا اجے پال نے اب سانپ جا رہے ہیں اور لوگ دیکھ رہے ہیں لیکن جب سانپ خط حصار کے قریب پہنچتے ہیں تو اس گول دائرے میں جانے کی بڑی کوشش کرتے ہیں لیکن اندر جا نہیں سکتے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ اجے پال کے بنائے ہوئے سانپ مٹی کا ڈھیر بن جاتے ہیں گویا اللہ تبارک وتعالےٰ نے اپنے خاص بندے کی حفاظت کے لیے آسمانی فرشتے اور موکل مقرر فرما دیئے ہیں جو سانپوں کو اندر جانے ہی نہیں دیتے اور سب کے سب وہی ڈھیر ہو جاتے ہیں۔ سبحان اللہ قربان جاؤں خدا پاک کی نصرت پر اور ولیوں کی شان پر۔

اجے پال کا دوسرا وار

راجہ پرتھوی راج نے جب اجے پال کے سانپوں کو مٹی کا ڈھیر بنتے ہوئے

دیکھا تو کہا اجے پال کہا کیا بات ہے مہاراج راجہ نے کہا کہ اجے پال تو نے کہا تھا کہ میرے جادو کے سانپ جائیں گے اور فقیر بابے کو اور اس کے تمام مریدوں کو ڈنگ مار مار کر ہلاک کر دیں گے لیکن یہ معاملہ الٹا ہوا فقیر بابے کے ہلاک ہونے کی بجائے خود تمہارے سارے سانپ مر گئے ہیں اجے پال نے کہا راجہ صاحب گھبرانے کی ضرورت نہیں دیکھو جب دو پہلوان آپس میں کشتی کرتے ہیں تو ایک پہلوان ایک داؤ لگاتا ہے۔ دوسرا پہلوان پہلے کا داؤ چھڑا لیتا ہے تو وہ پہلوان پھر دوسرا داؤ لگاتا ہے اسی طرح داؤ لگاتے لگاتے آخر کار اپنے حریف پہلوان کو وہ زیر کر لیتا ہے فکر نہ کرو میں دوسرا داؤ لگاتا ہوں۔ لیکن راجہ جی یہ فقیر کوئی عام انسان مجھے معلوم نہیں ہوتا بلکہ یہ فقیر کوئی بہت بڑا درویش معلوم ہوتا ہے خیر کوئی بات نہیں۔ راجہ پرتھوی راج نے کہا کہ اچھا اب بتاؤ کیا جادو کر کے کمال دکھاؤ گے اجے پال نے کہا راجہ جی فقیر بابے نے اپنے اردگرد خط حصار یعنی گول دائرہ بنایا ہوا ہے جو سانپوں کو اندر جانے سے روک رہا ہے اب میں اس کے اوپر سے جادو کے ذریعے آگ برساؤں گا اور اس آگ سے یہ فقیر بابا اور اسکے تمام مریدین جل کر ہلاک ہو جائیں گے۔ میاں اجے پال نے پھر مالا یعنی تسبیح پڑھنی شروع کر دی لوگوں نے دیکھا کہ واقعی بہت بڑی آگ جل رہی ہے اور اس کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے ہیں اور پھر آگ کے بڑے بڑے شعلے آسمان کی طرف سے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالٰی عنہ کیطرف آ رہے ہیں۔ لوگوں نے جب یہ جادو کا کمال دیکھا تو لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں کہ واہ بھئی واہ کمال کر دیا ہے اجے پال نے۔ لیکن لوگ یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ اجے پال کی آگ اردگرد کے درختوں کو جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی

چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس پاس تھے انکو تو جلا رہی ہے لیکن خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ رہی سبحان اللہ قربان جاؤں رب کائنات کی قدرت پر کہ آگ کا کام ہے جلانا لیکن آج اللہ تعالیٰ کا ولی آگ کے جلنے سے محفوظ ہے کیونکہ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔

اجے پال کا آخری وار :۔

راجہ پرتھوی راج نے جب یہ منظر دیکھا دیکھا تو بڑا حیران ہو گیا اور حیرانگی کے عالم میں کہنے لگا کہ اجے پال تمہاری تو جادو والی آگ نے بھی فقیر بابے کا کچھ نہیں بگاڑا اور چنگاری بھی فقیر تک نہیں پہنچ سکی۔ اجے پال نے کہا کہ راجہ جی کوئی بات نہیں اگر میرا دوسرا داؤ نہیں لگا تو میں تیسرا وار اور تیسرا داؤ چلاتا ہوں۔ اللہ اکبر۔ اجے پال نے اپنے تھیلے میں سے ایک ہرن کی جھال نکالی اور اس کھال کا نام تھا مرگ جھالی۔ اور اس جھال کو زمین پر بچھا دیا اور اس جھال پر بیٹھ کر کچھ پڑھنے لگا اور مالا کو پھیرنے لگا لوگوں نے دیکھا کہ وہ کھال جس پر اجے پال بیٹھا تھا اس نے اڑنا شروع کر دیا اور اجے پال اوپر موجود ہے جب وہ ساٹھ ستر گز کے فاصلے پر پہنچا تو ہوا میں معلق ہوا اسی کھال پر بیٹھا لوگوں سے داد وصول کر رہا ہے اور لوگ بھی کھل کر تالیاں بجا کر اجے پال کو داد تحسین دے رہے ہیں اور واہ بھئی واہ کے نعرے لگا رہے ہیں اور ادھر راجہ پرتھوی راج نے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مریدوں کو یہ کہنا شروع کر دیا کہ لوگو دیکھو خواجہ معین الدین کے نبی کا کلمہ پڑھنے والو اور خواجہ معین الدین کے ساتھ والہانہ عقیدت اور محبت رکھنے والو دیکھو اجے پال کیسے

کیسے بہترین شعبدے دکھا رہا ہے۔ بولو بتاؤ کیا کبھی تمہارے خواجہ معین الدین چشتی نے بھی ایسے شعبدے دکھائے ہیں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں نے کہا کہ راجہ ایسے شعبدے ہمارے پیر خواجہ معین الدین اجمیری نے تو کبھی نہیں دکھائے تو راجہ پرتھوی راج نے کہا تو پھر تو اپنا دھرم یعنی مذہب چھوڑ دو اور پھر سے اپنا دھرم اختیار کر لو؟

خواجہ معین الدینؒ کا کمال :۔

حضرات محترم راجہ پرتھوی راج کی یہ تمام باتیں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن رہے تھے اور خاموش تھے لیکن جب راجہ پرتھوی راج کی باتوں کی انتہا ہو گئی ادھر اجے پال بھی لوگوں سے داد وصول کرنے لگا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلال میں آگئے آپ بھی مصلی پر درود پاک کی تسبیح پڑھ رہے تھے اور آپ کے مصلے کے پاس آپکی لکڑی کی جوتیاں کھڑائیں بھی موجود تھی اور تھی کافی وزنی تقریباً دو دو کلو کی۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی دونوں کھڑاؤں کو اپنے نورانی ہاتھوں سے اٹھایا اور ہوا میں اوپر کی طرف لہرا دیا۔ لوگوں نے کیا دیکھا کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں جوتیاں خدا کی قدرت سے اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں سے ہوا میں اڑنے لگیں اور اڑتی اڑتی پرندے کیطرح اجے پال کے سر پر پہنچ گئیں اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جوتیوں نے اجے پال کے سر کو تبلہ بنا لیا اور اجے پال کے سر پر تڑاڑ تڑاڑ پڑنے لگیں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جوتیاں جب اجے پال کے سر پر پڑیں تو اجے پال کی مالا یعنی

تسبیح کہیں جاکر گری اور چھالا کہیں جا پڑی اور اجے پال کہیں جاگرا اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالے عنہ کی جوتیاں ہیں کہ برابر اجے پال کے سر پلر برس رہی ہیں۔ نیچے سے اجے پال چیخ رہا ہے فقیر بابا مجھے بچاؤ نہیں تو یہ جوتیاں میرا بھیجا نکال دیں گی خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ اجے پال ان جوتیوں سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ تو کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو جا ورنہ توجہاں بھی جائے گا میری جوتیاں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گی اگر بچنا چاہتے ہو تو پڑھو عرض کی کیا فرمایا میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجے پال نے کہا حضور آپ ہیں کون فرمایا میں مسلمان ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ سا غلام ہوں اور اللہ تعالے کا ادنیٰ سا بندہ ہوں اجے پال نے کہا حضور اگر آپ کا خدا اور آپ کا نبی سچا ہے تو مجھے کچھ دکھاؤ آپ نے فرمایا اجے پال عرض کی جی حضور فرمایا آنکھیں بند کرو اجے پال نے آنکھیں بند کیں تو کیا دیکھا حجابات حقیقت اور غیب کے پردے اٹھنے لگے اجے پال نے کیا دیکھا کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالے عنہ نے اسے ہندوستان کی زمین پر بیٹھے بیٹھے عرش معلی کی سیر کرادی اور خدائے ذوالجلال کے نورانی پردوں کی بھی سیر کرادی اور اجمیر شریف بیٹھے بیٹھے مدینے شریف کی زیارت کرادی۔ حضرات محترم جب اجے پال نے خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کرامت دیکھی کہ جب نبی کریم علیہ اسلام کے ادنیٰ غلام خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالے عنہ کا یہ کمال ہے کہ ہندوستان بیٹھے بیٹھے عرش معلی اور مدینہ شریف کی زیارت کرادے تو اس خواجہ معین الدین کے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا کیا عالم ہوگا سبحان اللہ۔ اجے پال نے پڑھا کلمہ، لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان ہو گیا۔ اللہ اللہ

شاعر نے کتنا پیارا نقشہ کھینچا ہے فرماتے ہیں کہ۔

مدد ملے تے مدد نہ چھوڑے تے اوگن دے گن کردا
کامل مدد محمد بخشا تے لعل بنان پتھر دا

توں ملیوں تے رب میل دے تیوں تے کیڈا کرم کمایا
اک نظر کرم بھیں آقا نے میں نوں مولا پاک ملایا

جونہی اجے پال نے کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گیا تو ادھر کھڑاویں بھی آ گئیں اجے پال نے اپنے چیلوں سے کہا کہ اے میرے شاگردو اے میرے چیلوں تم اچھی طرح جانتے ہو کہ پورے ہندوستان میں مجھ سے بڑھ کر اور کوئی جادوگر نہیں اور میں تمام جادو کی قسمیں اچھی طرح جانتا ہوں لیکن خدا گواہ ہے کہ جو میں نے کیا وہ تو جادو تھا لیکن جو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کیا وہ جادو نہیں تھا بلکہ وہ تو اللہ تبارک وتعالےٰ کا نورانی کلام تھا لہٰذا میں نے کلمہ شریف پڑھ لیا ہے شاید میں بھی کلمہ شریف نہ پڑھتا لیکن اس فقیر بابا کے قدموں سے لگی ہوئی جوتیاں جب میرے سر پر لگی تو اس کے نورانی برکت سے میرے دل کی کھڑکیاں کھل گئی ہیں اور اگر تم بھی نجات چاہتے ہو اور کامیابی چاہتے ہو اگر دین دنیا میں کامیابی چاہتے ہو تو تم بھی میرے ساتھ کلمہ شریف پڑھ کے مسلمان ہو جاؤ جب اجے پال کے چیلوں مریدوں اور شاگردوں نے یہ بات سنی تو تمام کے تمام کلمہ شریف پڑھ کے مسلمان ہو گئے۔ سبحان اللہ۔ کیا خوب شاعر نے فرمایا۔

قلم ربانی ہتھ ولی دے نے لکھے جو من بھاوے
رب ولی نوں طاقت بخشی تے لکھے لیکھ مٹاوے

اللہ اللہ تمام ہندو جادوگروں نے کلمہ شریف پڑھا اور کلمہ شریف پڑھ کے مسلمان ہو گئے اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک بھی

نظر سے اس کو اللہ تعالےٰ کا مقبول اور محبوب بنا دیا ۔

راجہ کی دھمکی :۔

سامعین کرام جب اجے پال کے شاگردوں نے کلمہ شریف پڑھ کے ایمان اختیار کیا تو تماشائیوں میں سے ہزاروں لوگوں نے بھی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور نبی کریم علیہ اسلام کے غلام بن گئے ۔ راجہ پرتھوی راج نے جب یہ منظر دیکھا تو بڑے غصے میں آ گیا اور کہنے لگا کہ اجے پال تو نے ہمارے ساتھ بڑا دھوکہ کیا ہے اجے پال ہم نے تیری بڑی خدمت کی بڑا تمہیں انعام واکرام سے نوازا جتنے دن تک تو ہمارے ہاں مہمان رہا ہم تیری خدمت کرتے رہے تمہیں مزے مزے کے کھانے کھلاتے رہے تمہاری عزت افزائی کرتے رہے لیکن افسوس کہ کلمہ تم نے اور تمہارے چیلوں نے خواجہ غریب نواز کے نبی کریم کا پڑھ لیا ہے اجے پال میں تمہیں اس کی بہت بڑی سزا دونگا ۔ اجے پال نے کہا کہ راجہ سن تو ہی نہیں بلکہ تمہاری پوری حکومت سن لے اب میں جان دے سکتا ہوں ایمان نہیں دے سکتا جسم قربان کر سکتا ہوں لیکن خواجہ غریب نواز کا پڑھایا ہوا کلمہ شریف نہیں چھوڑ سکتا راجہ اب تو چاہے مجھے سزا دے یا عذاب میں مدینے والے کی غلامی نہیں چھوڑ سکتا راجہ تو مجھے قتل کر دے یا زندہ رہنے دے میں خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنا سکتا ۔ اے راجہ اب تو میری بوٹیاں کر سکتا ہے چمڑا ادھیڑ سکتا ہے سولی پر چڑھا سکتا ہے لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ اسلام کی غلامی سے نہیں سکتا سبحان اللہ ۔ گویا اجے پال یہ کہہ رہا تھا کہ :۔

جسے مل گیا کملی والے کا دامن اسے دو جہاں کا خزانہ ملا ہے
بھلا باغ جنت کو وہ کیا کرے گا مدینے میں جسکو ٹھکانا ملا
کسی کو زمانے کی دولت ملی ہے کسی کو جہاں کی حکومت ملی ہے
میں اپنے مقدر پہ قربان جاؤں مجھے بار کا آستانہ ملا ہے

اجے پال کا عروج

جب اجے پال نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کرامت دیکھی تو مسلمان ہو گیا تو حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے اجے پال کا اسلامی نام رکھا وہ نام تھا۔ عبداللہ بیابانی۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نام ہی اسلامی نہیں رکھا بلکہ ایک ہی نظر سے اجے پال کو ولایت کے مقام پر پہنچا دیا۔ سبحان اللہ۔ اجے پال نے ایک اور بات کہی کہ یا غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ میں چاہتا ہوں تاقیامت لوگوں کی خدمت کرتا رہوں اور لوگ مجھ سے فیض حاصل کرتے رہیں اور آپ کی کرامت کا ظہور بھی ہوتا رہے۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسکرانے لگ گئے فرمایا اجے پال انشاءاللہ ایسا ہی ہو گا قیامت تک تو لوگوں کی خدمت کرتا رہے گا اور لوگ تجھ سے فیض حاصل کرتے رہیں گے۔ چنانچہ جو بات میرے خواجہ غریب نواز کے منہ مبارک سے نکلی وہ پوری ہو گئی اور تاریخ اجمیر شریف آج بھی اس بات پر گواہ ہے کہ اب تک اجمیر شریف کے اردگرد کے تمام دیہات اور تمام گردونواح اجمیر حضرت عبداللہ بیابانی رحمتہ اللہ علیہ بھولے بھٹکے مسافروں کو جو راستہ بھول جاتے ہیں ان کا بازو پکڑ کے منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں اور اجمیر شریف کے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی آفت یا مصیبت راستہ میں پڑ جائے تو مصیبت زدہ

یوں پکارے کہ یا حضرت عبداللہ بیابانی بھوکے کو روٹی پیاسے کو پانی بھولے بھٹکے کو راہ بتلا۔ بس یہ کلمات کہے۔ بس یہ کہنے کی دیر ہے کہ اس آواز کے بعد کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ غیبی طور پر نمودار ہوگا انشاء اللہ۔ اور مصیبت کے مارے ہوئے مسافر کو مشکل سے نکال دے گا اور مصیبت زدہ کی مصیبت دور کر دے گا مصیبت زدہ کی امداد کرنے والا چاہے کسی بھیس اور کسی صورت میں کیوں نہ ہو اجمیر شریف والے کہتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بیابانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی ہوتے ہیں سبحان اللہ ایسا ہو بھی کیوں نا۔ کیونکہ یہ بات میرے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان اقدس سے جو نکلی تھی۔ کیا خوب فرمایا شاعر نے۔ کہ

مس کر دیتی ہے زرِ اکسیر میرے پیر کی
چور کو کر دے ولی تاثیر میرے پیر کی
چھوٹ جاؤں قید غم سے اگر اجمیر کو
کھینچ لے جائے مجھے زنجیر میرے پیر کی

خواجہ کا پیغام راجہ کے نام

محترم سامعین کرام اجے پال جوگی اور ہزاروں ہندوؤں کو کلمہ پڑھانے سنو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کیا خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اپنے مرید خاص کو راجہ پرتھوی راج کے پاس روانہ فرمایا اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے بھرے غلام جاؤ اور راجہ پرتھوی راج کو جا کر میرا یہ پیغام سنا دو کہ اے راجہ اگر تو اپنی خیریت و عافیت چاہتا ہے تو جلدی کر مسلمان ہو جا اور یاد رکھ راجہ پرتھوی تیری بہتری اسی میں ہے اور اگر تو نے کلمہ پڑھنے سے انکار کیا تو یاد رکھنا پھر تیری موت

کا وقت قریب آگیا ہے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مرید خاص سید صا راجہ پرتھوی راج کے دربار خاص میں پہنچا اور اپنے مرشد حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا پیغام سنانے لگا راجہ پرتھوی راج نے جب یہ پیغام سنا تو کہنے لگا کہ واہ بھئی واہ اب فقیر بابا دیکھو بھئی ہمیں بھی کلمہ پڑھانے کے چکر میں لگا ہوا ہے اور پھر بڑا غصے سے پیغام روانہ کیا کہ دیکھو باباجی چادر دیکھ کر اپنے پاؤں پھیلاؤ میں آپ کا حیا کرتا رہا ہوں اور آپ ہیں کہ حد سے زیادہ ہی بڑھتے جا رہے ہیں۔ لہذا آپ اپنے دین کی تبلیغ اپنے تک ہی محدود رکھیئے اور اپنی خیر منائیے۔ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مرید یہ راجہ پرتھوی راج کا پیغام لے کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پہنچا اور راجہ پرتھوی راج کا پیغام سنایا آپ نے پیغام سن کر فرمایا کہ راجہ پرتھوی تیری خیریت اور تیری اچھائی اسی میں تھی کہ تو میرے آقا جان کائنات حبیب کبریا آمنہ کے لال حضرت احمد مجتبیٰ سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ شریف پڑھ کے مسلمان ہو جاتا خیر و گرنہ تیری موت کا وقت اب بالکل قریب آگیا ہے۔ حضرات محترم راجہ پرتھوی راج نے اوپر اوپر سے تو دھمکی دے دی لیکن اندر اندر سے وہ بھی ڈر گیا کیونکہ راجہ پرتھوی راج ہندو تھا اور یاد رکھو یہ ہندو بنیئے بڑے ڈرپوک ہوتے ہیں۔

ایک ہندو کا واقعہ :

وہ آپ نے شاید کسی سے ہندو بنیئے کا یہ واقعہ سنا ہوگا کہ ایک مرتبہ ایک پٹھان ایک شیخ اور ایک یہی ہندو بنیا یہ تینوں کہیں سفر میں جا رہے تھے کہ اچانک آگے سے تین ڈاکو آ رہے تھے۔ شیخ جوان بولا کہ خان صاحب پٹھان بولا خو کیا بات

ہے شیخ صاحب. شیخ نے کہا کہ خان صاحب وہ دیکھو سامنے سے تین ڈاکو آ رہے ہیں۔ پٹھان بولا وہ جو آگے آگے ڈاکو موٹا تازہ آ رہا ہے ہم اس کو نہیں چھوڑے گا ہم اس کو ضرور مارے گا شیخ صاحب کہنے لگے خان صاحب وہ جو اس موٹے ڈاکو کے پیچھے بندوق اٹھائے ہوئے آ رہا ہے اس کو میں نہیں چھوڑوں گا اس کو میں ماروں گا ادھر سے ہندو بنیا بولا بھائیو! وہ جو تیسرا پیچھے آ رہا ہے وہ بڑا خطرناک معلوم ہوتا ہے وہ مجھے نہیں چھوڑے گا وہ مجھے مارے گا۔ الغرض تومسلمانوں یہی حال اس راجہ پرتھوی راج کا ہوا کہ اوپر اوپر سے تو دھمکی دے بیٹھا لیکن اندر ہی اندر سے ڈر گیا لیکن یہ ہندو تھا کہ ڈر گیا اور یاد رکھو یہ کافر مشرک عیسائی جتنے بھی غیر مذہب والے ہیں یہ ڈرا بھی کرتے تھے لیکن مسلمان، اللہ اکبر۔ مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ وہ موت سے نہیں ڈرتا بلکہ وہ تو بار بار خدا کی ذات پر اپنی جان قربان کرنے کے لیے بیتاب ہوتا ہے اور جان بھی قربان کرتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یوں تھا کہ حق ادا نہ ہوا

سبحان اللہ اور کبھی یوں کہتا ہے کہ ..

غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر رہ جائے یا کٹ جائے پرواہ نہیں کرتے

آپ کو معلوم ہے کہ مسلمان جان دینے سے کیوں نہیں ڈرتا نہیں تو سنو بات دراصل یہ ہے کہ مسلمان کو یہ علم ہے کہ اگر میں میدان جہاد میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں مارا گیا قتل کر دیا گیا شہید ہو گیا تو سیدھا جنت میں چلا جاؤں گا جہاں اللہ تبارک وتعالےٰ کی رحمت سے جنت کی حوریں میرا پرتپاک اور شاندار

طریقے سے استقبال کریں گی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت مجھے اپنی رحمت کے دامن میں چھپالے گی اور اگر میدان جہاد میں بچ گیا تو غازی کہلاؤں گا اور کفر کے قلعے گراتا ہوا اسلام کا علم بلند کرتا ہوا اللہ تعالےٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر کے بخشا جاؤنگا۔

سبحان اللہ۔ لیکن یہ کافر یہ ہندو یہ عیسائی یہ مشرک یہ نصرانی یہ منافق ان کو معلوم ہے کہ ہماری دنیا ہی دنیا ہے اور آخرت میں ہمارے لئے تو کوئی حصہ ہے ہی نہیں لہٰذا جتنے مزے لوٹنے ہیں دنیا میں ہی لوٹ لیں پتہ نہیں کل قیامت کے دن کیا ہوگا استغفراللہ۔ ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ راجہ پرتھوی راج نے اوپر اوپر سے تو دھمکی دے دی لیکن اندر سے وہ بھی ڈر گیا لیکن تھا راجہ وقت کا بادشاہ اس لئے ذرا اپنی بات پر قائم رہا اور دوسری بات یہ تھی کہ راجہ پرتھوی راج کی قسمت میں ایمان کی دولت نہ تھی اگر ایمان کی دولت نصیب میں ہوتی تو حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اسلام کی صورت سیرت اور کرامات دیکھ کر کب کا مسلمان ہو جاتا لیکن ایمان اسکو ملتا ہے جو ہو قسمت والا مقدر والا۔ الحمدللہ۔ ہم کتنے مقدر والے ہیں قسمت والے ہیں نصیب والے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں انسان بنایا پھر مسلمان بنایا پھر آقائے کائنات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا اور پھر بریلوی بنایا عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنایا کتنا فضل ہے ہم گنہگاروں کا اللہ تعالےٰ ہم مسلمانوں کو تا قیامت ایمان میں رکھے ایمان کی حالت میں وفات دے ایمان کی حالت میں قیامت میں اٹھائے۔ آمین ثمہ آمین

خواجہ غریب نوازؒ کی بشارت شہاب الدین غوری کو

حضرات محترم خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب سے

راجہ پرتھوی راج کو دعوت اسلام دی تو راجہ پرتھوی راج سیدنا خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کچھ زیادہ ہی ضد بازی کرنے لگا لیکن ادھر خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالٰے عنہ دن بدن لوگوں کو ہندو مذہب سے نکال نکال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بناتے جاتے تھے اور مسلمان کرتے جاتے تھے. راجہ پرتھوی راج کو ایک ایک پل کی خبر جاسوسوں کے ذریعے مل رہی تھی راجہ پرتھوی راج اور راجہ کے وزیروں سفیروں اور تمام اجمیر شریف کے ہندؤں کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالٰے عنہ کی تبلیغ اسلام اچھی نہیں لگ رہی تھی راجہ پرتھوی راج نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کی تحریک اسلام کو ردکنے کے لیے پورے اجمیر شریف میں یہ اعلان کرا دیا کہ خبردار کوئی شخص خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالٰے عنہ کے پاس نہ جائے اگر کوئی میرے حکم کی خلاف ورزی کرے گا تو اسے اجمیر کے چوک پر کھڑا کرکے برسر عام قتل کر دیا جائے گا اور اس کے گھر کو آگ لگا کر راکھ کر دیا جائے گا. یہ بات غریبوں کے ہمدرد سیدنا مولانا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالٰے عنہ نے بھی سن لی تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے مرید گھبرانے کی ضرورت نہیں میں دیکھ رہا ہوں کہ راجہ پرتھوی راج عنقریب برے طریقے سے قتل کر دیا جائے گا اور اس کا نام و نشان مٹ جائے گا. انشاء اللہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کے زمانے میں مسلمانوں کا بادشاہ خواجہ شہاب الدین غوری تھا جس کی سلطنت لاہور شہر تک پھیلی ہوئی تھی ویسے اس کا دارالخلافہ غزنی میں تھا. شہاب الدین غوری کی ایک مرتبہ پہلے ہندؤں سے ٹکر ہو چکی تھی اور شہاب الدین غوری کو اس جنگ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا اور یہ شہاب الدین غوری اس جنگ میں خود بھی زخمی ہو کر واپس غزنی جا چکا تھا اس شکست کی وجہ یہ تھی کہ لاہور شہر کا گورنر اندر ہی اندر

سے دشمن ساز باز کر چکا تھا اور تمام خفیہ راز لڑائی کے طریقے اور حملے کا اوقات بتا چکا تھا جس کی وجہ سے شہاب الدین غوری کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ شہاب الدین غوری کسی ایسے طریقے کی تلاش میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا وقت لائے کہ میں ہندوؤں کو شکست دے کر ہندوستان کی سرزمین پر اسلام کا جھنڈا لہراؤں۔ چنانچہ جب کوئی مسلمان نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے چنانچہ ادھر شہاب الدین غوری یہ ارادہ کر رہا تھا کہ ایک رات اپنے بستر پر غزنی شہر میں سویا کہ نصیبًا جاگ اٹھا خواب کے اندر کیا دیکھتا ہے کہ ایک نورانی مکھڑے والا بزرگ چل کر شہاب الدین غوری کی طرف تشریف لا رہا ہے اور آتے ہی اس بزرگ نے شہاب الدین غوری کو اپنے سینے سے لگالیا ہے اور بڑی تسلی دیتے ہوئے فرمایا شہاب الدین صبر کرو اور ہمت کرو۔ شہاب الدین صرف اپنے ارد گرد کے ملکوں پر ہی نظر نہ رکھو بلکہ ہمت کر کے آگے بڑھو اور آؤ دہلی اجمیر شریف کی طرف آؤ نہیں نہیں بلکہ پورے ہندوستان کی طرف ہندوؤں سے جہاد کرو کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں پورے ہندوستان کی سلطانی عطا فرمائے گا، انشاءاللہ۔ شہاب الدین غوری نے اس بزرگ کی قدم بوسی کی اور عرض کی حضور آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور آپ کا نام کیا ہے فرمایا شہاب الدین میں اجمیر شریف سے آیا ہوں اور میرا نام حسن معین الدین چشتی ہے۔ شہاب الدین غوری نے جب یہ خواب دیکھا آنکھیں کھل گئیں اور بڑی خوشی ہوئی کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیدار ہوا اور ہندوستان کی فتوحات کی خوشخبری بھی سنائی۔ صبح کے وقت شہاب الدین غوری نے یہ خواب غزنی کے علماء فضلاء اور بزرگوں سے بیان کیا تو تمام علمائے کرام بزرگان دین نے اس خواب کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ شہاب الدین تمہیں مبارک ہو انشاءاللہ عنقریب اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں ہندوستان کی سلطنت سے سرفراز عطا

فرمائے گا۔

جنگ کی تیاری :۔

خواجہ شہاب الدین غوری کی پہلی ہندوؤں سے لڑائی سنہ [illegible] ہوئی اور یہی وہ لڑائی تھی جس میں شہاب الدین غوری کو شکست فاش ہوئی تھی کیونکہ لاہور کا گورنر غور کا گورنر اور خراسان کا گورنر لڑائی کے وقت دشمن سے مل گئے تھے جس کی وجہ سے مسلمانوں کو شکست فاش ہوئی تھی اور خواجہ شہاب الدین غوری اسی لڑائی میں زخمی بھی ہو گیا تھا اور زخمی ہو کر غزنی چلا گیا تھا شہاب الدین غوری کو اپنی شکست کا بڑا افسوس تھا بڑا رنج تھا اور بہت ہی پریشانی تھی شہاب الدین نے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ جب تک میں ان ہندوؤں سے شکست کا بدلہ نہیں لوں گا چین سے نہیں بیٹھوں گا چنانچہ شہاب الدین غوری شکست کھا کر جب غزنی پہنچا تو دن رات جہاد کے لئے اور ہندوؤں سے بدلہ لینے کیلئے لشکر اسلام جمع کرنے لگا۔ شہاب الدین غوری کے رنج و افسوس کا اندازہ آپ اس بات سے خود لگا لیں کہ جب سے خواجہ شہاب الدین غوری کو ہندوؤں سے شکست ہوئی تو اس شکست کے بعد شہاب الدین غوری نے اپنے محل میں نرم گداز گدوں پر سونا چھوڑ دیا صوفے سیٹوں پر بیٹھنا چھوڑ دیا۔ حتیٰ کہ ہر قسم کے عیش و آرام کو اپنے اوپر حرام کر دیا ہر وقت اس کے ذہن میں یہی خیال تھا کہ کب اللہ تبارک و تعالیٰ موقعہ نصیب فرمائے کہ میں ہندوؤں سے شکست کا بدلہ لے سکوں اور اسلام کی ترقی کی خاطر ہندوؤں کے شہروں کو فتح کرتے ہوئے اسلام کا جھنڈا گاڑتے ہوئے دشمن اسلام کو سبق سکھاؤں اور ہندوؤں کو بتا دوں کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے سپاہی اس وقت تک چین سے نہیں سوتے جب تک دین کے جھنڈے کو سب سے اونچا کر کے نہ دکھا لیں۔

شہاب الدین کی سوچ

شہاب الدین غوری کو بظاہر فتح اور کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی وہ اسی سوچ و بچار میں مبتلا تھا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسی صورت پیدا فرما دی جس کی وجہ سے شہاب الدین غوری کو تسلی ہوئی اور حملے کی تیاری کرنے لگا وہ وجہ یہ تھی کہ شمالی ہندوستان میں چار حکومتیں تھیں، دہلی، اجمیر، قنوج، اور گجرات۔ راجہ پرتھوی راج اجمیر شریف کا بادشاہ تھا، قنوج کی حکومت راجہ جے چند کے قبضہ میں تھی راجہ پرتھوی راج اور راجہ جے چند میں نوک جھونک تھی یعنی آپس میں مخالفت عداوت حسد بغض و عناد تھا اور یہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے تھے اور یہ دونوں چاہتے تھے کہ ہم ایک دوسرے کے سامنے نہ آئیں۔ راجہ پرتھوی راج چاہتا تھا کہ راجہ جے چند کی حکومت ختم ہو جائے اور راجہ جے چند چاہتا تھا کہ راجہ پرتھوی راج کی حکومت کا تختہ الٹ جائے۔ یہ دونوں کسی ایسے موقع کی تلاش میں تھے چنانچہ جب خواجہ شہاب الدین غوری نے راجہ پرتھوی راج سے شکست کھائی تھی تو شہاب الدین نے اعلان کیا تھا کہ میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک تیرے ساتھ میں ہاتھ آزمائی نہیں کر لیتا اور اپنا بدلہ نہیں لے پاتا چنانچہ راجہ جے چند اس اعلان کو سنہری موقع سمجھ کر راجہ پرتھوی راج کے پیچھے پڑ گیا راجہ جے چند نے اپنے ایک سپاہی کے ہاتھ شہاب الدین غوری کو غزنی میں پیغام بھیجا کہ شہاب الدین تم دہلی پر حملہ کرو اور میں تمہارے راستے میں نہیں آؤں گا اور تمام لڑائی کے طریقے تمام لڑائی کے راستے حملہ کرنے کے منصوبوں سے آگاہ بھی کر دیا اور پوری پوری امداد کا وعدہ بھی کر لیا اور جن جن راجاؤں سے راجہ پرتھوی راج کی عداوت تھی راجہ جے چند نے ان سب سے بھی

شہاب الدین غوری کو آگاہ کیا راجہ جے چند کے پیغام نے شہاب الدین غوری کو حوصلہ دیا اور لڑائی کی ہمت بندھی اور دوسری طرف خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی یہ آواز کانوں میں گونج رہی تھی۔ کہ اے شہاب الدین خدائے تعالےٰ جل جلال سلطانئے ہند بد تو عنایت فرمودہ است۔ اے شہاب الدین غوری اللہ تعالیٰ نے تجھے ہندوستان کی سلطنت عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا زود بریں جانب توجہ کن و ایں بجنت برگشتہ را زندہ بگیر۔ ہندوستان کی طرف جلد متوجہ ہو اور اس بدبجت راجہ پرتھوی کو زندہ گرفتار کر۔ سلطان شہاب الدین غوری کو پورا یقین ہو گیا تھا کہ انشاء اللہ اس مرتبہ ضرور کامیابی ہوگی اور اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے صدقے سے گذشتہ شکست کی تلافی بھی ہو جائے گی۔

شہاب الدین غزنی سے ملتان

شہاب الدین غوری نے یہ خواب دیکھنے کے بعد اپنی فوج کو اپنے لشکر کے سپاہیوں کو جمع کرنا شروع کر دیا اور لڑائی کے ہتھیار جمع کر لیے گئے جب سارا سامان تیار ہو گیا تو شہاب الدین غوری بغیر کسی کو بتائے ہوئے ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا چلتے چلتے پشاور شہر پہنچا۔ پشاور شہر میں شہاب الدین غوری کی ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جسے وہ نہیں جانتا تھا اس بزرگ نے فرمایا۔ شہاب الدین کدھر کی تیاری ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی جنگ عظیم کی تیاری ہے مگر بتاؤ تو سہی کس سے جنگ کرنے کا ارادہ ہے شہاب الدین غوری نے اس بزرگ کی یہ باتیں سن کر کہا کہ باباجی میں آپ کو کیا بتاؤں کہ میں کن ظالموں سے لڑنے جا رہا ہوں ان ہندوؤں سے جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو بڑی اذیت پہنچائی ہے اس بزرگ نے فرمایا کہ شہاب الدین کھل کر بتاؤ کن سے لڑائی کرنے جا رہے ہو تو شہاب الدین نے کہا کہ اے بابا آپ یقین کریں جس وقت سے

میں راجپوت راجاؤں سے شکست کھائی ہے میں نے اپنے محل میں نرم وگداز بستروں پر سونا چھوڑ دیا ہے اس دن سے آج تک میں نے نئے کپڑے نہیں پہنے اور خلیج غورا اور فراسان کے امیروں کا منہ تک نہیں دیکھا کیونکہ ان حرام خوروں نے میرے ساتھ بڑی بے وفائی کا مظاہرہ کیا ہے اور لڑائی کے درمیان میری فوج کو چھوڑ چلے گئے تھے۔
بابا جی اب میرے لیے صرف ایک ہی راستہ ہے یا تو اپنی شکست کا بدلہ لوں یا پھر ہندوؤں سے جہاد کرتے کرتے اللہ کے راستے جام شہادت پی جاؤں۔ اس بزرگ نے کہا شہاب الدین صبر کرو۔ اللہ تعالےٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ انشاء اللہ فتح تمہارے مقدر میں لکھی جا چکی ہے۔ ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہندوستان کی سرزمین پر اسلام کا جھنڈا لہرا رہا ہے اور تمہاری سلطنت پورے عروج پر ہے۔ شہاب الدین نے جب یہ باتیں اللہ والے کی زبان سے سنیں تو بڑا خوش ہوا۔ اس اللہ والے نے فرمایا دیکھو شہاب الدین بیٹا یہ وقت مصلحت کا وقت ہے اور وقت کا تقاضا یہی ہے کہ آپ ان امیروں گورنروں کے قصور معاف کر دیں جنہوں نے آپ کے ساتھ بے وفائی کی تھی ان کو اپنے دربار میں بلائیں اور ان کو عزت و انعام سے نوازیں تاکہ وہ یہ سمجھیں کہ ہم نے شہاب الدین کے ساتھ کیا کیا اور شہاب الدین نے ہمیں کتنی عزت سے نوازا۔ شہاب الدین اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ تمام فوجی تمام سپاہی اور تمام گورنروں کے حوصلے بڑھ جائیں گے اور تمام متفق ہو کر لڑیں گے اور انشاء اللہ پھر دیکھنا کہ اللہ تعالےٰ کی مدد کس طرح شامل ہوتی ہے اللہ والے کی یہ باتیں شہاب الدین نے سنی تو دل پر بڑا اثر ہوا۔ اور کہا حضور انشاء اللہ میں آپ کی وصیت پر عمل کروں گا وہ بزرگ دعائیں دیتے ہوئے وہاں سے تشریف لے گئے اور شہاب الدین اپنے لشکر کو لے کر پشاور سے ملتان پہنچا۔ ملتان میں تمام امیروں سرداروں کو بلایا جنہوں نے بے وفائی کا مظاہرہ کیا تھا چنانچہ تمام گورنر سردار جمع

ہو گئے شہاب الدین غوری نے تمام گورنروں کو مخاطب کر کے کہا کہ اے مسلمانوں گذشتہ سال اسلام کے دامن پر جو بدنما داغ لگ گیا اس کا تدارک ہر مسلمان پر واجب ہے پچھلی جنگ میں کچھ لوگوں سے غلطیاں بھی ہوئیں اور کمزوریاں بھی لیکن میں الحمدللہ اپنے دل سے ان تمام مسلمانوں کو معاف کرتا ہوں اور اللہ تعالٰے بھی انکو معاف کرے لیکن اب پھر ان سے لڑائی ہوگی جنگ ہوگی اس مرتبہ وہ غلطیاں نہیں دھرانی چاہئے شہاب الدین غوری نے جب یہ تقریر کی تو تمام سپاہیوں نے تمام گورنروں نے ایک زبان ہو کر اپنے ہاتھوں کو کھڑا کیا اور کہا کہ اے ہمارے معزز سلطان ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ انشاءاللہ اس مرتبہ ہم اپنی جانیں تو قربان کر دیں گے لیکن پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ دوسری طرف سے آواز آئی کہ اے شہاب الدین خدا کی قسم ہم اس مرتبہ اسلام کی خاطر اپنے جسم کا آخری خون کا قطرہ تک قربان کر دیں گے لیکن قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے اور پہلے والی تمام غلطیوں کا ازالہ کر کے آپ کو بھرے میدان میں سرخرو کریں گے۔ انشاءاللہ۔ شہاب الدین غوری نے جب یہ باتیں اپنے سپاہیوں سے سنی تو بڑا خوش ہوا اور تمام سپاہیوں کو شاباش دی اور کہنے لگا اگر یہی ارادہ لے کر ہم لوگ چلے گئے تو پھر دیکھنا خدا کی قدرت ہماری کیسے مدد فرماتی ہے۔ اچھا اب تم تیار ہو جاؤ انشاءاللہ عنقریب آپکی بلائی ہوگی۔

جنگ کا چیلنج۔

حضرات محترم سلطان شہاب الدین غوری اپنی فوج سے یہ وعدہ لے کر ملتان سے روانہ ہوا اور لاہور شریف پہنچا۔ لاہور پہنچ کر شہاب الدین غوری نے اپنے ایک معتمد ساتھی رکن الدین حمزہ کو اپنا ایک پیغام دیا اور کہا کہ جاؤ اجمیر شریف اور اجمیر کے راجہ پرتھوی راج کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ راجہ ہمارے سلطان

شہاب الدین غوری کا یہ تمہارے نام پیغام ہے۔

اطاعت قبول کرو ورنہ لڑائی کیلئے تیار ہو جاؤ ۔۔

چنانچہ رکن الدین حمزہ اپنے سلطان شہاب الدین غوری کا یہ پیغام لے کر اجمیر شریف پہنچا اور راجہ پرتھوی راج کو یہ پیغام پہنچایا کہ راجہ ہمارے سلطان نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے راجہ نے کہا کہ تمہارے سلطان نے کیا پیغام دیا ہے۔ رکن الدین حمزہ نے کہا کہ ہمارے سلطان کا حکم ہے کہ راجہ اطاعت قبول کرو ورنہ ہماری طرف سے اعلان جنگ ہے۔ راجہ پرتھوی راج نے جب یہ پیغام سنا تو غرور تکبر سے ہنسنے لگا اور کہنے لگا اچھا تمہارے سلطان کی یہ ہمت۔ سامعین کرام یہ الفاظ اس نے بھلا کیوں کہے اس لئے کہ راجہ پرتھوی راج کو اپنی طاقت پر بڑا ناز تھا اپنی بہادری پر بڑا گھمنڈ تھا اپنی شجاعت پر بڑا فخر تھا اور راجپوتوں کی وفاداری اور راجاؤں کی امداد پر مکمل اعتماد تھا اور اپنی فوج اور لڑاکے ہاتھیوں پر بڑا مان تھا اسی غرور اور نشہ میں جھومتے ہوئے راجہ پرتھوی راج نے سلطان شہاب الدین غوری کو ان الفاظ میں جواب دیا۔

راجہ پرتھوی راج کا پیغام شہاب الدین کے نام

کہ اے شہاب الدین ہماری بے شمار فوج کی تیاری اور فوج کا جوش وخروش تم کو اچھی طرح معلوم ہے اور اے شہاب الدین ہر روز اطراف ہندوستان سے میرے پاس لشکر پہنچ رہے ہیں اگر تمہیں اپنی حالت پر رحم نہیں آتا تو اپنی نامراد فوج پر کم از کم رحم کرو اور بجائے میرے ساتھ لڑائی کرنے کے واپس غزنی چلے جاؤ اسی میں تمہارا اور تمہاری فوج کا فائدہ ہے اگر لڑنا ہے تو پھر یہ سوچ کر آنا کہ میرے پاس

تین ہزار جنگی اور بدمست ہاتھیوں کا لشکر ہے اور جنگی بہادر نوجوان تین لاکھ سے بھی زائد ہے جو گھوڑوں پر دشمن پر حملہ کرتے ہیں اور پیادہ تیر انداز ان کا تو کوئی شمار بھی نہیں شہاب الدین سوچ لو اتنی تمہاری فوج ہے تمہارے پاس اتنی طاقت ہے کیا اتنے نوجوانوں سے تم اور تمہاری فوج مقابلہ کر سکے گی نہیں بالکل نہیں لہذا شہاب الدین میرا یہی مشورہ ہے لڑائی چھوڑو اور غزنی جاکر بقیہ زندگی کے دن آرام سے گزارو اور اگر نہیں تو پھر آؤ میری فوج تمہیں سزا چکھانے کے لئے تیار ہے تمہیں اور تمہاری فوج کو وہ سبق دیا جائے گا کہ پھر تم زندگی بھر لڑائی کا نام تک نہیں لوگے۔ یہ دو راستے تمہارے سامنے ہیں اور فیصلہ بھی تم نے کرنا ہے۔

سامعین کرام پرتھوی راج کو اپنی فتح اور کامیابی کا پورا پورا یقین تھا اس لئے اس نے ایسا اکھڑا ہوا جواب دیا اس جواب کے بعد رکن الدین حمزہ، سلطان شہاب الدین غوری کے پاس چلا آیا اور تمام باتیں سلطان کو بتائیں ادھر راجہ پرتھوی راج جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہوگیا۔ راجاؤں کو اطلاع کرائی تھوڑے ہی عرصے میں راجپوتوں کا ایک بہت بڑا لشکر راجہ پرتھوی راج کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگیا۔

لڑائی کا منظر

چنانچہ چند ہی دنوں کے بعد راجہ پرتھوی راج اپنے ساتھ ڈیڑھ سو راجاؤں کو تین ہزار مست ہاتھیوں کو تین لاکھ گھوڑے سوار اور پیدل بے شمار فوج کو ساتھ لے کر سلطان شہاب الدین غوری کے مقابلے میں ہندوستان کے سرسوتی دریا کے کنارے مورچے لگا کر بیٹھ گیا۔ دوسری طرف سلطان شہاب الدین غوری اپنی فوج

جس کی تعداد صرف ایک لاکھ بیس ہزار تھی لے کر سرسوتی دریا پر پہنچ گیا۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ حضرات محترم راجہ کو اپنی فوج پر ناز تھا لیکن شہاب الدین غوری کو اپنے خدا پر ناز تھا۔ راجہ کو اپنے ہاتھیوں پر ناز تھا اور سلطان کو مدینے والے پر ناز تھا راجہ کی نظر اپنے ساتھیوں راجاؤں پر تھی لیکن شہاب الدین کی نظر حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری پر تھی چونکہ راجہ پرتھوی راج کو اپنی کامیابی کا پورا پورا یقین تھا اس لیے اس نے اپنے لشکر کی ترتیب پر زیادہ توجہ نہ دی اور ساری فوج نے بیک وقت حملہ کر دیا لیکن شہاب الدین غوری نے بڑی عقلمندی کا ثبوت دیا۔ کہ اپنی فوج کے چار حصے کر دیئے اور ہر حصے کا ایک ایک سپہ سالار مقرر کر دیا شہاب الدین غوری لڑائی کے لئے ایک ایک حصے کو روانہ کرتا ایک حصہ فوج کا تھک جاتا تو دوسرا حصہ بھیج دیتا دوسرا لشکر تھک جاتا تو تیسرا حصہ بھیج دیتا تیسرا تھک جاتا تو چوتھے حصے کو بھیج دیتا ادھر راجہ پرتھوی راج کی فوج نے بھی شہاب الدین غوری کی فوج کے چھکے چھڑا دیئے لیکن ہمت شہاب الدین غوری کے سپاہیوں نے بھی نہیں ہاری لڑائی ہوتی رہی یہاں تک دوپہر کا وقت ہوگیا۔ راجہ اپنے ڈیڑھ سو راجاؤں کو لے کر ایک درخت کے نیچے جاکر بیٹھا سب نے آپس میں مشورہ کیا کہ لڑائی ختم نہیں ہو رہی اب کیا کیا جائے ہم نے تو سمجھا تھا کہ فیصلہ جلدی ہو جائے گا لیکن اب تو موت ہمارے سر پر منڈلا رہی ہے چنانچہ تمام ہندوؤں نے اپنی اپنی تلوار پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ ہم اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹیں گے جب تک فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ اب ڈیڑھ سو راجاؤں نے بھی اپنی فوج کے ساتھ مل کر لڑائی شروع کر دی قریب تھا کہ مسلمانوں کو پھر شکست فاش کا سامنا کرنا پڑتا کہ اچانک شہاب الدین غوری کو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی صورت نظر آئی اور خواجہ صاحب فرما رہے ہیں کہ اے شہاب الدین

گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ کی مدد اور مدینے والے کی نظر اور ہماری دعائیں تمہارے ساتھ شامل حال ہیں شہاب الدین نے کہا حضور میری فوج تھوڑی ہے اور ہندوؤں کی فوج بہت زیادہ ہے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے شہاب الدین اس فوج کو ہٹالو اور نیا دستہ نوجوانوں کا جو تازہ دم ہو ان ہندوؤں کے مقابلے میں بھیجو ہم بھی کھڑے ہیں چنانچہ شہاب الدین نے اس دستہ کو ہٹا لیا اور تازہ دم دستہ فوجیوں کا ہندوؤں کے مقابلے میں بھیجا بس پھر کیا تھا کہ اللہ کی مدد سے خواجہ غریب نواز کی نگاہ پاک کے صدقے سے سلطان شہاب الدین غوری کی فوج غالب آگئی اور راجے کی فوج مغلوب ہوگئی چنانچہ شہاب الدین غوری کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی اور راجہ پرتھوی راج کو شکست ہوئی راجہ نے بھاگنا چاہا لیکن وہ دریائے سرستی کے کنارے پکڑ گرفتار ہوگیا اور وہیں قتل کر دیا گیا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ راجہ پرتھوی راج کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ شہاب الدین غوری نے اس کو گرفتار کر کے غزنی بھیج دیا غزنی میں وہ کچھ دن زندہ رہا اور کچھ دن بعد وہیں سسک سسک کر مر گیا۔

شہاب الدین کی فتح کا راز

حضرات محترم آپ اندازہ لگائیں کہ ایک طرف تو تین لاکھ سوار پیدل بے شمار فوجی تھے اور دوسری طرف صرف ایک لاکھ بیس ہزار فوجی تھے۔ سامعین کرام اگر دیکھا جاتا تو یہ کوئی مقابلہ نہیں تھا اس میں صاف مسلمانوں کی شکست معلوم ہو رہی تھی اور ڈیڑھ سو راجاؤں مہاراجاؤں کو بھی یقین تھا کہ ہم مسلمانوں کو عبرتناک شکست دے کر ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلا دیں گے آئندہ کوئی مسلم طاقت ہندو

کے مقابلہ کا تصور بھی نہیں کیا کرے گی لیکن آپ نے سنا اور تاریخ ہند اس بات پر آج بھی شاہد ہے کہ جب ہندوؤں سے مسلمانوں کی لڑائی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح اور نصرت سے نوازا اور راجہ پرتھوی راج کے تمام سپاہیوں میں سے کچھ مارے گئے اور کچھ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے اور راجہ پرتھوی راج خود بھی مارا گیا اور دہلی اجمیر اور ہندوستان میں اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔ آخر ایسا کیوں ہوا حالانکہ تعداد کافروں منافقوں اور مشرکوں کی زیادہ تھی لیکن مسلمان انکے مقابلے میں آدھے بھی نہیں تھے لیکن وہ کامیاب ہو گئے وہ صرف اور صرف اس لیے کہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ کی زبان اقدس سے نکل چکا تھا اور مسلمانوں یاد رکھو اللہ والوں کی زبان سے جو بات نکل جاتی ہے اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ ضرور پورا فرماتا ہے۔ بخاری شریف مشکوٰۃ شریف ص۱۹۷ میں یہ حدیث موجود ہے کہ نبی کریم علیہ اسلام فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تبارک وتعالےٰ کے بندے جب اللہ سے جو بات بھی کہہ دیتے ہیں تو اللہ تعالےٰ ان کی ہر بات کو قبول فرماتے ہیں ایسا ہو بھی کیوں نہ جبکہ یہ اللہ والے اللہ کے ہو جاتے ہیں اور اللہ ان کا ہو جاتا ہے۔ پھر ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ

تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
کہا جو دن کو کہ شب ہے تو رات ہو کے رہی

جب سلطان شہاب الدین غوری کو فتح ہوئی اور راجہ پرتھوی راج کو شکست ہوئی تو شہاب الدین غوری اسلام کا جھنڈا لہراتے ہوئے سرسوتی دریا کو عبور کرتا ہوا آگے بڑھا کوئی راجہ سلطان شہاب الدین کا راستہ نہ روک سکا راستہ روکتا بھی کون جس کے راستے خدا کھول دے اس کے راستے کون روک سکتا ہے۔ چنانچہ شہاب الدین غوری سرستی۔ ہانسی۔ سمانہ۔ کہرام یہ تمام ہندو علاقے فتح کرتے ہوئے

اسلام کا جھنڈا لہراتے ہوئے اجمیر شریف پہنچا یہاں ہندؤوں نے تھوڑا بہت زور لگایا کہ سلطان شہاب الدین اس علاقے میں نہ آسکے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد سے اور خواجہ غریب نواز کی نگاہ پاک سے سلطان کی فوج نے ان کو بھی شکست فاش کا منہ دکھایا چنانچہ اجمیر شریف بھی فتح ہوگیا شہاب الدین نے اجمیر شریف پر بھی قبضہ کرلیا۔ اجمیر شریف کا گورنر سلطان نے راجہ پرتھوی راج کے لڑکے جس کا نام کولا تھا مقرر کیا اور اس سے یہ وعدہ لیا کہ وہ فرمانبردار بن کے رہے گا اور ہر سال مسلمانوں کو خراج ادا کرتا رہے گا۔ اس نے یہ وعدہ کیا تو شہاب الدین غوری نے اجمیر شریف کی حکومت اس کے حوالے کردی۔ تاریخ فرشتہ اول ۵۸ء۔

خواجہ شہاب الدین خواجہ معین الدین کے قدموں میں

سامعین کرام جب سلطان شہاب الدین غوری اجمیر شریف میں داخل ہوا تو شام ہوچکی تھی مغرب کی آذانیں ہونے والی تھیں کہ اچانک مغرب کی آذان شروع ہو گئی آذان کی آواز سن کر سلطان شہاب الدین غوری کو بڑا تعجب ہوا کہ اس علاقے میں یہ آذان کی آواز کہاں سے آرہی ہے حالانکہ یہ تو تمام علاقہ ہندؤوں کا ہے شہاب الدین نے وہاں اجمیر شریف کے ہندؤوں سے پوچھا کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے تو اجمیر شریف کے ہندؤوں نے بتایا کہ جناب ایک فقیر کچھ دنوں سے یہاں آئے ہوئے ہیں یہ آواز وہاں سے آرہی ہے۔ چنانچہ شہاب الدین وہ آذان سن کر ادھر ہی چل پڑا جدھر سے آذان کی آواز آرہی تھی شہاب الدین جب پہنچا تو جماعت کھڑی ہوچکی تھی۔ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ امامت فرما رہے تھے۔ جب نماز ختم ہوئی تو یکایک شہاب الدین کی نظر خواجہ غریب نواز کے چہرے انور پر پڑی۔ سلطان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یہ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے

مجھے اس فتح اور کامرانی کی بشارت سنائی تھی اور ہر مشکل میں میری مدد فرماتے رہے۔ سلطان شہاب الدین غوری اٹھا اور خواجہ معین الدین چشتی کے قدموں میں سر رکھ دیا اور قدموں کو چومنے لگا اور کافی دیر تک روتا رہا جب رونے سے فارغ ہوا تو خواجہ غریب نواز کی خدمت میں باادب ہو کر بیٹھا اور عرض کرنے لگا کہ حضور مجھے اپنی غلامی میں داخل فرما کر اور مجھے اپنی مریدی کا شرف بخشیں۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے ازراہ شفقت سلطان شہاب الدین غوری کو اپنا مرید بنالیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بارھواں وعظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَاَھْلِ سُنَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ ھُوَ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَشَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔

(پ ۲۱۔ رکوع ۱۱۔ آیت ۱۵)

اور پیروی کرو اس کے راستے کی جو میری طرف مائل ہوا۔

حضرات محترم اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ہمیں یہ تعلیم اور سبق دیا ہے کہ اے لوگو! ان لوگوں کے نقش قدم پر چلو جو میرے محبوب ہوں اور ان کا ہر قدم میری رضا پر رکتا ہو اور انکا ہر سانس میری محبت میں نکلتا ہو اور ان کی ہر ادا میرے اشارے پر ڈھلتی ہو، آئیے ذرا دیکھیں کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کس کی شان بیان فرمائی۔

علمائے تفسیر کا قول:۔

علمائے تفسیر نے فرمایا ہے کہ مَنْ اَنَابَ سے یہاں مراد سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذات کریمہ مراد ہے سامعین کرام حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انابت الی اللہ دیکھنی ہو تو آپ کی پیاری سیرت کا مطالعہ کریں آپ کو پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ کے کیسے بندے ہوتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مریدان با حق کا کیا مقام ہے۔ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مشرف با اسلام ہوئے تو حضرت سعد ابن ابی وقاص، عبد الرحمٰن بن عوف عثمان طلحہ، زبیر ابن عوام اور حضرت سعید رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو کہ عقلمندی اور دنیاوی وجاہت کاروباری تجارت میں مکہ شریف کے سر برآوادہ لوگ تھے یہ بزرگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس آئے اور آکر دریافت کیا کہ اے ابو بکر کیا تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر دی ہے اور ان پر ایمان لے آئے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں تو ایمان لے آیا ہوں اور صدق دل سے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ اسلام کی رسالت تسلیم کر لی ہے۔ اتنا جواب سنتے ہی یہ تمام بزرگ نبی کریم علیہ اسلام کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے اور کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ مکہ شریف کے ان دانشمندوں کے نزدیک اسلام کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہ تھی کہ سیدنا ابو بکر صدیق ؓ جیسا دانا اور ہوش مند شخص اس کو قبول کر چکا ہے جب ان بزرگوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی متابعت کرتے ہوئے اسلام قبول فرمایا تو اللہ تعالےٰ نے بھی فرمایا کہ۔

کہ پیروی کرو اس کے راستے کی یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی جو میری طرف مائل ہوا۔ سبحان اللہ۔ اللہ تعالےٰ

سے دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں بھی ان پاک لوگوں کی پیروی نصیب فرمائے آمین
حضرات محترم آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے وعظ میں ہم نے آپ کے سامنے حضرت
خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے دشمن پرتھوی راج کے انجام کا ذکر کیا تھا۔
جب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کا دشمن ہلاک ہوگیا تو اب سارا
اجمیر شریف آپ کا غلام بن گیا اور ہندوستان میں اسلام کا بول بولا ہوگیا۔ نبی کریم
صلی اللہ تعالٰی وسلم کے دین کا جھنڈا بڑے بڑے بت کدھوں پر لہرانے لگا وہ لوگ
جو پہلے بتوں کو اپنا معبود سمجھتے تھے مورتیوں کو اپنا تن من سمجھتے تھے اب انہوں
نے بتوں کو پاش پاش کر کے خواجہ صاحب کے فرمان کے مطابق اللہ تعالٰی کی
عبادت کرنی شروع کر دی، خدا کی بارگاہ میں اپنا سر جھکانا شروع کر دیا رام رام
کرنے والوں نے یارسول اللہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے لگانے
شروع کر دیئے۔ غرضیکہ ہندوستان اب اسلام کے سورج کی شعاعوں سے چمک
اٹھا جب خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے ۹۰ لاکھ ہندوؤں کو کلمہ پڑھا کے
اللہ تعالٰے کا پیارا بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا امتی بنا دیا تو حضرات محترم
ابھی خواجہ صاحب نے شادی نہیں فرمائی تھی کیوں اس لئے کہ خواجہ غریب نواز
نے اسلام کو پھیلانے کا اور بتوں کو پاش پاش کرنے کا مدینہ شریف کے والی سے وعدہ
کیا ہوا تھا جب یہ ہندوستان اسلام کا چمنستان بن گیا تو حضرت خواجہ غریب نواز
رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک اس مقام پر پہنچ گئی جس میں عموماً بندے شادی نہیں کرتے
اور ادھر خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالٰے عنہ نے بھی ارادہ فرمالیا کہ اب میں شادی
نہیں کروں گا لیکن ؟

خواجہ غریب نواز کی شادی

ادھر تو خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شادی نہ کرنے کا ارادہ فرمایا اور ادھر رات کو آقائے دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دیدار پرانوار سے مشرف فرمایا۔ خواجہ غریب نواز نے خواب میں نبی کریم علیہ اسلام کی قدم بوسی کی تو نبی کریم علیہ اسلام نے فرمایا بیٹے؛ حسن عرض کی جی آقا نبی کریم علیہ اسلام نے فرمایا بیٹا حسن تو ہمارے دین کا معین ہے تیرا نام معین الدین ہے یعنی دین کا مددگار عرض کی آقا یہ سب آپ کی نگاہ کرم کا صدقہ ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹا تم شادی کر لو کیونکہ شادی کرنا ہماری پیاری سنت ہے اور تجھ جیسے آدمی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ ہماری سنت محبوبہ کو چھوڑ دے۔ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی آقا میں ضرور آپ کی پیاری سنت پر عمل کروں گا۔ چنانچہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایک بڑی مقدس خاتون جس کا نام اَمتہُ اللہ تھا۔ اس کے ساتھ شادی فرمائی۔ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے یہ شادی ۵۹۰ھ بمطابق ۱۱۹۴ء میں بی بی آمتہُ اللہ کے بطن اقدس سے حضرت سید خواجہ فخرالدین رحمتہ اللہ علیہ خواجہ حسام الدین رحمتہ اللہ علیہ اور بی بی حافظ جمال رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہا پیدا ہوئیں۔ اقتباس الانوار ۱۴۳

خواجہ غریب نواز کی دوسری شادی

اجمیر شریف کے اندر ایک بہت بڑے بزرگ رہتے تھے جن کا نام تھا۔ سید وجہیہ الدین مشہدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی ایک بیٹی تھی جن کا نام تھا بی بی عصمت اللہ رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہا یہ بی بی صاحبہ صورت سیرت کے لحاظ سے بڑی پاکیزہ تھی۔ ہر وقت اللہ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

کی یاد میں مست رہتی تھی جب آپ جوان ہوئیں تو آپ کے بابا حضرت سید وجیہہ الدین مشہدی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ کو آپ کے رشتہ کی اور آپ کی شادی کی فکر لاحق ہوئی کہ کوئی اچھا سا رشتہ مل جائے تاکہ بیٹی کو باعزت طریقہ سے گھر الوداع کر دوں۔ لیکن کوئی رشتہ مناسب آپ کو نظر نہ آیا آپ بڑے فکر میں پڑ گئے اور تھی بھی بات فکر والی آپ جانتے ہیں کہ جس کی بیٹی گھر میں جوان ہو مناسب رشتہ نہ ملے تو وہ ماں باپ کتنے پریشان ہو جاتے ہیں۔ یہ باتیں اولاد والے ہی جانتے ہیں خیر، تو سید وجیہہ الدین مشہدی کی پریشانی دن بدن بڑھتی گئی ایک رات سید صاحب اللہ کی عبادت کرتے کرتے سو گئے جب آنکھ لگی تو نصیبا جاگ گئے نبی کریم علیہ اسلام کے نواسے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ خواب میں تشریف لے آئے اور فرمایا وجیہہ الدین! وجیہہ الدین نے دست بدست عرض کی جی حضور فرمایا کہ میں آپ کے پاس نانا جان امام الانبیاء و تاجدار رسل حضرت احمد مجتبیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ وجیہہ الدین نے عرض کی حضور میرے آقا نے کیا حکم فرمایا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ بیٹا نبی کریم علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وجیہہ الدین کو جاکر کہہ دو کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اپنی بیٹی عصمت اللہ کا نکاح خواجہ معین الدین سے کر دو جب سید وجیہہ الدین مشہدی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ خواب دیکھا تو حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے جاکر سارا خواب سنایا۔ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے جب یہ خواب سنا تو فرمایا کہ وجیہہ الدین اگرچہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اب یہ عمر شادی کی نہیں ہے لیکن نبی کریم علیہ اسلام کے فرمان کے مطابق مجھے یہ رشتہ قبول ہے۔ سبحان اللہ۔ حضرات گرامی غور

فرمائیے کہ شادی آج ہم بھی کرتے ہیں شادی خواجہ غریب نوازؒ نے بھی فرمائی لیکن ان دونوں شادیوں میں بڑا فرق ہے تمہاری میری شادی والدہ کرتی والد کرتا، چچا کرتا ہے خالو کرتا ہے نانا کرتا ہے دادا کرتا ہے ماما کرتا ہے لیکن قربان جاؤں غریب نواز تیری شادی پر کہ شادی تو نے کی لیکن شادی کرائی تو سارے جگ کے آقا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے، سبحان اللہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالٰے علیہ نے دوسری شادی بھی نبی کریم علیہ اسلام کے فرمان کے مطابق سید وجیہہ الدین مشہدی کی پاکیزہ بیٹی سیدہ عصمت اللہ مشہدی سے ۶۲۰ھ بمطابق ۱۲۲۳ء میں کی۔ سیدہ عصمت اللہ کے بطن اقدس سے شیخ ابوسعید رحمتہ اللہ تعالٰی پیدا ہوئے۔ حضرات محترم خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالٰے عنہ نے جب دیکھا کہ اجمیر شریف میں لوگ خدا خدا کرنے لگے ہیں اور اجمیر شریف کے لوگوں کی رگوں میں عشق مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی لہر دوڑ گئی ہے اور اب یہ کبھی بھی خدا کو چھوڑ کر بتوں کی طرف نہیں جائیں گے۔ اور مسجدوں سے بھاگ کر صنم خانوں میں نہیں جائیں گے اور یہ گنگا کی تعظیم کرنے کی بجائے اب یہ آب زم زم کی تعظیم کریں گے۔ تو خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالٰے عنہ نے پورے ہندوستان کے تبلیغی دورے فرمائے اور دین مصطفٰے صلی اللہ علیہ اسلام کی طرف بلایا اور لوگوں کو خدائے ذوالجلال کی توحید کے دلائل بتائے اور لوگوں کو سمجھایا کہ اے اللہ کے بندو یہ بت جن کی تم شب و روز پوجا کرتے ہو یہ جھوٹے ہیں یہ نہ تمہیں کوئی نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان اور یہ تو بیچارے اتنے عاجز ہیں کہ ان کے چہروں پر کوئی مکھی بیٹھ جائے تو یہ مکھی اڑانے کی بھی طاقت نہیں رکھتے چہ جائیکہ تمہاری حاجتوں کو پورا کریں۔ لہذا انکی پوجا چھوڑو آؤ اس خدا کی طرف جس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا آؤ اس معبود کی طرف جو ہماری ہر حاجت

کو پورا فرماتا ہے آؤ اس خالق کائنات کے حضور جو ہمیں بیٹے بیٹیاں عطا فرماتا ہے
آؤ اس رب العالین کی طرف جو سب کو کھلاتا ہے لیکن خود نہیں کھاتا آؤ اس
رحمٰن رحیم کے دربار میں جس نے ہمیں انسان بنایا اپنے آخری نبی کریم علیہ اسلام کا
امتی بنایا۔ محترم سامعین کرام جب میرے خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ
ایسے پیارے دلائل اور وعظ فرماتے تو لوگوں کی کثرت آپ کے ہاتھوں پر بیعت
کر کے مسلمان ہو جاتے اور خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہو جاتے
سبحان اللہ۔ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ علیہ کا باوفا اور ساتھ نہ چھوڑنے
والا مرید حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالےٰ عنہ خواجہ غریب نواز
کے فرمان کے مطابق اجمیر شریف سے دہلی تشریف لائے اور وہاں پر لوگوں کو
دین اسلام کی بھی تبلیغ فرمائی۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے
دہلی میں کئی لوگوں کو کلمہ شریف پڑھا کر مسلمان کیا اور کچھ ہی دنوں کے لبعد خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے ایک خط خواجہ غریب نواز رحمتہ
اللہ تعالےٰ کی خدمت میں ارسال کیا اور خط میں لکھا کہ حضور میں بڑا بے تاب ہوں
کہ کس وقت آپ کا دیدار ہو اور آپ کی زیارت سے مستفیض ہوں اگر حکم
فرمائیں تو میں اجمیر شریف دوبارہ حاضر ہو کر آپ کی خدمت میں زندگی کے ایام
بسر کروں سبحان اللہ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جواب فرمایا کہ بیٹا
قطب الدین اب تم اجمیر نہیں آؤ گے بلکہ دہلی میں ہی رہو گے کیونکہ میں نے دہلی
کی حکومت تمہارے حوالے کر دی ہے اب تم دہلی اور گرد و نواح والوں کے
بیے غوث اور ولی بن کے رہو گے اور دہلی کا سارا روحانی اور قدرتی انتظام خدا
نے تمہارے سپرد فرما دیا ہے کیونکہ تم اللہ تعالےٰ کے ولی ہو اور ولی خدائے پاک
کا نائب ہوتا ہے اور بیٹا گھبراؤ نہیں ہم خود چل کر دہلی تمہارے پاس تشریف لائیں

گے۔ انشاءاللہ۔ سامعین کرام جب یہ خط حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ کو ملا تو آپ بڑے خوش ہوئے کہ حضرت تشریف لائیں گے اور زیارت بھی
کرا جائیں گے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں تشریف رکھتے ہوئے
لوگوں کو اسلام کی تبلیغ فرماتے اور لوگوں کو اپنا مرید بھی بناتے بہت سارے مریدین
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس رہتے اور پیر کامل
کے بتائے ہوئے وظائف پڑھتے اور مدارج طے کرتے جاتے۔ سفینۃ الاولیاء ص۱۳۱

خواجہ غریب نواز دہلی میں

حضرات محترم خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب یہ خط اپنے مرید باوفا
کو روانہ فرمایا تو خط لکھنے کے چند روز بعد خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ
عنہ اجمیر شریف سے دہلی تشریف لے گئے اور خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات
فرمائی اور چند روز دہلی میں رہ کر لوگوں کو فیض پہنچاتے رہے۔ جب خواجہ غریب
نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی پہنچے تو دہلی اور گردونواح کے لوگ جوق در جوق حضور
غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کا شرف حاصل کرنے
لگے خواجہ غریب نواز جتنے دن تک دہلی میں رہے تو لوگوں کو خوب جی بھر کے
دیدار کے ساتھ فیضان چشتیہ بھی عطا فرمایا اور کئی بے دینوں کو دین کا سپاہی بنا
دیا کئی چوروں کو امین بنا دیا کئی ڈاکوؤں کو دین کا تابعدار بنا دیا کئی بت پرستوں کو
خدا پرست بنا دیا کئی لٹیروں کو ایک نظر کرم سے ولی اور غوث بنا دیا حتیٰ کہ جس
طرف نگاہ کرم اٹھتی گئی لوگوں کا بیڑا پار ہوتا گیا ہر آدمی استطاعت کے مطابق
فیض بھی لیتا جاتا اور گویا زبان حال سے کہتا بھی جاتا کہ ع

تمہیں سے ہم کو حاصل ہو گیا حق کا پتہ یا خواجہ

تمہارے در نے دکھادی ہمیں راہ خدا یا خواجہ

میں اپنے راز کو اے رازؔ خود ہی فاش کرتا ہوں

ہیں میری ابتداء خواجہ ہیں میری انتہا خواجہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی خوب جی بھر کے اپنے خواجہ کا دیدار کیا اور جی بھر کے فیضیاب بھی ہوئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو بھی اپنے فیض سے سیراب فرمایا اور جتنے بھی حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے مریدین تھے اور وہی ڈیرے لگائے ہوئے خواجہ قطب الدین کے در پر پڑے تھے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بتائے ہوئے اوراد پڑھتے تھے ان کو بھی نگاہ کرم سے کامیاب اور کامران کر دیا۔

بابا فرید گنج شکر کی قسمت :-

سامعین کرام خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام اپنے مرید کامل خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں کو فیضیاب کر دیا جب حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی سے اجمیر شریف جانے لگے تو فرمایا بیٹا قطب الدین عرض کی جی حضور فرمایا بیٹا میں اجمیر جا رہا ہوں کوئی پیاسا رہ تو نہیں گیا جس کو رحمت کا پانی نہ ملا ہو کوئی مرید خالی تو نہیں بچ گیا جن کو ہماری طرف سے فیض نصیب نہ ہوا ہو تو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی حضور ویسے تو سب پر کرم ہو گیا ہے لیکن میرا ایک مرید مسعود ی رہ گیا ہے جس کو ابھی فیض نہیں ملا۔ سامعین کرام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ

تعالیٰ علیہ کے ایک مرید تھے جن کا نام تھا۔ شیخ مسعود فرید گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ملتان شریف پاکستان میں پیدا ہوئے تھے اس وقت بابا فرید گنج شکر ملتان میں مولانا منہاج ترمذی کے پاس کتاب النافع پڑھتے تھے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی سے ملتان تشریف لائے تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اسی مسجد میں تشریف لے گئے جہاں بابا فریدالدین تعلیم حاصل کرتے تھے ۔ جب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نماز کے لیے تشریف لے گئے تو بابا فریدالدین مسجد کے ایک کونے میں وہی کتاب نافع کا مطالعہ فرما رہے تھے خواجہ قطب الدین کی نگاہ پاک نے پہچان لیا کہ یہ بچہ جو آج ایک کونے میں بیٹھ کر کتاب پڑھ رہا ہے کل یہ ہی بچہ دنیا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا سبق پڑھائے اور اپنے زمانے کا بہت بڑا عالم ہو گا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے بابا فرید کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا بیٹا کیا پڑھتے ہو تو بابا جی نے عرض کی حضور نافع پڑھتا ہوں تو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا بیٹا انشاءاللہ تیرے لئے نافع ہی ہو گی بس یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً قدموں میں پڑھ گئے اور حضرت کے مرید ہو گئے جب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ واپس ہندوستان دہلی جانے لگے تو بابا فرید نے عرض کی حضور میں بھی آپ ساتھ آؤنگا لیکن خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا بیٹا ابھی نہیں پہلے تم ظاہری علوم حاصل کر لو پھر میرے پاس دہلی آجانا۔ چنانچہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلی چلے گئے جب بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے علوم ظاہری سے فارغت کی تو اپنے پیر خانے دہلی تشریف لے گئے اور پیر صاحب کی خدمت میں رہنے لگے پیر صاحب نے ایک علیحدہ کمرہ دے دیا تھا کہ فرید یہاں بیٹھ کر اللہ اللہ

کئے جاؤ جب کام پورا ہو جائے گا تو تمہیں اجازت مل جائے گی بابا فرید ایک کمرے میں دن رات عبادت کرنے لگے جن دنوں میں خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اجمیر شریف سے دہلی تشریف لائے تو بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی میں پیر صاحب کے بتائے ہوئے ایک خاص کمرے میں وظائف میں لگے ہوئے تھے تو خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب اجمیر شریف جانے لگے تو خود فرمایا بیٹا قطب الدین کوئی مرید رہ تو نہیں گیا جس کو یہ نعمت چشتیہ نہ ملی ہو تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی حضور اور تو کوئی نہیں ایک مسعودی یعنی بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رہ گئے ہیں خواجہ قطب الدین پیار سے بابا فرید کو مسعودی فرمایا کرتے تھے۔ خواجہ قطب الدین نے عرض کی حضور اور تو سب کو حصہ مل گیا ہے لیکن مسعودی جو چلّا میں بیٹھا ہوا ہے اس کو ابھی حصہ نہیں ملا سبحان اللہ۔

بابا فریدؒ کا عروج

خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بیٹا قطب الدین آؤ تمہارے اس مرید کو دیکھیں اور اس کو فیض چشتیاں عطا فرمائیں۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مرشد خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ساتھ لے کر اس حجرے میں تشریف لے گئے جہاں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ چلّے میں تشریف فرما تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کر رہے تھے بابا فرید کے حجرے پاک کا دروازہ کھولا گیا بابا فرید اپنی مستی کے عالم میں اللہ اللہ کی ضربیں لگا رہے تھے اور آپ کے چہرہ انور کی روشنی سے سارا کمرہ منور تھا جب آپ اللہؐ کی ضرب لگاتے تو زبان اقدس سے نور کی شعاعیں نکلتی جونہی

دروازہ کھلا بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنا سر انور اٹھایا تو کیا دیکھا دروازہ پر پیر کامل خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور پیر کامل کے مرشد حضرت خواجہ غریب نواز سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لا چکے ہیں بابا فرید گنج شکر کی سیرت پاک کا مطالعہ فرمائیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ جب یہ دونوں بزرگ بابا فرید کے حجرے میں تشریف لائے تو بابا فرید اتنے ضعیف اور کمزور ہو چکے تھے کہ اپنے پیر اور پیر کے مرشد کی تعظیم کے لیے کئی مرتبہ اٹھنے کی کوشش فرمائی لیکن جب بھی اٹھتے تو کمزوری اور ضعیفی کی وجہ سے زمین پر گر پڑتے اور تعظیم کے واسطے کھڑے نہ ہو سکے آخر کار آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے اور ایک مرتبہ اپنے پیر کی طرف دیکھا گویا آنکھوں آنکھوں میں اشارہ کر دیا کہ پیر کامل میں اٹھ تو نہیں سکتا گستاخی معاف کرنا اور ساتھ ہی سر انور خواجہ قطب الدین کے قدموں میں جھکا دیا۔ جب خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا قطب الدین عرض کی جی حضور فرمایا بیٹا کب تک اس بیچارے کو ریاضت اور چلا کشی میں رکھو گے جو کچھ دینا ہے وہ دے دو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے عرض کی حضور آپ کے ہوتے ہوئے میری کیا مجال ہے کہ آپ کے ہوتے کچھ اس کو بخشوں حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا بیٹا اس کا تعلق تمہارے ساتھ ہے جو کچھ پائے گا یہ تمہیں سے پائے گا پھر حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا کہ بختیار شہباز عظیم بقید۔ بختیار تم نے ایک بہت بڑے شہباز کو اپنے دام پھانسا ہے۔ آوردہ کہ جز بد سدرۃ المنتہیٰ آشیاں نگیرد۔ قطب الدین تیرے اس مرید کی پرواز بڑی اونچی ہے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ سے بھی اوپر۔ فرید شخصیت کہ خانوادہ درویشاں منور سازد۔ اور یہ ایک ایسی شمع ہے جس سے درویشوں کے گھروں میں اجالا ہو جائے گا۔

بابا فرید کی مقبولیت :۔

یہ بات فرمانے کے بعد خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا قطب الدین آؤ تمہارے مرید کو چلّے سے اٹھائیں اور اسے فیضیاب کریں۔ سامعین کرام خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا دایاں ہاتھ پکڑا اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے بایاں بازو پکڑا اس طرح دونوں بزرگوں نے بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو چلّے سے اٹھایا پھر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ مولا کریم ہمارے فرید کو قبول فرما اور اس درویش کو کمال مرتبہ پر پہنچا۔ خدائے ذوالجلال کی طرف سے غیبی آواز آئی کہ اے معین الدین ہم نے تیرے فرید کو قبول فرمالیا ہے اور اسکو زمانے کا یکتا بنا دیا ہے سبحان اللہ۔ خواجہ غریب نواز نے فرمایا بیٹا فرید تمہارے لیے مبارک کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمالیا ہے اور تمہیں وحید عصر یعنی زمانے کا یکتا بنا دیا ہے۔ بابا فرید گنج شکر مسکرانے لگے اور گویا زبان حال سے کہنے لگے۔

تمہارے در پر آکر دین و دنیا پا لیئے میں نے
تمہیں سے ہو رہے ہیں دونوں عالم کی بنا خواجہ
رہے شان کریمی اب میرے دامن میں سب کچھ ہے
مری امید سے تم نے دیا مجھ کو سوا خواجہ
مرے عالم کو اے سبزاد اہل دل ہی سمجھیں گے
زبان عشق سے کہتا ہوں میں ہر وقت یا خواجہ

پھر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو

ہدایت فرمائی کہ اسم اعظم جو خواجگان چشت اہل بہشت میں سینہ بسینہ چلا آرہا ہے۔ اسے تلقین کرو جب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے باباجی کو اسم اعظم کی تلقین فرمائی تو بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ پر علم لدنی کے دروازے قدرت نے کھول دیئے اور تمام حجابات کے پردے اٹھ گئے اور اب بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر پاک کا یہ حال ہوگیا کہ آپ بیٹھے زمین پر ہوتے لیکن نظریں سدرۃ المنتہٰی پر ہوتیں خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے پھر بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ کو چشتیوں فقیروں کی خلعت اور جبہ عطا فرمایا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے بابا فریدالدین گنج شکر کے سرانور پر چشتیوں کی دستار انور باندھی اور دیگر سلسلہ چشتیہ کے تحائف اور لوازمات عطا فرمائے۔ پھر خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا قطب الدین تمہارا مرید بڑی شان والا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تمہارے مرید سے بڑی فیضیاب ہوگی یہ فرماکر خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ دہلی سے اجمیر شریف تشریف لے گئے سبحان اللہ۔ پھر جو خواجہ غریب نواز نے فرمایا وہ پورا ہوا کیسے کہ پورے ہندوستان کے ولیوں نے بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ سے فیض لیا اور آج بھی پاکپتن شریف پاکستان میں آپ کے مزار پاک سے اولیاء کرام اور عوام دونوں جھولیاں بھر بھر کے فیض حاصل کر رہے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی بابا فریدالدین گنج شکر کے فیض سے فیضیاب فرمائے آمین ثمہ آمین۔

سامعین محترم خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ واپس اجمیر شریف تشریف لے گئے اور خدا کی یاد میں مشغول ہوگئے خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ آپ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام فرماتے۔

ساری ساری رات اللہ تعالیٰ کے حضور رو رو کر گڑ گڑا کر دعائیں مانگتے اور ساری زندگی عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرماتے تھے دن رات میں دو قرآن مجید ختم فرماتے تھے یہی وجہ تھی کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مرید خاص خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سے بڑی محبت فرماتے تھے اور جب بھی آپ کو دیکھتے تھے تو بڑی، خوشی کا اظہار فرماتے اور فرماتے تھے کہ اے مریدو دیکھو یہ ہمارا مرید حسن معین الدین یہ ہمارا ہی محبوب نہیں صرف میں ہی اپنے مرید خاص معین الدین سے محبت نہیں کرتا بلکہ ساری کائنات کا خالق و مالک رب العالمین بھی میرے مرید معین الدین سے محبت فرماتا ہے اور میرے اس مرید اور اپنے اس بندے پر فرشتوں کے درمیان فخر فرماتا ہے اور اے میرے مریدو تم تو میرے مرید ہو لیکن یہ معین الدین میری مراد ہے اور تمہیں تو اپنے پیر یعنی (خواجہ عثمان ہرونی) پر ناز ہے اور مجھے اپنے اس مرید معین الدین پر ناز ہے۔ سبحان اللہ۔

خواجہ غریب نواز کی مریدوں پر مہربانی

جس طرح خواجہ عثمان ہارونی یا ہرونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے مرید خاص خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ محبت تھی اسی طرح خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی اپنے مریدوں پر بڑا فخر تھا اور مریدوں سے بڑی محبت فرماتے تھے اور ہر وقت اپنے مریدوں کے لیے دعائے خیر اور دعائے مغفرت فرماتے تھے۔ اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اے میرے مریدو تمہارا مرشد تمہارا پیشوا تمہارا پیر معین الدین اس وقت تک قیامت کے دن جنت میں قدم نہیں رکھے گا جب تک اپنے مریدوں کے مریدوں کے

مریدوں کے مریدوں کو اور جو قیامت تک میرے سلسلے میں داخل ہوں گے انکو ساتھ لے کر جنت میں داخل ہوں گا سبحان اللہ۔ سبحان اللہ قربان جائیں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی شفقتوں کے۔ میرے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگار امتیو ذرا سوچو غور کرو جب ہمارے پیارے کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے غلاموں کی اپنے مریدوں پر شفقتوں کا یہ عالم ہے تو میرے پیارے آمنہ مائی کے لعل حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند والضحیٰ کے چہرے والے والیل کی عنبریں زلفوں والے مازاغ کی نورانی آنکھوں والے طٰہٰ کے نورانی سینے والے یٰسین کے دستار والے سیدنا و مولانا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقتوں اور رحمتوں کا قیامت کے دن کیا عالم ہوگا۔ اللہ اللہ۔ اس وقت میرے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم ہوگا۔ کیا کہ میاں محمد رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے کہ کملی والا فرمائے گا۔

کملی دا گھونڈ کھول کے سوہنا تے کردا پیا آوازہ
آؤ لوکو کھلن لگا جے تے ہن رحمت دا دروازہ

یعنی نبی کریم علیہ اسلام قیامت کے دن اپنی رحمت کی چادر کھول کر فرمائیں گے کہ آؤ میرے امتیو آؤ! اب میں نے اللہ کو منا کر شفاعت کے دروازے کھولا لیئے ہیں اب آؤ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست رحمت سے رحمت کے دروازے کھولنے لگا ہوں سبحان اللہ۔ اُمتی جب نبی کریم علیہ اسلام کی شفقت و رحمت جب دیکھیں گے تو گویا یوں پکار پڑھیں گے جس کا نقشہ جناب محمد علی ظہوری قصوری نے کھینچا قصوری صاحب فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی گویا یوں کہیں گے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے دُلارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
غمزدہ امتوں کے سہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

روزِ محشر کہے گی یہ خلقِ خدا
اے سب کے مشکل کشا تیری کیا بات ہے

یہ نبی کریم علیہ اسلام کا کرم ہوگا کہ ہم گناہ گاروں کو بھولیں گے نہیں وگرنہ آپ کا مقام تو اللہ تعالےٰ نے اتنا بلند کیا ہے کہ ان کے مقام کی حد کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا لیکن قربان جاؤں اتنے اونچے ہو کر ہم جیسے نیچوں کو کبھی نہیں بھولیں گے اللہ اکبر کیا خوب نقشہ کھینچا شاعر نے کہ ؎

ہیں نیواں تے میرا مرشد صلی اللہ علیہ وسلم اچا نے اساں اچیاں دے سنگ لائی
صدقے جاواں اینہاں اچیاں کولوں جناں نیوں ں دے نال نبھائی
میں کوجھا میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوہنا جھندے ہتھ اساں بانھ پھڑائی
ہر دم جیوے اوہ گمبند والا جس نے ساڈے نال نبھائی

ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں جانے کا حکم فرمائیں گے تو میں اس وقت تک جنت میں قدم نہیں رکھوں گا جب تک میرے قیامت تک آنے والے مریدین جنت میں داخل نہیں ہوں گے ۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر وقت حالت استغراق میں رہتے تھے آنکھیں بند رکھتے تھے جب نماز کا وقت ہوتا تو اپنی آنکھیں مبارک کھولتے تھے اس وقت حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ کی نظروں کا یہ عالم ہوتا تھا کہ جو بھی سامنے آجاتا اس وقت جس پر بھی آپ کی نظریں پڑجاتیں تو اس کا کا بیڑا پار ہو جاتا اگر ڈاکو ہوتا تو امین بن جاتا چور ہوتا تو شریف بن جاتا زانی ہوتا تو نمازی بن جاتا اگر کافر ہوتا تو مسلمان ہو جاتا اگر نمازی ہوتا تو ولی بن جاتا اگر ولی ہوتا تو ولیوں کا پیشوا بن جاتا ۔ جب خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ کا کرم تو جھولیاں بھرنے

والے گویا یوں کہتے تھے ۔

ایہہ محفل کرماں والی اے سبحان اللہ سبحان اللہ
اُہدا ہر اک رنگ جمالی اے سبحان اللہ سبحان اللہ
اے جان ہے کل جہاناں دی ، اوہ شان ہے ساریاں شاناں دی
ایندا ہر اک بنے سوالی اے ، سبحان اللہ سبحان اللہ

خواجہ غریب نواز کی شان

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ علیہ کے مرید خاص خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ ہر سال بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے اجمیر شریف سے تشریف لے جاتے تھے کسی سواری پر نہیں بلکہ قوتِ ربانی اور قوت ایمانی اور روحانی قوت سے تشریف لے جاتے اور حج کر کے کعبے شریف کا دیدار کر کے واپس اجمیر شریف تشریف لے آتے یہی طریقہ آپ کا ہر سال ہوتا لیکن جب آپ ولایت کے درجوں پر فائز ہوئے اور محنت ومشقت کے دریا عبور کرتے ہوئے مرتبہ کمال کو پہنچے اور عروج کی حد کو چھونے لگے تو پھر آپ کا یہ معمول ہوگیا کہ آپ عشاء کی نماز اجمیر شریف کی جامع مسجد میں باجماعت ادا فرماتے اور پھر اپنے حجرے میں تشریف لے جاتے جب صبح کی نماز کا ٹائم ہوتا تو آپ کے حجرے انور کا دروازہ کھل جاتا جب آپ باہر تشریف لاتے تو آپ کے چہرے انور کی شعاؤں سے پورا اجمیر شریف روشن ہو جاتا مرید پوچھتے حضور آپ کہاں تشریف لے گئے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ اے میرے مریدو میں عشاء کی نماز تو تمہارے ساتھ ادا کرتا ہوں لیکن ساری رات میں اللہ تعالےٰ کے نورانی گھر کعبتہ اللہ شریف کی زیارت کے لئے ہر روز اجمیر شریف

سے کعبہ شریف کی زیارت کے لئے مکہ شریف چلا جاتا ہوں اور جب صبح کی نماز کا
ٹائم ہوتا ہے تو واپس مکہ شریف سے اجمیر شریف پہنچ جاتا ہوں۔ حضرات محترم آپ
غور فرمائیں کہ ہندوستان سے مکہ شریف کتنی دور ہے سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں
میل دور ہے تو اب آپ سوچیں کہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ کیسے مکہ شریف
اتنا فاصلہ طے کر کے عشاء کے بعد جاتے اور صبح کی نماز سے پہلے اجمیر شریف
تشریف لے آتے اور اس زمانے کوئی ریل نہیں تھی بسیں نہیں تھیں کاریں نہیں تھیں
ہوائی جہاز نہیں تھے تو سوچو پھر کس پر جاتے تو یاد رکھو یہ اللہ والے کسی مادی جہاز
پر سوار نہیں بلکہ روحانی اور نورانی جہاز پر سوار ہوتے ہیں مادی اور دنیاوی جہاز
کی رفتار کا تو یہ عالم ہے کہ ایک گھنٹے میں ایک ہزار کلومیٹر کا فاصلہ طے کرتا ہے
لیکن نورانی اور روحانی رفتار کا یہ عالم ہے کہ اس کی رفتار اس قدر اونچی ہے
کہ اگر ابھی زمین پر ہے تو ایک سیکنڈ میں آسمانوں پر اور اگر آسمانوں پر ہے تو
ابھی آنکھ جھپکی نہیں کہ سدرۃ المنتہیٰ پر۔ اللہ اللہ۔ یہی وہ نورانی جہاز تھا جس
پر سوار ہو کے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر روز اجمیر شریف سے مکہ
شریف اور مکہ شریف سے اجمیر شریف تشریف لے آتے جاتے تھے سبحان اللہ۔
جب نبی کریم علیہ اسلام کے غلاموں کی رفتار کا یہ عالم ہے تو آقائے دو جہاں
حضرت سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کا کیا عالم ہو
گا اللہ اکبر۔

روتی ہوئی کو ہنسا دیا:

اجمیر شریف کے حاکم نے ایک آدمی کو بغیر کسی قصور کے اور بغیر کسی جرم کے
پھانسی پر چڑھا دیا جب وہ آدمی پھانسی پر چڑ گیا تو لوگوں نے اس کی ماں کو

بتایا کہ اماں حاکم وقت نے تمہارے بیٹے کو سولی پر چڑھا دیا ہے لہٰذا جاؤ اور اس کی لاش کو لے آؤ۔ وہ بڑھیا روتے لگی اور بجائے بیٹے کی لاش لے جانے کے میرے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کے دربار میں پہنچی حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اپنے آستانے پر تشریف فرما تھے اور خدا کی یاد میں مست تھے۔ اس عورت نے زار و قطار رونا شروع کر دیا میرے خواجہ نے فرمایا کہ مائی کیا بات ہے کیوں روتی ہے تمہیں کس نے تکلیف پہنچائی ہے بتا یہاں کیوں آئی ہے مائی نے روتے ہوئے کہا حضور میرا ایک ہی بیٹا تھا میری زندگی کا سہارا میرے دل کا ارمان میری آنکھوں کا چین، میرے دل کی ٹھنڈک۔ فرمایا بی بی اس کو کیا ہوا ہے عرض کی حضور اجمیر شریف کے حاکم نے میرے بیٹے کو بغیر کسی جرم کے بغیر کسی قصور کے پھانسی پر چڑھا دیا ہے حضور میرا گھر لٹ گیا میری زندگی کا سہارا چھن گیا اب آپ بتائیں میرا کیا بنے گا میری زندگی بغیر بیٹے کے کیسے گزرے گی۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ نے جب یہ بات سنی تو جلال میں آگئے اپنے مصلےٰ پاک سے اٹھے اور اپنا ہی ڈنڈا مبارک ہاتھوں میں لیا اور فرمایا بی بی چل میرے ساتھ اور مجھے دکھا تمہارا بیٹا کہاں سولی پر چڑھایا گیا اور اس کی لاش کہاں ہے۔ بی بی خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کو اپنے ساتھ لے کر چل پڑی اور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کو اس مقام پر لے گئی جہاں اس کے بیٹے کو سولی پر چڑھایا گیا تھا جہاں اس کے بیٹے کی لاش پڑی تھی۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ مقتول کی لاش کے قریب پہنچ گئے اور آپ نے اپنے ہاتھ کا اشارہ اس مقتول کی لاش اور اس بڑھیا کے بیٹے کی طرف کیا اور زبان حال سے فرمایا کہ اے مقتول اگر حاکم وقت نے تمہیں بے قصور اور بغیر کسی جرم کے پھانسی پر چڑھایا ہے تو معین الدین تمہیں حکم دیتا ہے قُم بِاِذنِ اللّٰہِ اللہ تعالٰے کے حکم سے کھڑا ہو جا اور پھانسی کے تختے کے نیچے اتر آ اور آ کر اپنی ماں

کو دلاسہ دے تاکہ تیری ماں کو تسلی ملے۔ حضرات محترم خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالے علیہ نے جب یہ فرمایا تو وہ آدمی خدا کی قدرت سے زندہ ہوگیا اور پھانسی کے تحت سے اتر کر سیدھا ماں کے قدموں میں آیا ماں نے کہا بیٹا میرے قدموں میں نہ جھک بلکہ اپنے مرشد خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالے علیہ کی قدم بوسی کر اور ان کا شکریہ ادا کر جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں نئی زندگی عطا فرمائی ہے وہ آدمی خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالے علیہ کے قدموں میں گر گیا اور گویا۔ یوں کہنے لگا جس کا ترجمہ جناب عبدالستار نیازی صاحب نے فرمایا۔

بعد موت ہوئی دید تیری دیکھتے ہی ہوئی عید میری
سامنے تم رہو یونہی بیٹھے آرہے ہیں مزے بندگی کے
تیرے در سے سوالی نہ جائیں جو بھی آئے ہیں خالی نہ جائیں
یہ جہاں والے ہم کو وگرنہ طعنے دیں گے تیری دوستی کے

مُرید کا قرضہ اتار دیا

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالے علیہ جو کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالے علیہ کے خاص خلیفہ اور خاص خادم اور آپ کے سچے جانشین تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالے علیہ کی خدمت میں گزارہ ہے لیکن میں نے کبھی بھی آپ کو کسی مرید پر یا عام آدمی پر غصہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ آپ ہمیشہ مسکراتے اور پیار و محبت سے ہر انسان کو سمجھاتے تھے لیکن ایک مرتبہ میں نے اپنے پیر و مرشد خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالے علیہ کو غصہ و جلال میں دیکھا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مرید خاص شیخ علی رحمتہ اللہ تعالے علیہ کے ساتھ کہیں کام کے لیے تشریف لے جا

رہے تھے چلتے چلتے ایک آدمی آپ کو ملا جس نے آپ کے مرید خاص شیخ علی سے کچھ قرضہ لینا تھا اس نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے شیخ علی کا راستہ روک لیا اور قرضہ لینے والا کہنے لگا کہ شیخ علی جب تک میرا قرضہ ادا نہیں کرو گے میں تمہیں یہاں سے جانے نہیں دونگا۔ جب یہ منظر خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دیکھا تو آپ نے بڑی نرمی سے اس قرض لینے والے صاحب کو فرمایا کہ یہاں دیکھو بات یہ ہے کہ اب اس کے پاس کوئی رقم وغیرہ نہیں ہے اگر ہوتی تو ابھی تمہارا قرضہ ادا کر دیتا لیکن جونہی اس کے پاس رقم آئی تو یہ خود تمہیں تمہارا قرضہ ادا کر دے گا لہٰذا اب اس کا رستہ چھوڑ دو کیونکہ ہم ایک ضروری کام کیلئے جا رہے ہیں۔ حضرات محترم خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا یہ جواب اور انداز گفتگو کتنا پیارا تھا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ آدمی چند دن اور صبر کر جاتا تو قرضہ مل جاتا لیکن اس نے بڑی سختی سے خواجہ صاحب سے کہا نہیں بابا جی میں اسے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک یہ میرا قرض ادا نہیں کر دیتا اللہ اللہ۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب اس کی یہ بات سنی تو غصہ اور جلال میں آگئے آپ نے اپنی وہ چادر جو اپنے جسم پاک پر اوڑھی ہوئی تھی وہ جلال میں آکر زمین پر پھینک دی اور اس قرض لینے والے کو فرمایا کہ او میاں قرض لینے والے اس نے عرض کی کہ حضور کیا بات ہے فرمایا جا اور ہماری چادر میں ہاتھ ڈال اور جتنا تمہارا قرض کا پیسہ ہے میری چادر میں سے نکال لو اس نے کہا چادر میں روپے کہاں سے آگئے کیونکہ چادر خالی آپ نے اپنے جسم سے اتار کر ابھی ابھی میری نظروں کے سامنے پھینکی ہے ۔ ت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ جلال میں آگئے فرمایا میاں یہ چادر کوئی عام چادر نہیں ہے یہ چادر تمہاری چادر نہیں یہ چادر اس معین الدین کی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف سے ہندوستان میں اسلام پھیلانے روانہ فرمایا ہے جا اور میری چادر سے اتنی ہی رقم

اتنی ہی قیمت اور اتنا ہی پیسہ لینا جتنا شیخ علی سے تم نے قرض لینا ہے وہ آدمی یہ بات سن کر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالےٰ عنہ کی چادر کی طرف چلا اور جونہی اپنا ہاتھ بڑھایا جب کپڑا اٹھایا تو حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی چادر مبارک سونے چاندی اور روپوں سے بھری ہوئی ہے جب اس نے اتنا مال خزانہ دیکھا تو حریص ہو کر قرضے سے زیادہ مال اٹھانے لگا جونہی اس نے قرضے سے زیادہ مال اٹھایا تو اس کے ہاتھ چادر کے ساتھ چمٹ گئے اور وہیں خشک ہو گیا۔ وہ آدمی بڑا گھبرایا بڑا پریشان ہوا اور ساتھ ہی رو رو کر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے فریاد کرنے لگا کہ حضرت مجھ پر کرم فرماؤ اور میرے ہاتھ کو چادر سے چھڑاؤ اور دعا فرماؤ کہ میرا ہاتھ ٹھیک ہو جائے حضرت میں نے آپ کی نافرمانی کر کے آپ کا کہنا نہ مان کر بڑی غلطی کی ہے لہٰذا للّٰہ مجھے معاف فرما دیجئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے جب اس کی منت ازاری اور آنسوؤں کو دیکھا اور دعا کے لیے ہاتھ بلند فرمائے کہ یا اللہ اس پر کرم فرما اور اس کے بازو ٹھیک فرما۔ یہ فرمانا ہی تھا کہ اس کا ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گیا جونہی ہاتھ ٹھیک ہوا تو دوڑتا ہوا حضرت کے قدموں میں گر کر حضرت کا مرید بن گیا اور کہنے لگا حضرت میں نے آپ کے صدقے سے اس کا سارا قرضہ معاف کر دیا ہے سبحان اللہ

(آفتاب اجمیر ج ۱ ص ۰۷ ، ۱ ، اسرار اولیاء ۲۰۲)

قاتل کو معاف کر دیا :-

ایک مرتبہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک دشمن نے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کو قتل کرانے کے لیے ایک کرائے کے قاتل بدمعاش غنڈے کو بلایا اور اس غنڈے کو بھلا کر ایک آدمی کو قتل کرنے کے تم کتنے پیسے

بیتے، ہو اس کرایہ کے قاتل نے اپنی قیمت بتائی خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کے دشمن نے اس غنڈے سے کہا کہ اگر تو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کو جا کر قتل کر دے تو میں تمہیں تمہاری قیمت سے دوگنی قیمت ادا کروں گا اس کرایہ کے قاتل نے کہا کہ یہ خواجہ معین الدین چشتی کون ہے کیا یہ کوئی اپنے دور کا دادا ہے بدمعاش ہے تو خواجہ معین الدین چشتی کے دشمن نے کہا کہ میاں وہ کوئی دادا یا غنڈہ یا بدمعاش نہیں بلکہ وہ تو ایک فقیر درویش ہے اور اپنے آپ کو بزرگ کہتا ہے ہر وقت بس اپنے حجرے میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت کرتا رہتا ہے اس کرایہ کے قاتل نے کہا کہ اس کے باڈی گارڈ کتنے ہیں اس دشمن نے کہا کہ کوئی باڈی گارڈ نہیں وہ بابا اکیلا اپنے حجرے میں بیٹھا رہتا ہے جو بھی اس سے ملاقات کرنا چاہے وہ ملاقات کرتا ہے تم جاؤ ملاقات کا بہانہ کر کے ایک ہی وار میں فقیر بابے کا کام تمام کر دینا اگر تم اس مشن میں کامیاب لوٹے تو میں منہ مانگی قیمت کے علاوہ اور بھی بہت سارے انعام و اکرام سے نوازوں گا اور یہ لو آدھی رقم قتل کے بعد بقایا قیمت تمہیں مل جائے گی۔ کرائے کے قاتل نے کہا کہ میاں جی تم گھبراؤ نہیں میں نے کئی لوگوں کو قتل کیا ہے اور پتہ بھی نہیں چلنے دیا اور دیر بھی کبھی نہیں لگائی تم میرا انتظار کرو میں ابھی تمہارے دشمن کو قتل کر کے تمہارے پاس ابھی آیا۔ حضرات محترم وہ کرائے کا بدمعاش خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالٰے عنہ کے دشمن سے وعدہ کر کے بڑا خوش خوش چلا کہ ابھی حضرت خواجہ غریب نواز کو قتل کر کے انعام و اکرام سے مالا مال ہو جاؤں گا ادھر وہ قاتل چلا ادھر اللہ کی رحمت نے اس آدمی کو اپنی رحمت میں لینے کا ارادہ کر لیا اور گویا فرمایا کہ اے میرے فرشتو عرض کی جی رب جلیل فرمایا دیکھو یہ کرائے کا قاتل ہمارے دوست معین الدین کو قتل کرنے جا رہا ہے ہمارے ولی کا سر لینے جا رہا ہے عرض کی مولا ٹھیک ہے کیا حکم

ہے فرمایا یہ تو سر لینے جا رہا ہے ہم اس کا سر اپنے دوست کے قدموں میں جھکانا چاہتے ہیں یہ دشمن بن کے جا رہا ہے ہم اس کو اپنے دوست کا غلام بنانا چاہتے ہیں یہ تو میرے دوست کے دشمن کو خوش کرنا چاہتا ہے ہم اپنے معین الدین کے دشمن کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ہمارا یہ حکم ہے ۔ مَنْ عَادَلِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ ۔ مشکوٰۃ شریف ۱۹۷ ، جو شخص میرے دلیوں کے ساتھ دشمنی کرتا ہے میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کر دیتا ہوں ۔ اللہ پاک نے فرمایا اس کو میرے دوست معین الدین کے قدموں میں جھکا دو فرشتوں نے عرض کی مولا جیسے تمہارا حکم ہوگا ویسے ہی ہوگا وہ کرائے کا قاتل خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حجرے پاک کے پاس پہنچا کیا دیکھا کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ خدا کی یاد میں مست ہیں اور ہو ہو کی ضربیں لگا رہے ہیں اس نے جاتے ہی خواجہ معین الدین کو سلام عرض کیا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نظریں اٹھائیں اور فرمایا میاں کیا کام ہے عرض کی حضور بس آج آپ کی زیارت کا شوق مجھے کھینچ لایا ہے اس لیے میں آپ کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا ہوں ۔ آپ مسکرانے لگ گئے فرمایا میاں کرائے کے قاتل جو تم نے ہمارے دشمن سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ میں ابھی معین الدین کو قتل کر کے آتا ہوں وہ تو پورا کر لو پھر قدم بوسی بھی کر لینا ۔ اللہ اللہ ۔ حضرات محترم جب اس کرائے کے قاتل نے یہ بات سنی تو تھر تھرانے لگا اور جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور عرض کرنے لگا حضور یہ آپ کو کیسے پتہ چلا فرمایا جب تم کو ہمارے دشمن نے بلایا اور قتل کی رقم دی اور تم ہمارے قتل کے ارادے سے چلے تو ہم سب نگاہ ولایت سے دیکھ رہے تھے ارے میاں جب سے ہم نے خدا سے دوستی لگائی ہے اس دن سے خدا نے ہمیں ہر چیز سے باخبر کر دیا ہے ارے قاتل میاں تم تو صرف اجمیر کی بات کرتے ہو لیکن یاد رکھو جب کوئی خدا کا محبوب بن جاتا ہے پھر اس کی

نگاہ کا یہ عالم ہو جاتا ہے بیٹھا زمین پر ہوتا ہے نظریں سدرۃ المنتہیٰ پر ہوتی ہیں اللہ اکبر۔ جب اس کرائے کے قاتل نے یہ بات سنی تو فوراً قدموں میں جھک گیا عرض کی حضور مجھے معاف فرما دیجئے اور مجھے اپنا غلام بنا لیجئے اور میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیے تاکہ اللہ تعالےٰ میرے گناہوں کو معاف فرما دے۔ حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا میں نے تمہیں معاف کر دیا امید ہے میرا خدا بھی تمہیں ضرور معاف کر دے گا سبحان اللہ۔ جب اس آدمی نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے یہ سنا کہ اللہ بھی تمہیں معاف کر دے گا فوراً سر نیاز اللہ کی بارگاہ میں جھکا دیا اور رو رو کر توبہ کرنے لگا اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگا اور گویا یوں کہنے لگا کہ

میریاں عیباں ول نہ جاویں تنے میری جھولی عملوں خالی
میں ادنیٰ تے اسفل ازلوں تے تیری ذات ازل توں عالی
نام لیواں محبوب تیرے دا نئے جہدے موہڈے کملی کالی
اعظم ساڈے عیب چھپاسی تے جہڑا دیس عرب دا والی

(اسرار الاولیاء ۲۰۲، ۲۰۳)

قطب الدین کی عزت کو بچا لیا۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خاص خلیفہ اور خاص مرید حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ ہندوستان کے دار الخلافہ دہلی میں دہلی کے بادشاہ کے ساتھ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے دہلی کے باغ کی سیر فرما رہے تھے اور بڑے خوش و خرم دین و دنیا کی باتوں میں مشغول تھے کہ اچانک ایک بدکار عورت اس باغ میں آئی اور دہلی کے بادشاہ کو کہنے

لگی حضور میری فریاد رسی فرمائیے اور میری حاجت کو پورا فرمائیں دہلی کے بادشاہ نے
کہا کہ بی بی بتا تیری حاجت کیا ہے اور تو کیا لینا چاہتی ہے اس بدکار عورت نے
عرض کی حضور مجھ پر بڑا ظلم ہوا اور پھر رونے لگی اور کہنے لگی حضور والا میرا نکاح کر
دیجئے کیونکہ میں بڑی مصیبت میں گرفتار ہوں اور مجھے اس مصیبت سے نجات دلا
دیجئے۔ دہلی کے بادشاہ نے کہا کہ بی بی تو بتا تو کس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے
اور تو کس عذاب میں مبتلا اور تجھے کس آدمی نے عذاب میں مبتلا کیا ہے وہ بدکار
عورت کہنے لگی حضور والا یہ صاحب جو آپ کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر سیر میں مست
ہیں اور اپنے آپ کو قطب الدین اور وقت کا ولی اور نہ جانے کیا کیا کہلاتے ہیں
انہوں نے میرے ساتھ حرامکاری یعنی زنا کیا ہے نعوذ باللہ۔ اور ان کی حرام کاری
کی وجہ سے میں حاملہ ہو گئی ہوں اور لوگ پوچھتے ہیں کہ بی بی تو تو کنواری ہے
لیکن یہ بچہ کہاں سے آ گیا ہے۔ حضور والا میں شرم سے خاموش ہو جاتی ہوں
للّٰہ میرے ساتھ انصاف فرمائیں اور مجھے لوگوں کے طنز و طعنہ سے بچالیں حضرات
محترم جب اس بدکار عورت کی یہ بات دہلی کے بادشاہ نے امراء وزراء اور بادشاہ
کے ساتھیوں نے سنی تو ان پر ایک سکتہ کا عالم طاری ہو گیا اور تمام حاضرین حیرت
کے عالم میں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ یہ عورت کیا کہتی ہے اور یہ الزام
اس پر لگا رہی ہے جس کو خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے دہلی کا قطب
بنا کر بھیجا ہے ماجرا کیا ہے کیا ولی بھی نعوذ باللہ ایسی برائی کر سکتے ہیں یہ سوال
حاضرین کے ذہنوں میں الجھنے لگا اور ادھر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ
تعالےٰ علیہ شرمندگی اور ندامت سے سر جھکائے کھڑے ہیں اور سر سے لے کر پاؤں
تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں مولا کریم یہ کیا قیامت آ گئی ہے
مولا کریم تو گواہ ہے میں نے آج تک کسی نامحرم کو بھول کر بھی ایک آنکھ تک

نہیں دیکھا لیکن رب کائنات اس نے تو مجھ پر الزام لگانے کی حد ہی کر دی ہے اور شرم و حیا کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو آ گئے اور پھر سر اٹھایا اور اپنا چہرۂ انور اجمیر شریف کی طرف کیا اور عرض کی کہ اے لجپال مرشد اور خدا کے محبوب ولی اے میرے پیرا اے میرے ہادی آپ نے مجھے دہلی میں جب قطب بنا کر بھیجا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ قطب الدین تم دہلی جاؤ ہم تمہاری عزت اور عظمت کے محافظ ہیں یا معین الدین آج ایک بدکار عورت نے میری عزت کی پاکیزگی کو چیلنج کر دیا ہے میری عظمت کو گھٹانے کا ناکام منصوبہ بنالیا ہے اے میرے مرشد میری مدد فرماؤ اے میرے مرشد آج اگر میری عزت لٹ گئی تو میرا تو جو بگھڑے گا سو بگھڑے لیکن آپ کی عزت پر بھی حرف آ جائے گا لوگ کہیں گے کہ دیکھو جب معین الدین کے خاص خلیفاؤں کا یہ حال ہے تو خلیفوں کے امیر معین الدین کا کیا حال ہے اور پھر گویا یوں عرض کی۔ کہا کہ ۔۔۔

سن فریاد پیراں دیاں پیرا تے میری عرض سنی کن دھر کے ہو
میرا بیڑا رڑیا دچ کارے تے جتھے مچھ نہ بھندے ڈر کے ہو
شاہ اجمیری محبوب مدینے تے میری خبر لیو جھٹ کر کے ہو
پیر جنہاندے حضرت اجمیری باہو تے اوہ کدی لگدے تر کے ہو

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالے علیہ اجمیر شریف کی طرف منہ کر کے امداد کے طالب ہیں ابھی چہرہ اجمیر شریف کی طرف ہی تھا کہ پیروں کا پیر خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالے عنہ ہوا میں اڑتے ہوئے دہلی کے اس باغ میں پہنچ گئے جس میں ہندوستان دہلی کا بادشاہ امراء وزراء اراکین سلطنت اور خاص خاص حضرات کھڑے ہیں دہلی کے بادشاہ نے اُمراء

وزراء اراکین سلطنت اور تمام لوگوں نے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ کی قدم بوسی کی پھر خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے پوچھا کہ قطب الدین مجھے کیوں یاد کیا ہے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی منہ سے تو کچھ نہ بول سکے لیکن آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں موتیوں کی طرح کہ داڑھی مبارک تر ہوگئی اور آنکھوں سے گویا اشارہ کیا کہ حضرت یہ وہ بدکار عورت ہے جس نے مجھے آپ کو بلانے پر مجبور کیا ہے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بدکار عورت کے پاس تشریف لے گئے اور اس بدکار عورت کے پیٹ پر انگلی رکھ کر اشارہ فرمایا کہ حاملہ کے بچے تیری ماں نے میرے مرید قطب الدین پر تیرے باپ ہونے کا الزام لگایا ہے بول کیا یہ سچ ہے کہ قطب الدین تیرا باپ ہے حضرات محترم قدرت الٰہی سے اس بدکار عورت کے پیٹ سے وہ بچہ بولنے لگا اور کہنے لگا یا خواجہ غریب نواز میری ماں کا بیان بالکل غلط ہے یہ بڑی حرام کارہ ہے اور بدمعاش ہے یا غریب نواز میری ماں نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ہزاروں روپے لیتے ہیں الزام لگانے کے اور اگر یہ کامیاب ہو جاتی تو ہزاروں اور اس کو آپ کے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے دشمنوں سے ملتے حضرت میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا مرید قطب الدین بالکل پاک صاف ہے اور میری ماں جھوٹی ہے۔ حضرات محترم جب اس بدکار عورت کے پیٹ سے بچے نے گواہی دی تو تمام حاضرین مجلس نے غریب نواز اور قطب الدین بختیار کاکی کے قدموں کو چومنا شروع کر دیا اور اس عورت نے اقرار کیا کہ حضور واقعی قطب الدین بختیار کاکی بالکل بے گناہ ہیں اور خدا کے لیے مجھے معاف فرما دیجئے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کرم فرماتے ہوئے اسے معاف کر دیا اور مرشد کے قدموں کو پکڑ کر گویا یوں کہا۔ کہ

کی ہویا بت دور گیا تے دل ہرگز دور نہ تھیوے ہو
سیاں کوہاتے میرا مرشد وسدا میںنوں وچ حضور دسیوے ہو

خواجہ غریب نواز کا زہد تقویٰ :۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار عالیہ پر ہر روز اس قدر کھانا پکتا تھا کہ تمام شہر اجمیر شریف کے غرباء مسکین یتیم لاوارث حضرت کے آستانہ پر پیٹ بھر کے کھانا کھاتے تھے ہر روز صبح کے وقت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے باورچی خانے کا ناظم حاضر خدمت ہوتا اور عرض کرتا حضور آج لنگر کے لیے پیسے چاہیئے تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری پوچھتے کتنے تو وہ اندازہ لگا کر بتاتا خواجہ غریب نواز ناظم کی بات سن کر مسکراتے اور پھر جس مصلے پر عبادت کرتے ہوتے اسی مصلے کا ایک کنارہ اٹھا دیتے اور فرماتے کہ ناظم صاحب جتنے پیسوں کی ضرورت ہے اٹھا لیجیئے ناظم آگے بڑھتا تو کیا دیکھتا کہ حضرت کے مصلے کے نیچے سونے چاندی کے خزانوں کا ڈھیر لگا ہوا ہوتا تھا سبحان اللہ لیکن وہی خادم حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نماز پڑھ کر پھر مصلہ اٹھاتے ہوئے دیکھتا تو پھر مصلے کے نیچے کوئی پیسہ بھی نظر نہ آتا گویا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب پیسوں کی ضرورت ہوتی تو خالق ارض و سماء حضرت کے مصلے کے نیچے سے خزانوں کے منہ کھول دیتا لیکن جب ضرورت نہ ہوتی تو خزانوں کے منہ بند کر دیئے جاتے۔ سبحان اللہ لیکن سامعین کرام اتنا کھانا پکنے کے باوجود حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک لقمہ بھی نہیں لگاتے تھے بلکہ آپ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو ساری رات عبادت کرتے پھر صبح بغیر کھائے پیئے روزہ رکھ لیتے۔ حتیٰ کہ آپ ایک ایک ہفتہ

تک روزہ رکھتے ایک ایک ہفتہ تک نہ کھاتے نہ پیتے اور پھر ایک ہفتہ کے بعد روزہ کھولتے تو صرف ایک روٹی کا چوتھائی حصہ کھاتے سبحان اللہ۔ ساری آبادی کھاتی ہے لیکن ہندوستان کا والی روزے پہ روزہ رکھتا ہے۔ گویا آپ کا یہ حال ہے۔

قدموں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا
اور تین دن سے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا
کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے
اور بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا
جن کے یہ سارے کام ہیں اللہ کے لئے
پھر کیوں نہ سب سے رتبہ ہو ان کا بڑھا ہوا

آفتاب اجمیر صہ ۳۷

حضرات محترم آپ سن چکے ہیں کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آٹھ آٹھ دن تک روزہ رکھتے تھے نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے سامعین کرام خود سوچیں جب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ شان ہے تو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے آقا و مولا جان کائنات تاجدار انبیاء افضل الانبیاء آمنہ مائی کے لال عبد اللہ کے چاند رب کے محبوب سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان ہو گی۔ اللہ اللہ۔

رب کے محبوب کی شان

مشکوٰۃ شریف صہ ۱۷۵ بخاری شریف اول ۲۶۳ کائنات کے والی آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے رکھنے شروع کر دیئے یعنی آپ

نہ سحری کھاتے نہ شام کو کھاتے متواتر روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ اکیس اکیس دن بلکہ چالیس چالیس دن تک نہ کھاتے نہ پیتے جب صحابہ کرام نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح روزے رکھتے ہوئے دیکھا تو پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری ادا پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے بھی روزے رکھنے شروع کر دیئے کچھ دن تو انہوں نے روزے رکھے تو صحابہ کرام کی حالت بگڑ گئی چہرے اتر گئے جسم لاغر ہو گئے کیوں کہ دن کو مزدوری کرتے تھے اور رات کو عبادت کرتے تھے کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے غلاموں کو دیکھا تو فرمایا میرے غلاموں کیا بات ہے تم کمزور ہوتے جا رہے ہو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے بھی آپ کی طرح وصال کے روزے رکھنے شروع کر دیئے ہیں تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ یَقُوْلُ لَا تُوَاصِلُوْ کہ پے در پے روزے نہ رکھو تو صحابہ کرام نے عرض کی۔ قَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو متواتر روزے رکھتے ہیں اور ہمیں آپ منع فرماتے ہیں تو نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ قَالَ اِنِّی لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّی یُطْعِمُنِی رَبِّی وَیَسْقِیْنِی کہ میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا بھی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح صرف بشر ہی نہیں بلکہ میں تو خدائے ذوالجلال کی طرف سے نور بھی بن کر آیا ہوں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کیا خوب نقشہ کھینچا فرماتے ہیں۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

محترم سامعین کرام غور فرمائیں جب صحابہ کرام نے نبی کریم علیہ السلام سے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ خود تو وصال کے روزے رکھتے ہیں تو نبی کریم علیہ السلام نے کیا جواب دیا آپ ذرا بخاری شریف ج اول صفحہ نمبر ۲۶۳ کو پڑھ کر دیکھیئے چھ مرتبہ مختلف الفاظ میں فرمایا۔ کہیں یوں فرمایا اِنِّی لَسْتُ مِثْلُکُمْ اِنِّی اُطْعَمُ وَاُسْقٰی میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔ کہیں یوں فرمایا۔ لَسْتُ کَاَحَدٍ مِنْکُمْ اِنِّی اُطْعَمُ وَاُسْقٰی۔ میں تم سے میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں مجھے کھلایا اور سیراب کیا جاتا ہے۔ کہیں یوں فرمایا۔ اِنِّی لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّی اَبِیْتُ لِی مُطْعِمٌ وَسَاقٍ یَسْقِیْنِ میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات اس طرح گزارتا ہوں کہ ایک کھلانے والا کھلاتا ہے اور پلانے والا پلاتا ہے کہیں یوں فرمایا لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّی اَبِیْتُ لِی مُطْعِمٌ یُطْعِمُنِی میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات گزارتا ہوں ایک کھلانے والا مجھے کھلا دیتا ہے اور پلانے والا پلا دیتا ہے اور کہیں یوں فرمایا۔ اَیُّکُمْ مِثْلِی اِنِّی اَبِیْتُ رَبِّی وَیَسْقِیْنِی تم میں سے کون ہے جو میری مثل ہے میں رات گزارتا ہوں مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔ حضرات محترم نبی کریم علیہ السلام نے ان تمام جوابات میں اپنی بشریت کے متعلق واضح تشریح فرما دی کہ اے لوگو اگرچہ میں انسان ہوں بشر ہوں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کی مخلوق ہوں مگر یاد رکھو میری بشریت عام لوگوں کی بشریت کی طرح نہیں ہے غور فرمائیے جب نبی کریم علیہ السلام نے اَیُّکُمْ مِثْلِی فرمایا تو مخاطب کون لوگ تھے کیا آج کل کے عام انسان تھے نہیں کیا پندری چودویں صدی کا نجدی ملاں تھا نہیں کیا اللہ کے ولی تھے نہیں کیا قطب تھے اوتاد تھے ابدال تھے اغواث تھے نہیں نہیں بلکہ وہ صحابہ کرام تھے کہ جن کی شان بیان کرتے ہوئے نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ مشکوۃ صفحہ ۵۵۳

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِی فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَّا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ ـــــــ میرے صحابہ کرام کو گالیاں ہرگز

نہ دو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی ایک آدمی احد پہاڑ کے برابر صدقہ دے تو وہ میرے صحابہ کرام کی ایک مد (یعنی ایک مٹھی) اور نصف مد (یعنی آدھی مٹھی) کے ثواب کو بھی نہیں پہنچ سکتا اللہ اللہ۔ جب نبی کریم علیہ السلام نے اپنے برابری کا ہمسر ڈھونڈتے کے لیے اعلان فرمایا کہ تم میں کون ہے جو میری مثل ہے تو ان میں صدیق اکبر موجود فاروق اعظم بھی موجود عثمان غنی بھی موجود تھے شیر خدا علی مرتضیٰ بھی عبداللہ بن مسعود بھی موجود تھے بلال حبشی بھی حتیٰ کہ ہزاروں نبی کریم علیہ السلام کے صحابی موجود تھے کسی نے یہ نہیں کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ جیسے چلو بلال برابری کا دعویٰ نہ کرتے تو نہ سہی عبداللہ ابن مسعود مثلی کا دعویٰ نہ کرتے تو نہ سہی کم از کم علی شیر خدا کہہ دیتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے چچا کا بیٹا ہوں آپ کے والد میرا والد دونوں سگے بھائی ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی مثل ہوں لیکن حدیث شریف گواہ کہ نہ علی شیر خدا نے کہا نہ فاروق اعظم نے کہا نہ صدیق اکبر نے برابری کا دعویٰ کیا بلکہ بخاری شریف ج اول صد ، صحابہ کرام تو یوں عرض کرتے تھے کہا قَالُوْا اِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کی طرح نہیں ہیں۔ اللہ اللہ گویا صحابی کا یہ عقیدہ تھا کہ نبی کریم علیہ السلام ہماری مثل نہیں لیکن آج کل وہابی اپنے جلسوں میں برملا کہتے ہیں کہ حضورؐ ہماری طرح ہیں اور صحابہ کرام کے دن منانے والے گستاخ مولویوں فقیر عتیقی تم کو مشورہ دیتا ہے کہ یا صحابہ کرام کے دن منانا چھوڑ دو یا صحابہ کرام والا عقیدہ اپنا لو سبحان اللہ سنی بریلوی کی وہی انشاءاللہ عقیدہ ہے جو صحابہ کرام کا تھا۔ لیکن یہ کملی والے کی شان نہیں سمجھے شان تو پیارے مصطفےٰ علیہ السلام کے صحابیوں نے سمجھی۔ شاعر نے کتنی پیاری بات فرمائی۔

قدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دا ایہہ کی جانن تے دنیادار کمینے
قدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دا جانن و اوہ تے سو گئے وچ مدینے
قدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دا ایہہ کی جانن تے نجدی لوگ کمینے
قدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دا سنی جانن تے صاف جنہاندے سینے
قدر یوسف دا معلم ہویا تے بھائیاں مصر گیا نوں
قدر نبی دا معلم ہوسی تے قبراں وچ گیاں نوں
قدر پانی دا مچھلی جانے تے جانے مرغابی
قدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دا اللہ جانے یا جانن اصحابی
قدر گھٹاون تے نہ شرماون تے شرماں دور ہٹایاں
محشر دے دن بے قدراں نوں بھل جاون وڈیائیاں

بچھیا کا بچہ :۔

ایک دن خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ اناساگر تالاب کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور اناساگر تالاب کے پانی کا ملاحظ فرما رہے تھے۔ اور وہاں کے باغات کے پودوں کو دیکھ کر خدا کی نعمتوں کا شکریہ ادا کر رہے تھے اور سیر و تفریح میں مشغول تھے کہ اچانک ایک گائیاں چرانے والا اپنی گائیوں کو چراتا ہوا اناساگر تالاب کے پاس سے گزرا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس چرواہے کو بلایا اور فرمایا بیٹا بھوک لگی ہے کسی گائے کا دودھ نکالو اور دودھ پلاؤ وہ چرواہا سمجھا کہ یہ بابا جی مجھ سے مذاق کر رہا ہے تو وہ چرواہا کہنے لگا کہ بابا جی یہ تمام جانور ابھی گائیوں کے بچے ہیں ان میں کوئی بھی اس قابل نہیں کہ میں اس کا دودھ نکال کر آپ کو پلاؤں، خواجہ

معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مسکراتے ہوئے ایک نا ئے کے بچھیا
کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا کہ بھائی میں تو اس بچھیا کا دودھ پیوں گا جا اور اس
بچھیا کا دودھ دوھ کر لا وہ ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ حضور میں نے عرض کیا ہے کہ
یہ تمام بچھیاں اس قابل نہیں کہ یہ دودھ دے سکیں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری
رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا میاں تم جاؤ تو سہی جا کر برتن لے کر تھنوں پر ہاتھ
پھیرو تو سہی اگر میرے اللہ نے چاہا تو یہی بچھیا جو ابھی دودھ کے قابل نہیں
ہے اتنا دودھ دے گی کہ انشاءاللہ ہم دونوں دودھ سے سیراب ہو جائیں
گے اللہ اللہ۔ حضرات محترم جب اس چرواہے نے بار بار باباجی کا اصرار سنا تو
حیران ہو کر برتن لے کر اسی گائے کے بچے کے نیچے باباجی کی تسلی کے لئے جا بیٹھا۔
جب وہ چرواہا اس گائے کے بچے کے نیچے بیٹھا تو تھن سوکھے ہوئے تھے لیکن جب
اس نے اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو خدا کی قدرت سے اور میرے خواجہ پیا کی نظر
پاک کی کرامت سے اس کے تھن دیکھتے ہی دیکھتے دودھ سے بھر گئے اس نے
دودھ نکالنا شروع کر دیا ایک برتن دودھ سے بھرا پھر دوسرا بھرا پھر تیسرا بھرا
پھر چوتھا برتن دودھ سے بھرا۔ اللہ اللہ۔ گویا پہلے دودھ کا نام و نشان نہیں تھا
اور اب خواجہ پیا کی برکت سے دودھ ختم ہی نہیں ہوتا ادھر سے بچھیا نے دودھ
دینا شروع کر دیا ادھر سے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے
دودھ تقسیم کرنا شروع کر دیا لوگوں نے دودھ پیٹ بھر کر پینا شروع کر دیا ایک
نے پیا دوسرے نے پیا تیسرے نے پیا حتیٰ کہ چالیس آدمیوں نے پیٹ بھر کے اس
نا دودھ دینے والی بچھیا کا دودھ پیا لیکن دودھ پھر بھی ختم نہ ہوا۔ سبحان اللہ۔
حضرات گرامی کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی ولی ہماری طرح ہیں دیکھو یہ اللہ کا
ولی ہے دودھ نہ دینے والی بچھیا کیطرف اشارہ کیا تو اتنا دودھ نکلا کہ چالیس

آدمی سیراب ہو گئے لیکن دودھ ختم نہ ہوا اور ایک خیر سے یہ حضرت نبی کے بھائی بننے والے بھی ہیں اگر کسی دودھ دینے والی گائے کے پاس چلے جائیں تو ان کی منحوس صورت دیکھ کر جو گائے دودھ دے رہی ہے اس سے بھی چرواہا ہاتھ دھو بیٹھے گا اللہ اکبر۔ خیر تو جب اس چرواہے نے خواجہ معین الدین چشتی کی یہ کرامت دیکھی تو کہنے لگا حضور آپ کا نام کیا ہے اور آپ کون ہیں آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میاں چرواہے میرا نام معین الدین ہے اور میں کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ سا غلام ہوں چرواہے نے جب خواجہ صاحب کا نام سنا تو فوراً قدموں میں گر گیا اور عرض کرنے لگا حضرت مجھے اپنا غلام بنا لیجیے حضرت نے اس کو اپنا مرید بنا لیا جب چرواہا مرید بن گیا تو گویا زبان حال سے یوں کہنے لگا جس کو شاعر اہلسنت محترمی عبدالستار نیازی نے اپنے انداز میں کہا۔

میں مرشد دا پلّا پھڑیا نے سرتوں لہہ گئے بھار بڑے
اک ہیرے اس یار دے صدقے تے بن گئے میرے یار بڑے
کسے نئیں تیرے درد ونڈاونے کسے نئیں پچھنا حال تیرا
یار دے غم نوں سینے لا لے پھیر تیرے غمخوار بڑے

سزا مل گئی۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مرید ایک مرتبہ آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اس وقت آپ اپنے حجرے انور میں خدا کی یاد میں مشغول تھے اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک کی مقدس لڑیاں نچھاور کر رہے تھے جب آپ نماز سے ذکر و اذکار سے فارغ ہوئے تو وہ مرید

حاضر ہوا تو دست بوسی کی خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پوچھا بیٹا کیسے آنا ہوا اور کیا کام ہے تو آپ کا مرید کہنے لگا حضرت کیا بتاؤں اجمیر شریف کے حاکم نے مجھے بہت تنگ کر رکھا ہے اور اس نے میرا جینا دشوار کر دیا ہے اور آج اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ شام تک اجمیر چھوڑ کر چلے جاؤ وگرنہ تمہیں قتل کرا دیا جائے گا حضور والا میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں میرا گھر بار ہے۔ میں اجمیر چھوڑ کر کہاں جاؤں میرا تو اور عزیز بھی نہیں کوئی رشتے دار بھی نہیں جو مجھے یہاں سے چلے جانے کے بعد پناہ دے گا حضرت خدا کے لیے کچھ میرے ساتھ مہربانی کیجئے، دعا کیجئے کہ میں اپنے بچوں سے جدا نہ ہو جاؤں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اب وہ اجمیر کا حاکم کس جگہ پر ہے عرض کی حضور مجھے تو معلوم نہیں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا اچھا میاں جاؤ اپنے گھر اپنے بچوں کے پاس رہو انشاء اللہ تمہیں کوئی نہیں اجمیر سے نکال سکتا مرید نے عرض کی حضور والا تو اجمیر کے حاکم نے پھر نکال دیا تو فرمایا اب اسے اس بات کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ عرض کی حضور والا وہ کیسے فرمایا اس کو تمہارے ستانے کی سزا مل چکی ہے مرید حیران ہوا اور شہر واپس آیا تو اس نے کیا سنا کہ اجمیر شریف کا حاکم ابھی ابھی اپنے گھوڑے سے نیچے گر کر مر گیا ہے اللہ اکبر حضرات محترم خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مریدوں کی شان دیکھی کہ ان کو ستانے والے کو مولا کریم نے کیسے سزا دی خود سوچیئے جب مریدوں کی یہ شان ہے تو مریدوں کے آقا خواجہ پیا کی کیا شان ہو گی سبحان اللہ۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید نے جب اپنے مرشد خواجہ پیا کی یہ کرامت دیکھی تو زبان حال سے کہنے لگا کہا کہ۔

جاواں صدقے چارہ سازیاں توں — قربان غریب نوازیاں توں
لجپال نے اپنے لڑ لا کے — میتوں ہور دا ہو بنا چھڈیا
گل لا کے کو ہجے کملے نوں — لجپال نے کرم کما چھڈیا

تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

ایک مرتبہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ۔ شیخ اوحد الدین کرمانی اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یہ تینوں اللہ کے بزرگ اللہ کے ولی اللہ کے دوست ایک جگہ تشریف فرما تھے کسی مسلک پر بحث فرما رہے تھے کہ اچانک سامنے سے ایک چھوٹا سا بچہ گزرا اور اس بچے کے ہاتھ میں تیر کمان تھا حضرت معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں بزرگوں سے فرمایا کہ یہ لڑکا جو ہاتھ میں تیر و کمان لے کر جا رہا ہے دیکھنا یہ لڑکا ایک دن دہلی کا بادشاہ ہو گا۔ شیخ اوحد الدین کرمانی اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا معین الدین آپ کو کیسے پتہ چلا ہے کہ یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ ہوگا میرے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے لوح محفوظ پر اس کی تقدیر لکھی ہوئی پڑھی ہے جس میں لکھا ہے کہ یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ ہوگا اور پھر فرمایا اس لڑکے کا نام شمس الدین التمش ہے تاریخ ہندوستان گواہ ہے کہ جو بات میرے خواجہ پیا کی پیاری زبان سے نکلی وہ چند سالوں کے بعد پوری ہو گئی اور شمس الدین شمس واقعی ایک دن دہلی کا بادشاہ بن گیا اب شمس الدین کو لوگ سلطان شمس الدین التمش سے یاد کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ لوگ کہتے ہیں کہ ایسے ہمارے خواجہ پیا ۔

تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
کہا جو دن کو کہ شب ہے تو رات ہو کے رہی

تعظیم مرشد۔

ایک مرتبہ حضرت معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مریدوں اپنے ۔ نماؤں اپنے حلقۂ احباب میں تقریر فرما رہے تھے۔ اپنے غلاموں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسولِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کا درس دے رہے تھے۔ لوگ حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ کی تقریر سن کر مستی میں جھوم رہے تھے عالم وجد میں ہو ہو کی ضربیں لگا رہے تھے۔ سبحان اللہ۔ کیسی پیاری وعظ نصیحت کی وہ محفل ہو گی کہ تقریر کرنے والے چشتیوں کے آقا و مولا حضرت معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اور تقریر سننے والوں میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالےٰ عنہ خواجہ حمید الدین ناگوری شیخ معین الدین شیخ وجیہ الدین خراسانی شیخ شمس الدین خوقانی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین اس کے علاوہ ہزاروں مریدین با صفا تھے کہ اچانک خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نظر دائیں جانب اٹھی تو آپ فوراً کھڑے ہو گئے پھر آپ نے تقریر کرنا شروع کر دی پھر نظر بائیں طرف اٹھی تو پھر کھڑے ہو گئے حاضرین مجلس بڑے حیران ہو گئے کہ حضرت بار بار کھڑے کیوں ہو جاتے ہیں اور صرف کھڑے ہی نہیں ہوتے بلکہ ادب سے اپنا سر مبارک بھی جھکا لیتے ہیں تقریر کے دوران خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ کئی مرتبہ اٹھے اور کئی مرتبہ بیٹھے جب تقریر ختم ہو گئی لوگ چلے گئے مرید اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئے تو ایک خادم خاص نے بڑی عاجزی کے ساتھ عرض کیا میں ایک بات پوچھ

سکتا ہوں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں ہاں بیٹا ضرور عرض کی حضور والا تقریر کے دوران ہم نے دیکھا کہ آپ کی نظر جب داہنی طرف جاتی تھی تو آپ بطور تعظیم کھڑے ہوتے تھے اور ہاتھ باندھ کر سر مبارک جھکا لیتے تھے اس کی کیا وجہ تھی سامعین کرام سنو میرے خواجہ پیا نے کیا جواب دیا فرمایا بیٹا بات یہ تھی کہ جب میں تقریر کر رہا تھا جب میری نظر داہنی طرف جاتی تھی تو مجھے میرے پیر و مرشد حضرت سیدنا و مولانا خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روضۂ انور نظر آجاتا تھا جس کے ادب کی خاطر میں منبر سے کھڑے ہو کر اپنے مرشد کے روضے کا ادب کرتا تھا سبحان اللہ حضرات آپ اندازہ فرمائیں کہ جس دن خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریر فرما رہے تھے تو آپ اجمیر شریف کی جامع مسجد میں تھے اور آپ کے مرشد سیدنا و مولانا خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روضہ شریف مکہ شریف میں تھا اور اب بھی ہے تو سوچیں کہ اجمیر شریف ہے ہندوستان میں اور مکہ شریف ہے سعودی عرب میں یعنی اجمیر شریف سے مکہ ہزاروں میل دور ہے لیکن قربان جاؤں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ تعالیٰ کی نظر پاک پر کہ ہزاروں میل کے فاصلے کو ایک سیکنڈ میں ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ سنیوں سوچو جب غریب نواز کی نظر کا یہ عالم ہے تو غریب نواز کے آقا و مولانا سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پاک کا کیا عالم ہوگا اللہ اللہ۔ اس دن خواجہ پیا اجمیر شریف میں کھڑے ہو کر اپنے مرشد کے روضہ پاک کو مکہ شریف میں دیکھ رہے تھے لیکن آج اور قیامت تک ساری کائنات کے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے افعال کردار اور اعمال کو ملاحظہ فرماتے رہیں گے اور کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی

گناہ گار امت کے ایمان کی گواہی دیں گے اور بخشوا کر اپنی امت کو جنت میں لے جائیں گے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے اور اختر حامدی صاحبان نے قیامت کے دن کا کتنا پیارا نقشہ کھینچا فرماتے ہیں

آفتاب قیامت کے بدلے ہو طور
جب کہ ہو ہر طرف نفسی نفسی کا دور
جب کسی کو نہ ہو فرصت فکر و غور
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

عذاب قبر دور کر دیا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستور تھا کہ جب بھی آپ کے مریدوں میں کوئی مرید انتقال کر جاتا تو آپ بنفس نفیس خود قبرستان تشریف لے جاتے اپنے مرید کا جنازہ پڑھتے اور دعائے مغفرت فرماتے مرید کے عزیزوں سے اظہار ہمدردی فرماتے اور مرید کو قبر میں دفن کرنے کے بعد کافی دیر تک اپنے مرید کی قبر پر بیٹھے رہتے اور قرآن پاک پڑھ کر ثواب پہنچاتے ایک مرتبہ آپ کا ایک مرید جو کہ آپ کے پڑوس میں رہتا تھا اس کا انتقال ہو گیا اس کے عزیزوں نے اسے غسل دیا کفن پہنایا اور جنازہ تیار کر کے اجمیر شریف کے قبرستان میں لے گئے اور اپنے مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو اطلاع دی کہ حضور آپ کے مرید کا جنازہ تیار ہے تشریف لائیے اور جنازہ پڑھائیے خواجہ معین الدین

چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس کا جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے ۔
جب جنازہ پڑھ لیا تو لوگوں نے اپنے عزیز کو دفن کر دیا دفن کرنے کے بعد لوگ گھر وں
کو چلے گئے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ساری
دنیا چلی گئی لیکن خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے اس مرید کی
قبر پر بیٹھ گئے اور قرآن پاک کی تلاوت کرنی شروع کر دی اور دیگر وظائف
پڑھنے شروع کر دیئے کافی دیر تک اپنے مرید کی قبر پر بیٹھ کر قرآن پاک پڑھتے
رہے وظائف میں مشغول رہے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ
فرماتے ہیں کہ اچانک میں نے کیا دیکھا کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا چہرہ متغیر
ہو گیا اور چہرہ پاک پر عجیب قسم کی کیفیت طاری ہو گئی میں بڑا حیران ہوا پھر دیکھتے
ہی دیکھتے چہرہ اپنی اصلی حالت میں آگیا اور پھر الحمد اللہ رب العالمین کہتے
اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر میری طرف مخاطب کر کے فرمایا قطب الدین میں
نے عرض کی جی حضور فرمایا بیٹا پیری مریدی بھی عجیب چیز ہوتی ہے خواجہ قطب
الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی حضور والا کیا بات
ہے اور آپ کے چہرے کا رنگ کیوں متغیر ہو گیا تھا اور پھر اصلی حالت پر
آگیا کیا معاملہ ہے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ۔
قطب الدین جب لوگ میت کو دفن کر کے چلے گئے تو میں نے کیا دیکھا کہ
میرے مرید کی قبر میں عذاب کے فرشتے آگئے انہوں نے میرے مرید کو عذاب
دینا چاہا میں پریشان ہو گیا کہ میرے ہوتے ہوئے میرے مرید کو عذاب پر
کے فرشتے عذاب دیں ابھی میں سوچ رہا تھا کہ اسی وقت حضرت سیدنا و
مولانا خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روحانی طور پر تشریف لے آئے اور
انہوں نے عذاب دینے والے فرشتوں سے فرمایا کہ اللہ کے نورانی فرشتو یہ

بندہ میرے مرید معین الدین کا مرید ہے اور گویا میرا مرید ہے لہذا اس کو عذاب نہ دو تو فرشتوں نے آگے سے جواب دیا اے عثمان ہارونی ٹھیک ہے یہ آپ کا مرید ہے لیکن اس کے عمل تو آپ جیسے نہیں تھے یہ تو بڑا اللہ تعالیٰ کا نافرمان بندہ تھا گناہ گار عاصی تھا خدا کا مجرم تھا خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کہ اے فرشتو یہ صحیح ہے کہ اس کے پلے عمل کوئی نہیں ، لیکن اس نے اپنے آپ کو منسوب تو ہماری طرف کیا مرید تو ہمارا تھا اگر اس کے پاس کچھ نہیں تو اللہ کے فضل سے ہمارے پاس تو اللہ کا دیا بہت کچھ ہے .

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اللہ کے نورانی فرشتوں میں آپس میں یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی اے فرشتو! میرے بندے کے ساتھ جھگڑا نہ کرو میں نے خواجہ عثمان ہارونی کے صدقے معین الدین چشتی اجمیری کے مرید کے گناہوں کو معاف کر دیا ہے سبحان اللہ۔ معین الارواح صہ ۱۷۵

ہویاں کرم نوازیاں بڑیاں نے
چنگیاں سنگ اکھاں لڑیاں نے
روے وسدا دُوا رلخیاں دا
جناں دے کے خیر رجا چھڈیا
کیوں بھلاں اپنے ماضی نوں
سی جاندا کون نیازی نوں
ہر پاسے تیری نسبت نے
میرے نام دا رولا پا چھڈیا

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ

معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر اولیاء کرام کے نقشے
قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین ۔
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیرھواں وعظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ وَاَھْلِ سُنَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ ھُوَ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَخَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَشَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔

جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گی آپ کے رب کی ذات جو بڑی عظمت اور احسان والی ہے پس اے جنّ و انسان تم اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

آیتوں کی تفسیر:

حضراتِ محترم! ان تمام آیاتِ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی زندگی کی انتہا بتائی کہ اگر کسی انسان کو عزت اور جاہ مل جائے، اگر کسی کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہو، اگر کسی کو محدود علاقے کی حکمرانی اور اختیار مل جائے تو اسے اکڑنا نہیں چاہیئے اسے اپنے پروردگار کو چھوڑ کر شیطان سے یارانہ نہیں گانٹھ لینا چاہیئے، اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اس کا مال اس کی دولت اس کی حکومت اس کا جاہ وجلال سب کچھ فانی ہے بلکہ وہ خود بھی ایک دن فنا ہو جائے گا دنیا سے مٹ جائے گا، یہ جس میں دل لگائے بیٹھا ہے یہ سب ناپائیدار ہے، ہمیشہ رہنے والی نہ مٹنے والی نہ مرنے والی اگر ہے تو صرف ربِ لم یزل کی ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، جو حیی و قیوم ہے لافانی ہے۔

سامعین کرام! زندگی اگر نعمت ہے تو فنا اور موت بھی ایک نعمت ہے۔ اگر یہ نعمت کا مسئلہ پوچھنا ہو تو ان حضرات سے پوچھیے جو کسی اذیت ناک بیماری میں مبتلا ہوں نہ رات کو قرار ملتا ہو نہ دن کو چین۔ ہر وقت درد سے تڑپتے رہتے ہوں ان بوڑھوں سے پوچھیے جن کی لمبی عمر ان کے لیے وبالِ جان بن گئی ہو، نہ آنکھیں دیکھتی ہیں نہ زبان بولتی ہے نہ ہاتھ ملتے ہیں نہ ٹانگیں چلتی ہیں۔ معدہ کمزور جگر بے کار اور دل بیمار رہے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے ایسا انسان اپنے اہل وعیال کے لیے بھی وبالِ جان بن جاتا ہے۔ کیا ایسے حضرات کے لیے موت کی آغوش نعمت نہیں اور یاد رکھیں موت ہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر انسان مصائب و آلام کی اس دنیا سے چھٹکارا حاصل کر کے عالم

آخرت کی ابدی نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اور اہلِ محبت تو کہتے ہیں کہ اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ۔ موت ایک پل ہے جو یار کو یار سے ملاتا ہے۔

خواجہ غریب نواز کا وصال:

اس جملے پر عمل کرتے ہوئے کہ موت ایک پل ہے جو یار کو یار سے ملاتا ہے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے پیارے محبوب خدائے ذوالجلال سے ملاقات کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو چند اولیائے کرام نے خواب میں کائنات کے والی تاجدار انبیاء حضرت سیدنا و مولانا حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کسی کے انتظار میں کھڑے اور ادھر اُدھر دیکھ رہے ہیں۔ اولیاء کرام نے نبی کریم علیہ السلام سے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس کا انتظار فرما رہے ہیں اور کون آ رہا ہے تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ آج معین الدین کی روح آنے والی ہے اور ہم اپنے محبوب بیٹے کی روح کا استقبال کرنے کے لیے یہاں کھڑے ہیں۔ اللہ اللہ، قربان جاؤں خواجہ معین الدین تیری شان پر کہ ساری کائنات اس انتظار میں کھڑی ہے کہ کائنات کا والی ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی سر کی آنکھوں سے استقبال کریں لیکن آپ کتنے خوش قسمت ہیں کہ تاجدارِ کائنات افضل الانبیاء آمنہ مائی کے دُلارے سیدنا عبداللہ کے تاج دلارے حضرت سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا انتظار فرما رہے ہیں۔

سامعین کرام! یہ بڑے مقدر کی بات ہے کہ کائنات کے والی نے آپ کا اور آپ کی رُوح کا استقبال کیا۔ یہ خوش نصیبی ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتی۔ سبحان اللہ. منور بدایونی صاحب نے کتنا پیارا شعر فرمایا اس مقام پر کہ:

نہ کہیں سے دُور ہیں منزلیں نہ کوئی قریب کی بات ہے
جسے چاہے اس کو نواز دیں یہ درِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے
جسے چاہا در پہ بُلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ستانویں برس کی عمر میں پچانویں لاکھ ہندوؤں کو کلمہ شریف پڑھا کر مسلمان کرنے کے بعد کروڑوں فاسق و فاجر مسلمانوں کو فسق و فجور سے تائب کرانے کے بعد پورے ہندوستان میں نبی کریم علیہ السلام کے دین اسلام کا جھنڈا لہرانے کے بعد آخر کار چھ رجب شریف ۶۲۷ھ کو اجمیر شریف کی مقدس زمین پر اپنی جان اللہ تبارک و تعالیٰ کے حوالے کر کے ہمیشہ کے لیے دُنیا سے پردہ فرما گئے بظاہر پردہ فرما گئے لیکن حقیقت میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کل بھی زندہ تھے آج بھی زندہ اور تا قیامت زندہ رہیں گے کیونکہ اللہ کے ولی نبی دُنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی اپنے اپنے روضوں میں زندہ ہوتے ہیں جب آپ کے وصال پاک کا وقت آیا تو اتوار کا دن تھا رجب شریف کی چھ تاریخ تھی ۶۲۷ھ تھی ۲۱ مئی ۱۲۲۹ء تھی آپ نے عشاء کی نماز با جماعت ادا فرمائی، نمازِ عشاء ادا فرمانے کے بعد آپ نے حجرہ شریف کا دروازہ بند کر لیا اور اپنے خاص خدام کو حکم دے

دیا کہ خبردار کسی کو میرے کمرے میں داخل نہ ہونے دینا۔ یہ فرما کر دروازہ بند کر لیا آپ کے خاص خدام دروازے پر کھڑے ہو گئے اور آپ کے کمرے کا پہرہ دینے لگے۔ جب تھوڑی سی دیر گزری تو آپ کے حجرے پاک سے طرح طرح کی آوازیں آنے لگیں۔ خدام بڑے حیران تھے کہ یہ آوازیں کس کی ہیں۔ جب رات کا آخری حصہ آیا تو وہ آوازیں بھی آنا بند ہو گئیں۔ جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے مریدین انتظار کرنے لگے کہ حضرت خواجہ صاحب تشریف لائیں گے اور ہمیں جماعت کرائیں گے یعنی صبح قریب ہو گئی سورج کے نکلنے کا وقت قریب سے قریب تر ہو گیا لیکن خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اپنے حجرۂ انور سے باہر تشریف نہ لائے آپ کے مریدوں کو بڑی تشویش ہوئی انھوں نے خواجہ پیا کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا لیکن کوئی آواز نہ آئی۔ مریدین سخت پریشان ہو گئے کہ اب کیا کیا جائے آخر کار خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے حجرے کا دروازہ توڑا گیا جب دروازہ ٹوٹ گیا تو مریدوں نے کیا دیکھا کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ، تو اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں اور آپ کی پیشانی مبارک سے نور نکل رہا ہے اور آپ کی پیشانی پر خدا کی قدرت سے یہ لکھا ہوا ہے: ھٰذا حَبِیْبُ اللّٰہِ فِی حُبِّ اللّٰہ۔ یہ معین الدین اللہ کا محبوب تھا اللہ کے محبوب نے اللہ کی محبت میں اپنی جان دے دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بیشک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز کی اولاد:

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو نکاح

فرماتے تھے ایک بیوی کا نام تھا بی بی امت اللہ رحمہا اللہ تعالیٰ ۔ دوسری بیوی کا نام تھا بی بی عصمت اللہ رحمہا اللہ تعالیٰ ۔ بی بی امت اللہ کے بطن اقدس سے آپ کے ۲ صاجزادے ایک صاجزادی پیدا ہوئی صاجزادوں کے نام یہ تھے سیدنا خواجہ فخرالدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ سیدنا حسام الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، لڑکی کا نام بی بی حافظہ جمال رحمتہ اللہ تعالیٰ ۔ دوسری بیوی کے بطن اقدس سے صرف ایک بیٹا پیدا ہوا حضرت سیدنا خواجہ ضیاءالدین ابوسعید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی تمام اولاد اپنے والد ماجد کی طرح علم وعرفان اور ولایت کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے اور آج بھی ان کے مزارات سے فیوض و برکات کے چشمے جاری وساری ہیں ۔

سامعین کرام ! حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف سے آج بھی لوگ فیوض و برکات کے خزانے حاصل کر رہے ہیں اور انشاءاللہ تاقیامت یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا اور ایسا ہو بھی کیوں نہ کہ ولی اپنے مزار شریف میں سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور زندہ جاوید ہیں ۔

روضہ انور سے غریب نواز کی آواز :

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید خاص خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال فرما گئے تو آپ کے وصال کے بعد میں آپ کے روضہ انور پر معتکف رہا یعنی اعتکاف میں بیٹھا رہا ۔ فرماتے ہیں کہ ذوالحجہ کا مہینہ تھا عرفہ کی رات تھی میں نے آپ کے روضے کے نزدیک نماز ادا کی اور وہیں بیٹھ

کہ قرآن پاک کی تلاوت کرنی شروع کر دی حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تھوڑی رات گزری تھی کہ میں نے قرآنِ پاک کے پندرہ پارے ختم کر لیے۔ بابا جی فرماتے ہیں کہ سورۃ مریم یا سورۃ کہف میں سے کوئی ایک حرف غلطی سے مجھ سے چھوٹ گیا تو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے روضۂ انور سے آواز آئی فریدالدین قرآن میں سے فلانی سورۃ میں سے فلاں حرف تمہارا چھوٹ گیا ہے بیٹا دوبارہ پڑھ لو۔ بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ حرف پڑھ لیا تو دوبارہ خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ سے آواز آئی، فریدالدین بیٹا ماشاءاللہ عمدہ قرآن پڑھتے ہو نیک خلیفے اور لائق بیٹے ایسے ہی قرآن پاک پڑھتے ہیں جیسے تم پڑھتے ہو بابا فریدالدین گنج شکر فرماتے ہیں جب میں نے سارا قرآن پاک ختم کر لیا تو میں نے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے قدموں میں سر رکھ دیا اور رو رو کر میں نے عرض کی کہ حضور والا مجھے پتہ نہیں ہے میں کس گروہ سے تعلق رکھتا ہوں جنتی ہوں یا دوزخی۔ بابا جی فرماتے ہیں میں یہ عرض کر کے روتا روتا سوچ رہا تھا کہ دیکھو کیا جواب ملتا ہے کہ اچانک خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہٗ کے روضۂ اطہر سے آواز آئی کہ مولانا جو شخص ایسی نماز ادا کرتا ہے جیسے تم پڑھ رہے ہو ایسا آدمی جہنمی نہیں ہوا کرتا بلکہ وہ تو جنتی ہوتا ہے اور بخشا ہوا ہوتا ہے۔ اللہ اللہ، قربان جاؤں نگاہِ معین الدین چشتی پر کہ روضہ پاک میں لیٹے لیٹے یہ بھی پہچان لیا کہ ہمارے روضے پر بیٹھنے والا کون ہے پھر یہ بھی پہچان لیا کہ فریدالدین قرآن پاک پڑھ رہا ہے اور پھر یہ بھی سمجھ گئے کہ فلاں حرف قرآنِ پاک کا چھوٹ گیا ہے پھر بتا بھی دیا حالانکہ بابا فرید کو پتہ نہ چلا اور پھر بابا فرید کے پوچھنے پر یہ بھی بتا دیا کہ بیٹا تو جہنمی نہیں

بلکہ جنتی ہے۔ سبحان اللہ

معین الدین ولی دستگیر محتاجاں

غریب پرور و مشکل کشا غریب نواز

فدا مزار کے صدقے تمہاری چوکھٹ پر

خدا کی ساری خدائی ہے یا غریب نواز

سامعین کرام! جب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے روضے میں بیٹھے لیٹے اپنے مریدوں کی آواز بھی سنتے ہیں جنتی ہونے کے سرٹیفکیٹ بھی دیتے ہیں تو خود سوچو معین الدین کے آقا و مولا ساری کائنات کے سردار حضرت سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان ہو گی۔ کیا وہ اپنے غلاموں اور گنہگار اُمتیوں کی آواز اپنے روضے میں نہیں سنتے ہیں ضرور سنتے ہیں اور جواب سے بھی نوازتے ہیں۔ بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنے مرشد خواجہ پیر کے روضے پاک سے یہ آواز سُنی تو خوشی سے میں حضرت کے مزار کو بوسے دینے لگا اور پھر اور بھی بہت سے انعامات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے روضے سے حاصل کر کے چلا آیا۔ (راحت القلوب ص۵۲)

نیل گائے اور غریب نواز کا نام:

سلطان نورالدین جہانگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ شکار کھیلنے کے لیے ایک جنگل میں تشریف لے گئے۔ سلطان نورالدین جہانگیر کو جنگل میں ایک نیل گائے نظر آئی۔ سلطان اس گائے کے پیچھے شکار کرنے کیلئے دوڑا لیکن نیل گائے بھی اپنی رفتار کے ساتھ دوڑی کیونکہ کس کو پیاری نہیں

ہوتی۔ سلطان نورالدین جہانگیر کا گھوڑا اپنے پورے زور سے گائے کے پیچھے دوڑا لیکن گائے ہے کہ پکڑوانے کا نام ہی نہیں لیتی۔ دوڑتے دوڑتے گائے نے میل کا فاصلہ طے کر گئی۔ سلطان نورالدین کا گھوڑا بھی پیچھے آخر کار سلطان تھک گیا۔ اب پیچھے جاتے ہیں تو آپ کے وزیر کیا کہیں گے کہ بادشاہ شکار کیے بغیر واپس آ گئے اور آگے جانے کی ویسے ہمت نہیں ہے۔ سلطان سوچنے لگا کہ اب کیا کیا جائے پیچھے جائیں تو بھی صحیح نہیں ہے اور آگے جایا نہیں جاتا۔ آخر کار سلطان نورالدین جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ نے اجمیر شریف کی طرف منہ کیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ باباجی اگر گائے شکار ہو جائے تو میں یہ پوری گائے آپ کے آستانے پر لا کر آپ کے خادموں میں تقسیم کر دوں گا لہٰذا میری مدد فرمائیں تاکہ یہ گائے میں شکار کر لوں۔ سلطان نورالدین جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ نے جب دُعا مانگی اور باباجی سے مدد طلب کی اور پھر گھوڑا دوڑانا چاہا تو کیا دیکھا کہ وہ گائے جو پہلے رُکنے کا نام نہیں لیتی تھی اب راستے پر کھڑی ہو گئی۔ سلطان بڑا حیران ہوا جب قریب گیا تو گائے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سلطان کو دیکھنے لگی گویا آنکھوں آنکھوں میں اشارہ کر دیا کہ سلطان تو یہ سمجھا کہ میں تم سے ڈر گئی۔ سلطان اگر میں رُک گئی ہوں تو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے وسیلے سے ورنہ تم تو کیا تیری ساری فوج بھی میرے پیچھے لگ جاتی تو مجھے نہ پکڑ سکتی۔ یہ تو باباجی کے نام کا ادب ہے کہ میں رُک گئی ہوں تاکہ قیامت کے دن میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نافرمانوں میں سے نہ پکاری جاؤں۔ سبحان اللہ۔ سلطان آگے بڑھا اور جا کر گائے کو پکڑ لیا اور سیدھا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار پر ذبح

کر کے خواجہ صاحب کے مریدوں اور خادموں کو اس کا گوشت کھلا دیا۔

(توزک جہانگیری ص۹۱، ص۹۲)

مدد کو رحمتِ پروردگار آتی ہے

پکارتا ہے اگر کوئی یا غریب نواز

وہیں سے کھینچ لیا دامن کرم نے تیرے

غریب نے جو پکارا کہ یا غریب نواز

خدا کرے وہی نظریں ہوں آپکے جلوے

یہی دعا ہے یہی مدعا یا غریب نواز

ہماری سمت بھی لِلّٰہ اِک نگاہِ کرم

تڑپ رہا ہے دل مبتلا یا غریب نواز

ہندوستان کا ایک تاجر اور خواجہ غریب نواز:

ملک ہندوستان میں ایک شہر ہے جس کا نام ہے دارجلنگ۔ اس دارجلنگ میں ایک تاجر رہتا تھا جس کا نام عبدالرحمٰن تھا سونے چاندی اور جواہرات کا کاروبار کیا کرتا تھا لوگ عبدالرحمٰن کو سیٹھ عبدالرحمٰن جوہری کے نام سے یاد کرتے تھے۔ دارجلنگ کے صدر بازار میں عبدالرحمٰن جوہری کی دکان تھی اور پورے شہر میں عبدالرحمٰن جیسا کوئی امیر رئیس نہیں تھا کیونکہ صرف ہندوستان میں ہی وہ سونے چاندی اور جواہرات کا کاروبار نہیں کرتا تھا بلکہ غیر ممالک میں بھی وہ تجارت کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کو ہر روز لاکھوں روپے کی آمدنی ہوتی اور ہزاروں روپے کی بچت ہو جاتی۔ عبدالرحمٰن جوہری کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام محمد امین تھا دولت کی ریل پیل میں اس نے آنکھیں کھولی

نفیس اس لیے انتہائی نازونعمت کے ساتھ اس کی پرورش بھی ہوئی تھی۔
آپ جانتے ہیں جس کا اکلوتا بیٹا ہو اس کو لاڈ پیار بھی زیادہ ملتا ہے چاہے
غریب کا ہی کیوں نہ ہو لیکن محمد ابین تو ایک کروڑپتی باپ کا اکیلا بیٹا تھا
پھر اس کو اور بھی زیادہ لاڈ پیار ملا تھا۔ اس لاڈ پیار نے محمد امین کو غلط راستے
پر ڈال دیا تھا۔ شہر کے بدمعاش عیاش اور بُرے لوگوں کا جمگھٹا اس کے ارد
گرد جمع ہوگیا تھا۔ بُری صحبتوں کا اثر اس کی زندگی پر پڑنا شروع ہوگیا۔
یہاں تک کہ شہر کے تمام بدمعاش اوباش اور بدقماش لوگوں کی بھیڑ ہر وقت
اس کے اردگرد جمع رہنے لگی۔ بہت ساری بُری باتوں کے علاوہ محمد امین میں
جوئے کی بُری عادت بھی پڑ گئی۔ سامعین کرام! جُوا وہ بُرا فعل ہے جس کی
وجہ سے مال و دولت کے علاوہ گھر کا سکون بھی برباد ہو جاتا ہے۔ اسی
جوئے نے محمد ابین کے گھر کی دولت کو بالکل ختم کر کے رکھ دیا۔ غریبی اور
افلاس کے سائے اس کی زندگی کے قریب ہوتے گئے۔ بزرگوں نے محمد امین
کو سمجھایا دوستوں نے بُرائی چھوڑنے کا مشورہ دیا۔ ماں باپ نے واسطے دئیے
رشتہ داروں نے منتیں کیں کہ محمد امین جوئے اور بُرائی کی لعنت کو چھوڑ دو
لیکن محمد امین نے نہ بزرگوں کی بات مانی اور دوستوں کے مشورے کو قبول
کیا نہ عزیزوں کی منتوں کی پروا کی، نہ ماں باپ کے واسطے اس کو نرم کر سکے
جب باپ نے دیکھا کہ بیٹا نہیں مانتا برائی نہیں چھوڑتا تو باپ کے دل پر
اثر ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے چنگا بھلا باپ' دوکان اور قوم کی عالیشان مسند
پر بیٹھنے کی بجائے بستر علالت پر آ بیٹھا۔ علاج پر لاکھوں روپے پانی
کی طرح بہا دیئے گئے لیکن کھوئی ہوئی صحت واپس نہ آسکی جسم کا روگ
ہو تو علاج بھی ہو سکتا ہے لیکن دلِ بیمار کا کیا علاج ہے۔ سارے معالجوں

سے علاج کرایا لیکن تمام حکیموں ڈاکٹروں طبیبوں نے جواب دے دیا کہ سیٹھ صاحب اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔

تاجر موت کی آغوش میں:

رات ڈھل چکی تھی۔ پورے شہر پہ ایک سناٹا اور خاموشی طاری تھی ادھر عبدالرحمٰن جوہری کی حالت آج وقفے وقفے سے غیر ہوتی جاتی تھی منٹ منٹ پر غشی کے دورے پڑ رہے تھے۔ سارے گھر کے لوگ بڑے حیران اور پریشان کھڑے تھے کہ اللہ خیر کرے اللہ سیٹھ صاحب کو صحت عطا فرمائے۔ محمد امین بھی سر جھکائے ایک کنارے پر کھڑا تھا تھوڑی دیر کے بعد باپ کو کچھ ہوش آیا آنکھیں کھولیں اور پھر عبدالرحمٰن جوہری نے اشارے سے اپنے بیٹے محمد امین کو اپنے پاس بلایا اور آبدیدہ ہو کر بڑی مشکل سے چند الفاظ اپنی زبان سے نکالے وہ الفاظ کیا تھے کہ بیٹا امین۔ امین نے کہا ابا جان کیا بات ہے۔ باپ نے کہا بیٹا اب میری زندگی کا چراغ بجھنے والا ہے اور چند ہی لمحوں کے بعد میں تم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو جاؤں گا۔ ہزار ارمانوں کے بعد میں نے تمہیں سیدنا و مولانا خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار سے مانگا تھا۔ بیٹا جب میں تمہاری بھیک مانگنے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضر ہوا تھا تو میں نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے وعدہ کیا تھا کہ حضور اگر اللہ پاک نے مجھے آپ کے صدقے لڑکا عطا فرمایا تو میں اس کو آپ کے دربار میں سلام کرانے کے لیے ضرور حاضری دوں گا۔ لیکن بیٹا افسوس کہ میں اس منت کو پورا نہ کرسکا اور تمھیں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں نہ لے جا سکا۔ بیٹا اگر زندگی

وفا کرے تو میرے بعد ایک مرتبہ ضرور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
دَر پر سلامی کے لیے حاضر ہونا تاکہ یہ حسرت مجھے قبر میں بھی نہ تڑپاتی رہے
اور سلامی کے لیے ضرور جانا تاکہ میری شرم عقیدت کا فرض ادا ہو جائے۔ بیٹا
افسوس تم نے میری باتوں کا کوئی اثر نہ لیا اور جوئے جیسی لعنت سے چھٹکارا
حاصل نہ کیا اور میری رُوح کو خوش نہ کیا۔ افسوس تمہاری خانہ خراب زندگی کا غم
لے کر اب میں ہمیشہ کے لیے تم سے رخصت ہو رہا ہوں۔ یہ باتیں کہنے کے بعد
عبدالرحمٰن جوہری نے اپنے تمام گھر والوں سے کہا کہ اے میرے عزیزو، میرے ساتھ
مل کر یہ کلمہ پڑھو تاکہ قیامت کے دن میرے ایمان کی گواہی دے سکو۔ تمام گھر
والوں نے کہا بابا جان کون سا کلمہ۔ سیٹھ صاحب نے کہا پڑھو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمام رشتہ داروں نے اور سیٹھ صاحب
نے مل کر یہ کلمہ پڑھا۔ بس پھر کیا تھا کہ عبدالرحمٰن جوہری کے سانس اکھڑ گئے، ایک
ہی ہچکی آئی اور عبدالرحمٰن جوہری اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا
اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

عبدالرحمٰن جوہری کی وفات کے بعد پورے گھر میں صفِ ماتم بچھ گئی۔
ساری رات کہرام مچا رہا۔ عبدالرحمٰن جوہری کی بیوہ جب درد سے روتی تو سننے
والوں کے کلیجے پھٹ جاتے۔ تمام گھر والوں کی سسکیاں بندھ گئیں۔ عبدالرحمٰن
جوہری کے بیٹے محمد امین کی حالت بھی بڑی قابلِ رحم تھی۔ روتے روتے اس کا
حال بھی بُرا ہو گیا تھا آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔ اب محمد امین کو محسوس ہو رہا
تھا کہ جن کے ماں باپ مر جائیں ان کا کیا حال ہوتا ہے وہ کیسے یتیم ہوتے
ہیں۔ ان کو لوگ کیسے دلاسے دیتے ہیں۔ صبح ہوتے ہی تمام شہر کے معززین
اور تمام احباب تمام رشتے دار جمع ہو گئے۔ عبدالرحمٰن جوہری کی وفات پر

سارا شہر مغموم تھا۔ عبدالرحمٰن جوہری کو غسل دیا گیا کفن دیا گیا۔ غسل اور کفن دینے کے بعد جب عبدالرحمٰن جوہری کا جنازہ گھر سے نکالا گیا تو ایک قیامتِ صغریٰ برپا ہو گئی۔ شدتِ غم سے گھر کے ہر شخص کا حال بُرا تھا۔ عبدالرحمٰن جوہری کی بیوہ پر تو منٹ منٹ کی غشی طاری ہو جاتی بار بار بے ہوش ہو کر گر پڑتی اور محمد امین بھی پاگلوں اور دیوانوں کی طرح جنازے کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ دارا جلنگ کے سب سے بڑے میدان میں عبدالرحمٰن جوہری کا جنازہ رکھا گیا مولوی صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی اس کے بعد جنازہ اٹھا کر قبرستان کی طرف لے جایا گیا۔ قبر پہلے ہی تیار ہو چکی تھی۔ عبدالرحمٰن جوہری کی لاش کو قبر میں اُتارا جانے لگا۔ جونہی عبدالرحمٰن جوہری کی لاش کو قبر میں اُتارا گیا تو عبدالرحمٰن جوہری کا بیٹا محمد امین چیخ پڑا کہ لوگو میرے باپ کو اکیلے ہی قبر میں مت اُتارو بلکہ مجھے بھی اپنے والد کے ساتھ قبر میں لٹا دو۔ میں اپنی زندگی سے تنگ ہوں خدا کے لیے مجھے بھی قبر میں جانے دو۔ افسوس کہ میں اپنے والد کو کوئی سُکھ نہ پہنچا سکا۔ صد افسوس میری زندگی پر کہ میری وجہ سے میرے کرتوتوں سے تنگ آ کر میرا والد دُنیا کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے رخصت ہوا جا رہا ہے لوگوں نے بڑی مشکل سے محمد امین کا ہاتھ پکڑا اور قبر سے الگ کر دیا اور ایک کنارے پر لے جا کر بٹھا دیا۔ عبدالرحمٰن جوہری کو دفن کرنے کے بعد لوگ قبرستان سے اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے محمد امین کو بھی بازو سے پکڑ کر گھر تک لایا گیا۔ تمام عزیزوں رشتے داروں تمام احباب تمام دوستوں نے محمد امین کو تسلّی دی صبر کی تلقین کی کہ وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے رونے سے اور بے صبری کا مظاہرہ کرنے سے انسان قبر سے واپس نہیں آیا کرتے لہٰذا صبر کرو اور اپنے باپ کی رُوح کو خوش کرنے کے لیے قرآن پاک

پڑھ کر اس کی روح کو ثواب پہنچاؤ۔ لوگ چلے گئے تیسرے دن عبدالرحمن جوہری کا تیجہ یعنی فاتحہ سوئم کے لیے شہر بھر کے لوگ جمع ہوئے خاندان کے بڑے بوڑھوں نے محمد امین کو تنہائی میں بلا کر سمجھایا کہ بیٹا محمد امین دیکھو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا۔ خدا کے کاموں میں کوئی دخل نہیں دے سکتا وہ جس کام کا ارادہ فرما لیتا ہے وہ کر کے رہتا ہے پھر انسان کی عقلمندی کی دلیل یہ ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کام پر صبر کرے اس کی رضا پر راضی ہو جائے لہٰذا بیٹا تمھیں بھی خدا کی رضا پر راضی ہونا چاہیے اور محمد امین اب اس کشتی کے تم ہی ناخدا ہو اگر اپنے باپ کی روح کو خوش کرنا چاہتے ہو تو اپنے آپ کو بدل ڈالو اور غلط صحبتوں سے توبہ کرلو اور ایک شریف بیٹے کی طرح اپنے باپ کا کاروبار سنبھال لو بیٹا اب اپنی بیوہ ماں کا تم ہی تو سہارا ہو تمہارے علاوہ کون ہے جو تمہاری بیوہ ماں کا خیال رکھے گا۔ اس کے دکھ بانٹے گا اس کو سہارا دے گا بیٹا ماں باپ کا اولاد پر بڑا حق ہوتا ہے۔ اگر اولاد ساری عمر بھی اپنی ماں یا باپ کا حق ادا کرنا چاہے تو ادا نہیں کر سکتا لہٰذا ہمارا مشورہ یہ ہے کہ خدا اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لیے پہلے اپنی ماں کو خوش کرو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے اگر تمہاری ماں تم سے خوش ہو گئی تو انشاء اللہ تمہارے والد کی روح بھی خوش ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تم سے راضی ہو جائیں گے۔ محمد امین اپنے بزرگوں کی بڑی محبت سے باتیں سن رہا تھا سر جھکائے آنسو بہا رہا تھا اور گویا اس کے دل پر بزرگوں کی باتیں اثر بھی کر رہی تھیں۔ جب بزرگ خاموش ہو گئے تو محمد امین نے تمام بزرگوں کو یقین دلایا کہ انشاء اللہ اب محمد امین اپنے

باپ کا کاروبار ایسے چلائے گا کہ آپ لوگ دیکھ کر خوش ہو جائیں گے ۔ اور انشاءاللہ آپ کی باتوں پر پورا پورا عمل کیا جائے گا تمام بزرگ بڑے خوش ہوئے ۔ محمد امین کے سر پر دستِ شفقت پھیرا گیا اور لوگ محمد امین کو سمجھا بجھا کر واپس چلے گئے ۔

باپ کی یاد تازہ ہوگئی :

چالیسویں کے بعد پہلی مرتبہ محمد امین اپنے باپ کا کاروبار چلانے کے لیے داراجلنگ شہر کے صدر بازار میں اپنی دکان کھولنے کے لیے پہنچا ۔ آج محمد امین سے محمد امین جوہری بن کر اپنی فرم اپنے تجارتی کاروباری مرکز پر ٹیک لگا کر اپنے باپ کی یاد تازہ کرنے کے لیے بیٹھ گیا ۔ محمد امین نے اپنے تمام دوستوں اور بُرے ساتھیوں سے رشتہ توڑ کر اپنی پوری توجّہ کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا ۔ دیکھتے ہی دیکھتے چند ہی دنوں کے بعد امین جوہری کی نیک نامی پورے شہر میں پھیل گئی اور کاروبار پہلے سے بھی زیادہ چمک اُٹھا ۔ محمد امین کی ماں اپنے بیٹے کی نیک نامی اور سعادتمندی کو دیکھ کر بڑی خوش ہوئی بیوہ ماں کے سارے غم خوشیوں میں تبدیل ہو گئے اور ماں کو تمام لوگ مبارکبادیاں دینے لگے کہ امین کی ماں مبارک ہو تمہارا بیٹا اللہ کی مہربانی سے پھر سے نیک لائق بن گیا ہے ۔ محمد امین کی ماں لوگوں کی باتیں سن کر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکریہ ادا کرتی اور کہتی مولا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تُو نے میرے بیٹے کو بُرائی سے ہٹا کر اچھائی کی طرف پھیر دیا ہے ۔ محمد امین اپنی ذہانت شرافت سنجیدگی کی وجہ سے سارے قبیلے کے لیے آنکھ کا تارا بن گیا ۔ کاروبار ہے کہ دن بدن ترقی کر رہا ہے اور خاندان کی عزت اور وقار

اپنے پورے عروج پر پہنچ چکا تھا خوشحالی کے یہی دن تھے بہار کا یہی موسم تھا یہی مسکراتی ہوئی شام وسحر تھی یہی بلندی کا سورج تھا لیکن پتہ نہیں پھر کیا ہوا کہ اچانک موسم نے کروٹ بدلی۔ شام وسحر تبدیل ہوتے تو اسی بلندی کے سورج پر زوال آگیا۔ شام وسحر کے روشن چہرے ماند پڑنے لگے خاندان کی عزت اور وقار مجروح ہوگیا۔ پھر سارے گھر کی رونقیں ختم ہونے لگیں کیونکہ پھر سے امین جوہری اپنے پرانے ساتھیوں کی محفل میں پہنچ چکا تھا پھر جوئے کی ریس شروع ہوگئی پھر سارے گھر کا سرمایہ داؤ پر لگنے لگا اور سارا خزانہ جوئے کی بھینٹ چڑھ گیا۔ محمد امین جوہری کو جوئے کا اتنا نشہ چڑھا کہ اس نشے کو پورا کرنے کے لیے لوگوں سے قرضے لینا شروع کر دیئے۔ ہندو ساہوکاروں نے دل کھول کر سودی قرضے دیئے اور کچھ ہی دنوں کے بعد لوگوں نے سن لیا کہ دکان اور ساری جائیداد امین جوہری کی نیلام کر دی گئی فرم کا نام ڈوب گیا اور چند ہی دنوں کے بعد یہ ہرا بھرا چمن اُجڑ کر رہ گیا۔ اب محمد امین جوہری جہاں سے گزرتا لوگ بجائے امین جوہری کے امین جواریا کر کے بلاتے اور آوازیں کستے کہ او امین جوارئیے۔ لوگوں نے امین جواری سے لین دین بند کر دیا۔ امین جواری نے سارا کاروبار برباد کرنے کے بعد ساری جائیداد لٹانے کے بعد ظالم نے سارے گھر کا سامان بھی بیچ دیا۔ اب نہ سماج میں کوئی عزت تھی کہ کہیں سے کوئی سہارا ملتا نہ گھر تھا کہ گزر بسر ہو جاتی۔ نتیجہ کیا نکلا کہ بنگلوں اور کوٹھیوں میں رہنے والا امین خود بھی سڑک کے کنارے آ پہنچا اور بوڑھی ماں کو بھی وہیں لا کر بٹھا دیا کیونکہ رشتے داروں نے منہ پھیر لیا تھا کوئی بھی امین کی مدد کے لیے تیار نہیں تھا تمام رشتے داروں کو پتہ تھا کہ اس کے پاس سوائے جوئے کے اور رہے ہی کیا۔ امین

جواری سارا دن شہر بھر کی خاک چھانتا اور اس لالچ میں کافی دیر تک اپنے پرانے ساتھیوں کی محفل میں بیٹھا رہتا کہ داؤ جیتنے والوں سے دو چار پیسے مل جائیں تاکہ پیٹ کی آگ بجھے۔ بوڑھی ماں سارا دن محنت مزدوری کر کے ایک شام کا کھانا پکاتی۔ دن کو بغیر کھائے پئے گزارا کر لیتے۔ ماں جب اپنی بربادی دیکھتی تو اُسے گزرا ہوا سہانا وقت یاد آ جاتا رو رو کر ماں کا حال بُرا ہو جاتا اور پھر کہتی مولا تیری شان پر قربان جاؤں کبھی وہ وقت بھی تھا کہ لوگ ہمارے ہاتھ پیر چوم کر ہماری خوشی حاصل کرنے کے درپے ہوتے۔ لوگ ہمارے ہاں ملازمت حاصل کرنے کو فخر سمجھتے۔ تیری نعمتوں کی اتنی بارش ہوتی کہ سنبھالی نہیں جا سکتی تھیں لیکن مولا کریم آج یہ حال ہے کہ شام کو کھانا ملتا ہے دوپہر کو نہیں۔ دوپہر کو ملتا ہے تو شام کو نہیں۔ ماں جب غم سے روتی تو امین جوہری بجائے دلاسہ دینے کے ظالم ماں کو جھڑکتا گالیاں دیتا لیکن سامعین کرام خدا کی قدرت پر قربان جاؤں کہ اس نے ماں کے دل میں محبت کا سمندر پیدا کر دیا ہے کیونکہ ماں کی ممتا بھی عجیب دیوانی ہوتی ہے کہ اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی امین ہی اس کے کلیجے کی ٹھنڈک تھا۔ جب تک وہ اسے کھلا نہیں لیتی تھی خود نہیں کھاتی تھی۔ جب تک اسے دیکھ نہیں لیتی رات کو سونا حرام ہو جاتا تھا۔

خواجہ غریب نواز کا عرس مبارک:

سامعین کرام رجب شریف کا مہینہ قریب آتا جا رہا تھا۔ چشتیوں کے سردار حضرت سیدنا و مولانا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے عرس مبارک کا موسم آتے ہی ملک کے کونے کونے میں عقیدت،

جذبات پورے جوش وخروش میں تھے ۔ خواجہ پیا کے لاکھوں دیوانے مستانے
ہر سال کی طرح اس سال بھی اجمیر شریف میں عرس مبارک میں شامل ہونے
کے لیے بے تاب تھے ۔ اس سال دارجلنگ سے بھی خواجہ معین الدین چشتی
اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیوانوں کا ایک بہت بڑا قافلہ روانہ ہو رہا تھا
ہر محلے ہر گلی ہر کوچے میں اجمیر شریف کے سردار کی یاد کے نقارے بج رہے
تھے ۔ جب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شان اور
تذکرے خواجہ پیا کے مستانے سنتے تو مستی میں جھوم اُٹھتے ۔ محمد امین
کی بوڑھی ماں کو جب اس بات کی خبر پہنچی کہ دیوانوں اور خواجہ پیا کے غلاموں
کا ایک قافلہ داراجلنگ سے جا رہا ہے تو وہ تڑپ اٹھی ۔ دن ہی دل میں خواجہ
پیا کی یاد ستانے لگی ۔ غریبی ، تنگدستی اور زندگی کی بربادیوں نے خواجہ
معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی یاد نے اور بھی رقت آمیز
بنا دیا تھا ۔ امین کی بوڑھی ماں نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور دل ہی دل میں
اجمیر شریف کی طرف منہ کر کے خواجہ پیا کو آواز دی کیا ؟ کہ اے غریبوں کے
پیارے غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہم غریبوں کو بھی چوکھٹ پر بلوا
لیجیے ۔ یا غریب نواز وقت نے ہمیں محتاج بنا دیا ہے ۔ ہمارے پاس تو
ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ۔ یا غریب نواز اب ہم آپ کے در پر کیسے
آئیں ۔ افسوس امیری اور خوشحالی کے زمانے میں ہم آپ کو بھول
گئے اور آپ کو بھول جانے کی ہمیں یہ سزا ملی کہ ہم دردر کے گدا اور
فقیر بن گئے ہیں ۔ یا غریب نواز خدا کے لیے ہماری خطا اب معاف کر
دی جائے ۔ میرے غریب نواز خدا کے لیے ایک مرتبہ اپنے پیارے
دلربا گنبد کا حسین نظارہ کرا دیجیے تاکہ مرنے والے عبدالرحمٰن جوہری

کی رُوح بھی خوش ہو جائے ۔ یہ باتیں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ
امین کی بوڑھی ماں کرنے کے بعد زار و قطار رونے لگی ۔ آنسوؤں کی لڑیاں
بہہ بہہ کر سینے پر گرنے لگیں ۔ ابھی بڑھیا رو رہی تھی کہ امین جواری بھی
آگیا ۔ آج زمین کی کیفیت اور حالت بھی بدلی ہوئی تھی ۔ بوڑھی ماں کو
روتا دیکھ کر امین بھی وہیں بیٹھ گیا اور کہنے لگا اماں یہاں رو رو کر اپنا
وقت مت ضائع کرو ۔ دکھی بڑھیا نے کہا کہ بیٹا پھر کیا کروں ۔ کہا اماں تو
دیکھتی نہیں پورا شہر بابا جیرو کی یاد میں مست ہے اور ہزاروں دیوانے
مستانے خواجہ پیا کی چوکھٹ پر سلامی کے لیے حاضر ہونا چاہتے ہیں
کیوں نہ اماں ہم ماں بیٹا بھی چلیں وہیں بیٹھ کر خواجہ پیا کے قدموں میں
رو رو کر اپنا دکھ درد اور غریبانہ حال بیان کریں گے ۔ اماں وہ سخی تو
بڑے اُونچے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اماں میں نے تو سنا ہے
کہ اگر کوئی ہندو جائے تو وہ بھی خالی ہاتھ نہیں آتا ۔ اگر کوئی غیر مسلم بھی
جائے تو جھولی اس کی بھی بھر دی جاتی ہے ۔ اگر غیر جائے تو خواجہ پیا اس
کو بھی اپنے سینے سے لگا لیتے ہیں ۔ ہم تو پھر بھی اماں مسلمان ہیں'
کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں ۔ ہم تو پھر بھی خواجہ پیا
کے دَر کے گدا ہیں ۔ اماں اُٹھو دیر نہ کرو ۔ مرحوم باپ کی نصیحت بھی
پوری ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ خواجہ پیا کو ہمارے اس غریبانہ حال
پر ترس آجائے تو ہم پر نظر کرم فرما دیں تو ہمارے گزرے ہوئے دن واپس
آجائیں ۔ اماں اٹھو قافلہ تیار ہے کہیں نکل نہ جائے ۔ ہم خواجہ پیا کے
دیدار سے محروم نہ ہو جائیں' اللہ اللہ ۔

حضرات محترم ! آج بیٹے کا بدلا ہوا رنگ دیکھ کر ماں کا دل بھر آیا ۔

آنکھوں میں اُمید کے آنسو چمکنے لگے اور بوڑھی ماں نے کہا میرے آقا قربان جاؤں تیری بے پرواہی پر۔ ابھی دل سے یہ دُعا نکلی تھی کہ حاضری کا شرف حاصل ہو اور ابھی آپ نے دیدار کرانے کے لیے قدموں میں بلاوا بھیج دیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ خواجہ پیا اجمیر شریف میں ہے لیکن میں کہتی ہوں کہ آپ ہر مُرید کے قریب ہیں۔ جب چاہیں نواز دیں، جب چاہیں در پر بُلالیں۔

معین جہاں فخرِ کون و مکاں ہو
یہ عظمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
غریبوں کے حامی ہو مشکل کشا ہو
یہ شفقت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

بوڑھی ماں اُٹھی۔ گھر کے ٹوٹے پھوٹے برتن بیچ کر زادِ سفر کے لیے بڑی مشکل سے دس رُوپے کا انتظام کر لیا۔ ماں بیٹا دونوں بے خودی کے عالم میں گھر سے نکل پڑے اور قافلے میں شامل ہو گئے۔ خواجہ پیا کا نام لے کر بغیر ٹکٹ گاڑی پر سوار ہو گئے۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ ایسا کرم ہوا کہ پُورے راستے میں کسی بابو نے ٹکٹ چیک نہیں کیا۔ بغیر روک ٹوک کے دونوں ماں بیٹا گاڑی میں مست بیٹھے تھے۔ جوں جوں اجمیر شریف قریب آتا جا رہا تھا اُمیدوں اُمنگوں اور شوق کی تپش بڑھتی جا رہی تھی۔ اب اجمیر شریف صرف ایک اسٹیشن کے بعد آنے والا تھا۔ تمام مُسافر اپنا اپنا سامان درست کرنے لگے۔ امین اور اس کی بوڑھی ماں کے پاس سامان ہی کیا تھا جسے وہ درست کرتے البتہ آنکھوں میں آنسوؤں کا طوفان اُمنڈ آیا۔ دارا جلنگ کے ان دو غریب مسافروں کے

پاس سب سے قیمتی یہی سامان تھا جسے وہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں پیش کرنے جا رہے تھے۔

اجمیر شریف کا اسٹیشن:

جلوۂ جاناں کی طرح پلک جھپکتے ہی اجمیر شریف کا اسٹیشن آگیا۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ پاک کے جانشینوں نے خدامِ آستانہ نے خواجہ پیا کے عرس پر آنے والوں کا بڑے پُرتپاک طریقے سے استقبال کیا۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے معزز مہمانوں کا گروہ اپنے اپنے وکیلوں کے ساتھ اسٹیشن سے باہر آرہا تھا۔ گیٹ سے گزرتے ہی ایک خادم نے امین سے دریافت کیا کہ حضرت آپ کے وکیل کا نام کیا ہے۔ بوڑھی ماں نے آگے بڑھ کر پوچھنے والے سے کہا کہ میاں ہمارے وکیل کا نام حضرت خواجہ غریب نواز ہے۔ خادم نے سمجھا کہ یہ کوئی دیوانے ہیں۔ مزید پوچھنے کے بجائے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ اللہ کی شان دیکھیے کہ گیٹ پر ٹکٹ چیکر نے ہر آنے والے سے ٹکٹ چیک کر لیا لیکن ان دونوں ماں بیٹے سے اس نے ٹکٹ چیک تو کیا پوچھا تک نہیں۔ پوچھتا بھی کیسے۔ گویا غریب نواز نے اشارہ کر دیا تھا کہ اد بابو صاحب ہر آنے والے سے ٹکٹ چیک کر لینا لیکن ان دونوں ماں بیٹے سے ٹکٹ ہرگز چیک نہ کرنا۔ کیوں۔ اس لیے کہ دوسرے تو آرہے ہیں اپنی مرضی سے لیکن یہ دونوں ماں بیٹا آرہے ہیں تو ہماری مرضی سے۔ لہٰذا یہ ہمارے مہمان ہیں۔ دیکھنا کہیں ٹکٹ چیک کرنے سے ان کا دل نہ ٹوٹ جائے۔ اللہ غنی۔

بجز تمہارے کہیں کس سے حالِ دل اپنا
ہمارے تم ہو تمہارے ہیں ہم غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ
تمام اہلِ جہاں بھر لیں جھولیاں اپنی
بڑھائیں آپ جو دستِ کرم غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

دونوں ماں بیٹا اسٹیشن کی حدود پار کرتے ہوئے روضۂ انور کی طرف پیدل چل پڑے۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ پاک کا بلند دروازہ جونہی نظر آیا۔ عظمتِ خداداد کی دھمک سے نظریں جھک گئیں، دل کی دھڑکنیں جوشِ عقیدت و محبّت میں تیز ہونے لگیں، دوزانو ہو کر بوڑھی ماں نے اپنی پلکوں سے چوکھٹ کا بوسہ لیا اور ایک رقّت انگیز اور بے خودی کے عالم میں اپنے بیٹے کو آواز دی کہ بیٹا امین۔ عرض کی جی امّاں حضور۔ بوڑھی ماں نے کہا بیٹا یہی وہ چوکھٹ ہے جہاں کھڑے ہو کر تیرے مرحوم باپ نے تجھے بھیک کے طور پر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صدقے اللہ تعالیٰ سے تمھیں حاصل کیا تھا۔ اس چوکھٹ کے ساتھ تیری زندگی کا رشتہ جڑا ہُوا ہے۔ ماں کی بات ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ امین نے گھٹنا ٹیک دیا اور عالمِ بے خودی میں چوکھٹ غریب نواز کو چُومنا شُروع کر دیا اور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درِ پاک کی سلامی کی۔ سلام کرنے کے بعد مختلف دروازوں سے گزرتے ہوئے ماں بیٹا دونوں احاطۂ نور میں داخل ہو گئے۔ اب خواجہ کونین کا وہ حسین روضہ نظروں کے سامنے تھا جس کی زیبائی پر سارا ہندوستان فریفتہ ہے ہر طرف نور کی بارشیں ہو رہی تھیں۔ ہر دل فریاد کر رہا تھا خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے روضے کے سامنے کھڑے ہو کر ماں کی حالت بگڑ گئی۔

آنکھوں کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ دل کے آلام کی دبی ہوئی چنگاری بھڑک اٹھی۔
امین کی بوڑھی ماں نے کچھ اس طرح خواجہ پیا کے سامنے فریاد کی کہ وہاں کھڑے
ہوئے ہزاروں خواجہ کے دیوانوں کے دل ہل گئے۔ امین کی بوڑھی ماں نے
سسکتے ہوئے غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چوکھٹ کو پکڑ کر کہا۔ یتیموں،
بیواؤں اور بے سہاروں کے والی غریبوں اور مسکینوں کو سینے سے لگانے والے
غریب نواز، گردشِ ایام کے ستائے ہوئے فریادی ایک نگاہِ کرم کے
امیدوار ہیں۔ بادشاہوں کے بادشاہ سنا ہے کہ دنیا کے ٹھکرائے ہوئے غم کے
ماروں کو یہاں پناہ ملتی ہے۔ کروڑوں خانہ خراب آپ کے دربار سے شاد
باد ہو کر واپس لوٹے ہیں۔ حضور ہمیں بھی اپنے در سے شاد باد کر کے بھیجیے
اور اپنی نظر نہ آنے والی چارہ گری کا ایک جلوہ دکھا دیجیے۔ ٹوٹے ہوئے
دلوں کو جوڑنے والے خواجہ ہمارے بھی نصیب کا ٹوٹا ہوا شیشہ جوڑ دیجیے
سرکار ایک بیوہ کی فریاد سن لیجیے۔ ایک یتیم کی کشتی کو کنارے لگا دیجیے۔ یا
غریب نواز تمہارا بخشا ہوا پھول امین مرجھا گیا ہے اسے ہرا بھرا کر دیجیے۔ خدام
آستانہ سے ماں بیٹے کا بلک بلک کر رونا دیکھا نہ گیا انھیں اندر لے گئے اور
مزار شریف کی پائنتی کھڑا کر کے سروں پر حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے
قدموں سے لگنے والی چادر ڈال دی۔ دامنِ رحمت کی ٹھنڈی چھاؤں میں آ
جانے کے بعد بوڑھی ماں کے جگر کی آگ بجھ گئی۔ آنسوؤں کا بہتا ہوا سیلاب تھم
گیا۔ اور انجانے طور پر دل کو سکون مل گیا تھوڑی دیر کے بعد خواجہ پیا کے
روضہ انور سے باہر آ گئے۔ بھوک نے ستایا تو دونوں ماں بیٹا ایک لنگر خانے
کی قطار میں کھڑے ہو گئے۔ خواجہ پیا کے لنگر کی بھیک لی اور پھر آ کر خواجہ
پیا کے روضہ انور پر ڈیرے ڈال دیئے۔ جب تک اجمیر شریف میں رہے۔ ماں بیٹا

دونوں کا یہی معمول بن گیا۔

خواجہ غریب نواز کی عطا:

آج رجب شریف کی نو تاریخ تھی۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا عرس پاک ختم ہونے والا تھا۔ قافلے واپسی کی تیاری کر رہے تھے۔ عاشقوں اور دیوانوں کے لیے یہ رخصت کی گھڑی قیامت سے کم نہیں تھی۔ فریادی آہ و زاری کر کے خواجہ پیا کو اپنی طرف متوجہ کر رہے تھے اور خواجہ غریب نواز کی سلامی کر کے اپنے شہروں کی طرف اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو رہے تھے۔ یہ دونوں ماں بیٹا بھی روتی آنکھوں سے سلام کرنے کے بعد خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت لے کر اپنے شہر کی طرف روانہ ہو پڑے۔ جب بلند دروازے سے یہ دونوں ماں بیٹا نکلے تو امین نے اپنی بوڑھی ماں سے کہا کہ اماں۔ بوڑھی ماں نے فرمایا بیٹا کیا بات ہے۔ امین نے کہا کہ اماں جیسے خالی ہاتھ آئے تھے ویسے ہی خالی ہاتھ ہم خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے روضے سے جا رہے ہیں اماں۔ میں نے تو سُنا تھا کہ جو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ اقدس میں ایک لمحہ بھی آجائے اس کی تقدیر پلٹ جاتی ہے۔ لیکن اماں ہم تو ایک لمحہ نہیں، ایک دن نہیں بلکہ آٹھ دس دن خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں گزار کر جا رہے ہیں۔ بوڑھی ماں نے جواب دیا کہ بیٹا جو کچھ تم نے سُنا تھا وہ غلط نہیں بالکل سچ ہے۔ یہاں قسمت کی گرہ کھل جاتی ہے پر کھولنے والے ہاتھ نظر نہیں آتے۔ بگڑی ہوئی تقدیر پلٹ جاتی ہے لیکن تقدیر پلٹنے والا نظر نہیں آتا۔ روتے ہوئے مسکراتے جاتے ہیں لیکن دلاسہ دینے والا نظر نہیں آتا۔ بے سہاروں کو سہارا مل جاتا ہے

لیکن سہارا دینے والا نظر نہیں آتا۔ مصیبت کے مارے ہُوؤں کی مصیبت دُور ہو جاتی ہے لیکن مصیبت دُور کرنے والا نظر نہیں آتا۔ بیٹا کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ دامن رحمتوں اور مال سے مالامال ہو جاتا ہے لیکن دامن والے کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ اس کے دامن میں کوئی چیز آئی ہے یا نہیں۔ ماں بیٹے کو سمجھا رہی تھی اور بیٹا بوڑھی ماں کی باتیں توجّہ سے سُن رہا تھا کہ پیچھے سے آواز آئی کہ او امین جوار ہیے۔ اللہ اللہ۔ دونوں ماں بیٹے نے مڑ کر دیکھا تو سڑک کے ایک کنارے پر ایک فقیر بیٹھا ہوا بھیک مانگ رہا ہے۔ امین نے ایک سائل سمجھ کر، ایک بھکاری جان کر کوئی توجّہ نہ دی اور آگے بڑھ گیا۔ فقیر نے پھر آواز دی کہ او امین جوار ہیے۔ اس مرتبہ کی آواز پہلی آواز سے مختلف اور بارُعب آواز تھی اور اس آواز سے بے نیازی کا شکوہ ٹپک رہا تھا۔ ماں چلتے چلتے رُک گئی۔ امین بھی ٹھہر گیا۔ دونوں ماں بیٹا واپس لوٹے اور فقیر کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ بڑھیا نے فقیر بابا سے پوچھا کہ بابا فقیر کیا بات ہے۔ اس فقیر سائیں نے تیور بدل کر کہا۔ ادھر لا جو کچھ تیرے پاس ہے۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صدقے سب کچھ دے دے۔ جیب میں جو کچھ بھی ہے، خالی کر دے۔ امین سوچنے لگا کہ یہ فقیر کہتا ہے پھر سوچنے لگا کہ اس کو کچھ دیا جائے یا نہ دیا جائے لیکن امین کی بوڑھی ماں نے بغیر کسی تامّل کے پانچ رُوپے نکال کر فقیر کی تلی پر رکھ دیئے۔ یہی وہ پانچ رُوپے تھے جو ماں بیٹے کے پاس پونجی تھی اور یہی وہ پیسے تھے جن سے انھوں نے اپنے شہر دار جلنگ پہنچنا تھا۔ فقیر نے پیسے لے کر اپنے پاس رکھ لیے اور اپنی جھولی سے کوئی چیز نکالی اور اس بڑھیا کے آنچل میں ڈالتے ہوئے کہا کہ اسے چھپا کر رکھ لو۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے تیرے گزرے ہُوئے

خوشحالی کے دن پلٹ کر آجائیں گے۔ جا اور سیدھی گھر چلی جا۔ اللہ خیر کرے گا۔ بڑی اُمیدیں لے کر دونوں ماں بیٹا اس فقیر کے پاس سے اُٹھے اور تیزی کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے اسٹیشن کی طرف روانہ ہو پڑے۔ اسٹیشن پہنچ کر امین نے نہایت ہی بے چینی کے ساتھ پوچھا کہ اماں ذرا وہ چیز تو دکھا فقیر بابا نے آپ کو کیا دیا ہے۔ امین نے دیکھا تو ماں کی چادر کے ایک پلو میں ایک گول اور چکنا پتھر پڑا ہوا ہے۔ امین کی ساری اُمیدوں پر پانی پھر گیا۔ اور غصے میں آکر ماں کو کہنے لگا اماں وہ پانچ روپے بھی پانی میں گئے۔ اب تو راستہ بھی کتنا مشکل ہو جائے گا۔ افسوس بڑی اُمیدیں لے کر آئے تھے اور نہایت ہی پریشان ہو کر یہاں سے جا رہے ہیں۔ داراجلنگ میں تو ایک ہی فاقہ تھا اب تو راستے بھر فاقہ کرنا ہو گا۔ بڑی مشکل سے پانچ روپے رکھے ہوئے تھے وہ بھی اس فقیر نے ہم سے لوٹ لیے۔ کیا خبر تھی کہ فقیری کا لبادہ اوڑھ کر رہزن اور لٹیرے بھی راستے میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ امین نے غصے میں آکر ماں کے ہاتھ سے وہ پتھر لے کر پھینکنا چاہا لیکن بوڑھی ماں نے اس کے ہاتھ سے وہ فقیر بابا سے دیا ہوا پتھر چھین لیا اور کہا کہ بیٹا اسے ساتھ رکھنے سے تیرا کیا بگڑتا ہے۔ سونے کی ڈلی نہ سہی خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے شہر کی یادگار ہی سہی۔ گھر پڑی رہے گی خواجہ پیا کی یاد آتی رہے گی۔ سبحان اللہ

خدا خدا کر کے کسی طرح یہ قافلہ داراجلنگ پہنچ گیا۔ اس مرتبہ بھی گاڑی پر کسی ٹکٹ چیکر بابو نے دونوں ماں بیٹا سے کسی قسم کی کوئی ٹکٹ وغیرہ نہ پوچھی نہ چیک کی۔ جیسے بغیر ٹکٹ گئے تھے ویسے ہی بغیر ٹکٹ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صدقے واپس آ گئے۔ گھر پہنچتے ہی محلہ پڑوس کے لوگوں نے کھانے کا بندوبست کیا۔ کھانا کھایا۔ نماز پڑھی رات گزر گئی۔

غریب نواز کا کرم امین کا مقصد:

جب دوسرا دن آیا تو امین اپنی عادت کے مطابق صبح سویرے ہی اپنے پرانے ساتھیوں کی طرف نکل گیا جب جوئے خانے اور اپنے پرانے یاروں کے پاس پہنچا تو کیا دیکھا کہ ساری محفلیں ویران ہیں۔ سارے جوئے خانے برباد پڑے ہیں۔ کوئی جواری کوئی پرانا ساتھی جوئے خانے کے قریب نظر نہیں آتا۔ امین بڑا حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرہ ہے۔ آج سے دس دن پہلے تو یہاں بڑی بہاریں تھیں، بڑے سٹے باز ہوتے تھے جوئے کی محفلیں سجا کرتی تھیں طرح طرح کے لوگ آتے تھے سارا دن آرام سے گزر جاتا تھا لیکن اب کیا ہوگا۔ لیکن یہاں ہوا کیا ہے! لوگوں نے بتایا کہ کچھ روز پہلے جوئے خانے پر پولیس نے چھاپہ مارا ہے اور تمام جواریوں کو سٹے بازوں کو پولیس اٹھا کر لے گئی ہے اور جوئے خانے کو سیل کر دیا ہے۔ امین یار تم بڑے خوش قسمت ہو کہ اس وقت یہاں موجود نہیں تھے وگرنہ تم بھی مفت میں مارے جاتے اور پولیس اب بھی چھاپے مار رہی ہے مت کوئی نیا جواری یہاں آئے اور جوا خانہ کھولنے کی جرات کرے۔ امین نے جب یہ بات سنی تو بڑا پریشان ہوگیا اور وہاں سے گھر کی طرف بھاگا کہ مت پولیس مجھے بھی پکڑ کر نہ لے جائے۔ لینے کے دینے ہی نہ پڑ جائیں۔ آج بوڑھی ماں امین کو خلافِ معمول گھر میں دیکھ کر بڑی خوش ہوئی اور وہ دل ہی دل میں کہنے لگی یا غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ آپ کی پہلی کرامت ہے کہ میرا بیٹا آج دن میں گھر میں موجود ہے وگرنہ یہ تو آدھی رات سے پہلے گھر کو منہ بھی کرتا تھا۔ امین پہلے تو سارا دن اپنے جواری دوستوں

کے پاس گزرتا تھا۔ انھی سے مانگ کر کچھ کھا پی کے گزارا کر لیتا تھا لیکن اب تو وہ جوتے کھانے والا سہارا اور دوسرا آسرا بھی ختم ہو گیا تھا آج تو امین کا سارا دن بھوک سے گزر گیا تھا۔ بات بات پر اپنی بوڑھی ماں سے لڑ پڑتا۔ کیونکہ جب انسان بے بس ہوتا ہے تو سوائے غصّہ کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ وہ پانچ روپے جو اجمیر شریف میں فقیر بابا کو دئیے تھے، اس کے ذہن سے نہیں نکل رہے تھے۔ رہ رہ کر اس کے دل میں خیال گزرتا وہ پیسے ہوتے تو آج کھاتے پیتے۔ غصّے میں بھرا بیٹھا تھا کہ اچانک اس کی نظر اسی پتھر پر پڑ گئی جو اس کی بوڑھی ماں پانچ روپے دے کر اس فقیر سے لے کر آئی تھی۔ عالمِ غیض میں اُٹھا اور اس پتھر کو پوری طاقت سے اپنے گھر کی دیوار پر دے مارا۔ پتھر ٹوٹ گیا لیکن زندگی کا ٹوٹا ہوا نگینہ پھر سے جڑ گیا۔ امین نے کیا دیکھا کہ اس پتھر سے ہیروں اور موتیوں کے ہزاروں چھوٹے چھوٹے ٹکڑے گرے اور پورا صحن ہیروں اور موتیوں سے بھر گیا۔ امین نے جب یہ دیکھا تو وہ خوشی کے مارے بالکل پاگل ہو رہا تھا لیکن بوڑھی ماں سجدۂ شکر میں پڑی ہوئی تھی اور کہہ رہی تھی کہ اے غریبوں کے غریب نواز تیری ایک نگاہِ کرم نے ہماری زندگی کی کایا پلٹ دی ہے یا میرے سرکار میں کیسے آپ کا شکریہ ادا کروں کہ آپ نے ہم جیسے غریبوں کی لاج رکھ لی۔ حضور دیکھیے ہماری خوشحالی کے دن آپ کی نگاہِ کرم سے پھر سے پلٹ آئے ہیں۔ امین ان ہیروں کو بازار لے گیا تو لاکھوں روپے کی قیمت ملی تو پھر سے اپنی سابقہ دکان خرید لی۔ پھر سے اپنی کوٹھی خرید لی۔ کیوں اس لیے کہ اب امین جواری امین جوہری بن چکا تھا اور پورے علاقے کا سب سے بڑا تاجر

اور مال دار بن گیا تھا اور میاں امین اتنا بڑا مال دار کیسے نہ بنتا جس کو میرے غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رنگ دیں۔ اب امین جوہری کسی صرف ایک فرم کا مالک نہیں تھا بلکہ جواہرات کی بین الاقوامی ایجنسیوں کا مالک تھا۔

(ہند کے راجہ) ص۸۱ ، ص۸۸

تمہارے در پہ آکر دین و دُنیا پا لیے میں نے
تمھیں سے ہو رہے ہیں دونوں عالم کی نبا خواجہ
زہے شانِ کریمی اب میرے دامن میں سب کچھ ہے
میری اُمید سے تم نے دیا مجھ کو سوا خواجہ
میرے عالم کو اے بہزاد اہلِ دل ہی سمجھیں گے
زبانِ عشق سے کہتا ہوں میں ہر وقت یا خواجہ

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے پیارے نبی رؤف الرحیم سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدی و مرشدی حضرت سید خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین
وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

طالبِ دُعا:
قاری فیض المصطفیٰ عتیقی
۲۷، شوال بروز پیر، سنہ ۱۴۰۸ھ

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و کرامات کا اوّلین مستند مجموعہ

○

قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا اردو ترجمہ

غوثِ جیلانی (منکرع)

تصنیف

علامہ محمد بن یحییٰ تاذفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ترجمہ: علامہ محمد عبدالستار قادری

ترتیب وتدوین: سید محمد صداقت رسول

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز - ۱۱- گنج بخش روڈ - لاہور

فون: ۷۳۱۳۸۸۵

اعلیٰ حضرت علامہ الشاہ احمد رضا خاںؒ بریلوی و دیگر علماء اہل سنت کے مجرب عملیات و تعویذات کا مستند

تصحیح شدہ مجموعہ

شمع شبستان رضا مکمل

مرتب
علامہ اقبال احمد نوری
تصحیح کنندہ
عبدالعزیز مخدوم چشتی

قبل ازیں بہت سے اداروں نے کتاب ہذا کو شائع کیا مگر کسی نے بھی اس کی صحت لفظی، اعرابی اور عددی کی طرف توجہ نہ دی۔ ہوتے ہوتے یہ کتاب مجموعہ اعمال وظائف نہ رہا بلکہ مجموعہ اغلاط بن گیا جس کی وجہ سے عاملین و قارئین کا اس پر سے اعتماد اٹھنے لگا۔ لیکن اللہ کے فضل سے روحانی پبلشرز نے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد اس کتاب کو اس قابل کر دیا ہے کہ اب اس میں ہر لفظ، ہر نقش واضح، عربی عبارات اعراب کے ساتھ، ہر جملہ غلطی سے پاک اس کی کتابت و تصحیح باوضو کی گئی۔ کتابت کرنے والے بھی عامل، تصحیح کرنیوالے حضرات بھی عالم باعمل۔ اب بڑا درمیانہ اور چھوٹا چراغ، جامع المطلوب، دور شفاء مع آیات شفاء، جامع الکمالات، تکسیر جنہ مع محیط الاسرار، تحفہ نوری نمبر ۱، نمبر ۲، درود شفاء، دورہ مرگ، نقش مخمس، ۱۱۴ سورتوں کے نقوش، نقوش برائے اعضائے جسمانی، باب النجوم، جملہ حروف کے موکل مکتوبی، ملفوظی، ظاہری باطنی، اسمائے جبروت، اسمائے باری تعالیٰ، طبی نسخہ جات، جامع التسخیر استخارہ، فالنامہ، خواب نامہ و دیگر تعویذات ایسے ہیں جیسے آپ چاہتے ہیں۔

نوٹ: بڑی محنت سے کتاب کو صحیح کیا گیا ہے پھر بھی کہیں آپ کو کوئی غلط نظر آئے تو فوراً نشاندہی فرمائیں تاکہ اس کی تصحیح کر دی جائے۔

عمدہ کاغذ، بہترین جلد، رنگین ٹائیٹل، ہدیہ =/ روپے۔

نوٹ
کتاب ہذا کے کندہ شدہ نقوش چراغ وغیرہ دستیاب ہیں

ناشر نوریہ رضویہ پبلی کیشنز
۱۱، گنج بخش روڈ لاہور
فون: ۷۳۱۳۸۸۵